روزنامہ

الفضل

سالانہ نمبر

سوموار

18 دسمبر 2006ء

18 فتح 1385ہش

Web: http://www.alfazl.org
Email: editor@alfazl.org

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

☎ 047-6213029
C.P.L 29-FD

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ آسٹریلیا کے موقع پر اختتامی دعا کرا رہے ہیں۔ (16/اپریل 2006)

بیت الہدیٰ سڈنی آسٹریلیا میں منعقد ہونے والی چلڈرن کلاس۔ (17/اپریل 2006ء)

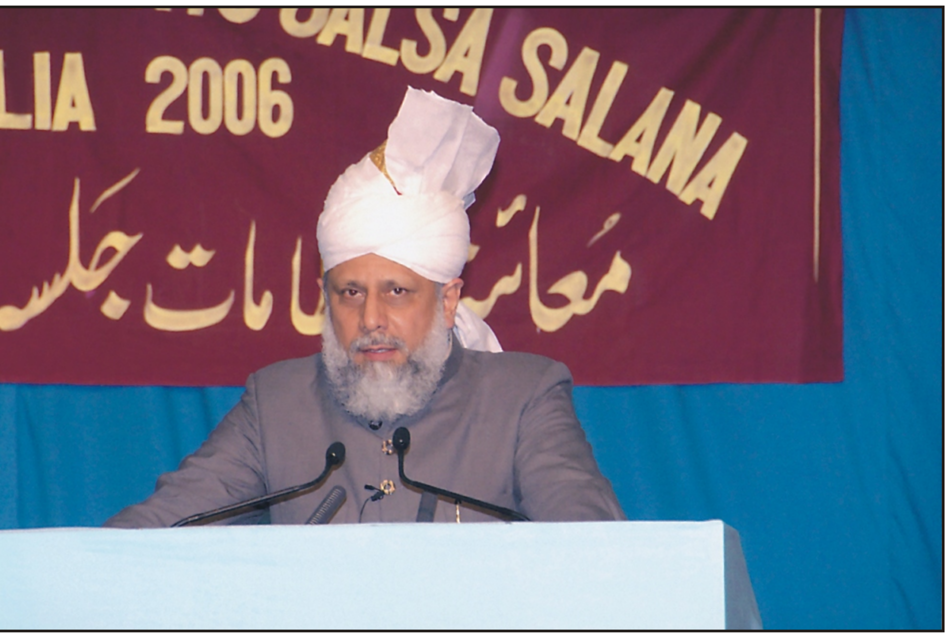

معائنہ انتظامات جلسہ سالانہ آسٹریلیا کے موقع پر
حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ڈیوٹی والوں سے خطاب
فرما رہے ہیں۔(13/اپریل 2006ء)

حضور انور ایدہ اللہ بیت مسرور آسٹریلیا
کی تختی کی نقاب کشائی فرما رہے ہیں۔
(22/اپریل 2006ء)

ناٹی آسٹریلیا میں
حضور انور ایک تقریب میں
مہمانوں اور صحافیوں سے خطاب فرما رہے ہیں۔

حضور انور بیت الہدیٰ آسٹریلیا کے احاطہ میں
خلافت جوبلی ہال کا سنگ بنیاد رکھ رہے ہیں۔
(21/اپریل 2006ء)

الفضل سالانہ نمبر 2006ء

جلد نمبر 56-91
شمارہ نمبر 283

دورہ مشرق بعید نمبر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ مشرق بعید کی تفاصیل اور برکات

ادار یہ

ایک خوش قسمت اور سعید قوم

وہ رات کیسی سیاہ تھی جب مغرب میں آفتاب صداقت اور حقانیت ایک کیچڑ کے چشمہ میں غروب ہوگیا۔ اس غلیظ چشمہ اور تاریکی کے پاس وہ مغربی اقوام تھیں جن کے مقابل نہ آفتاب تھا جس سے روشنی پا سکیں نہ ان کے پاس صاف پانی تھا جس کو وہ پیویں یعنی ان کی علمی اور عملی حالت نہایت خراب تھی اور وہ روحانی روشنی اور روحانی پانی سے بے نصیب تھے۔

مشرقی ممالک کے لوگوں کی حالت یہ تھی کہ گویا ایسی نادان قوم پر آفتاب نکلا ہے جن کے پاس دھوپ سے بچنے کے لئے کوئی بھی سامان نہیں یعنی وہ لوگ ظاہر پرستی اور افراط کی دھوپ سے جل رہے تھے اور مقدر یہ تھا کہ رسول کریم ﷺ کی دعاؤں اور برکتوں کے طفیل اہل مغرب و مشرق دونوں کے دکھ دور کئے جائیں گے اور سعید روحیں حق و صداقت کی ٹھنڈی چھاؤں تلے پناہ لیں گی۔

پس وہ آنے والا آیا اور اس نے آسمانی صحیفوں کے مطابق پہلے مغرب پر نظر ڈالی۔ پھر مشرق کی طرف متوجہ ہوا اور بالآخر وہ قوم ابھری جس نے اس نجات دہندہ کو قبول کیا اور اس سے درخواست کی کہ یاجوج اور ماجوج نے زمین پر فساد مچا رکھا ہے اگر آپ کی مرضی ہو تو ہم آپ کے لئے چندہ جمع کریں تا آپ ہم میں اور ان میں کوئی روک بنا دیں۔

اس نے کہا اگر تم نے کچھ مدد کرنی ہو تو لوہے کی سلیں مجھے لا دو تا آمدورفت کی راہوں کو بند کیا جاسکے یعنی اپنے تئیں میری تعلیم اور دلائل پر مضبوطی سے قائم کرو اور پوری استقامت اختیار کرو اور اس طرح پر خود لوہے کی سل بن کر مخالفانہ حملوں کو روکو اور پھر سکوں میں آگ پھونکو جب تک کہ وہ خود آگ بن جائیں یعنی محبت الٰہی اس قدر اپنے اندر بھڑکاؤ کہ خود الٰہی رنگ اختیار کرلو۔

یہ خوش قسمت گروہ آج ساری دنیا میں موجود ہے اور مسیح موعود کا خلیفہ اس کا پیغام لے کر ساری دنیا میں پھر رہا ہے۔ اسی تسلسل میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2006ء میں مشرق بعید کے 5 ممالک کا دورہ فرمایا اور تاریکی اور کیچڑ کے چشمہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں اور آفتاب سے جلتی ہوئی قوموں کو اس عذاب سے نجات پا کر سچے خدا کو پہچاننے کی دعوت دی اور وہ جو اس کی آواز پر لبیک کہہ چکے ہیں ان کو خدا اور رسول کے ساتھ پیوند مضبوط کرنے کا پیغام دیا۔

یہ اپنی نوعیت کا ایک غیر معمولی دورہ تھا جسے تمام تفاصیل کے ساتھ تاریخ کے سینے میں محفوظ کرنا ضروری ہے اور یہی الفضل کے اس خاص نمبر کا مقصود ہے۔ ان ممالک کے تاریخی، جغرافیائی پس منظر کے ساتھ احمدیت کی ارتقائی شان کو بیان کیا گیا ہے۔ حضور کے دورہ کی تفصیلی رپورٹس مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن کے قلم سے الفضل کے متعدد شماروں میں شائع ہو چکی ہیں۔ جن کا خلاصہ نکات کی شکل میں مکرم مولانا محمد اعظم اکسیر صاحب نے تیار کیا ہے۔ اس شمارہ کی تیاری میں حصہ لینے والے تمام محسنوں کے شکریہ کے ساتھ یہ دستاویز ذوالقرنین کے خلیفہ اور گروہ محبین کی خدمت میں پیش ہے۔

فہرست مضامین	مضمون نگار	صفحہ
☆ادار یہ۔ایک خوش قسمت اور سعید قوم	ایڈیٹر	1
☆اطاعت کی برکات اور عظیم انعامات قرآن کریم کی روشنی میں		3
☆اطاعت کی حقیقت احادیث نبویہؐ کی روشنی میں		5
☆حضرت مسیح موعود کے سفر	محمد محمود طاہر	7
☆مشرق بعید کے دورہ کے بعد خطبہ جمعہ	حضرت خلیفۃ المسیح الخامس	11
☆سنگاپور۔شیروں کا مسکن		15
☆سنگاپور میں احمدیت کی تاریخ کے مختلف ادوار	عبدالستار خان	17
☆سنگاپور کے احمدیوں کا اخلاص اور بیت الذکر کی تعمیر	مولانا محمد صدیق امرتسری	21
☆حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا دورہ سنگاپور (تاریخ وار مصروفیات)		25
☆مربی سنگاپور کی دعوت الی اللہ	حضرت مصلح موعود	27
☆براعظم آسٹریلیا۔تعارف		29
☆آسٹریلیا کے قدیم باشندے	خالد سیف اللہ خان	31
☆بیت الہدیٰ آسٹریلیا کے سنگ بنیاد کے موقع پر خطاب	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع	33
☆آسٹریلیا میں احمدیت کی ابتدائی تاریخ	مولانا دوست محمد شاہد	35
☆حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا دورہ آسٹریلیا (تاریخ وار مصروفیات)		39
☆آسٹریلیا میں احمدیت خلافت رابعہ و خامسہ میں	ثاقب محمود عاطف	45
☆حضور انور کی دعا اور روحانی شخصیت کا اثر	ثاقب محمود عاطف	47
☆جمہوریہ فجی۔تعارف اور تاریخ		49
☆جماعت احمدیہ فجی کا تعارف اور ترقیات	نعیم احمد محمود چیمہ	51
☆فجی کی پہلی بیت الذکر کی تعمیر		55
☆حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورہ فجی (تاریخ وار مصروفیات)		57
☆نیوزی لینڈ۔ایک آزاد آئینی بادشاہت		63
☆نیوزی لینڈ کے خوش قسمت احمدی۔پروفیسر کلیمنٹ ریگ	فخر الحق شمس	67
☆نیوزی لینڈ میں احمدیت۔ماؤنٹ ایورسٹ سر کی گئی۔خواتین کا حق رائے دہی		71
☆حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا دورہ نیوزی لینڈ (تاریخ وار مصروفیات)		73
☆جاپان کا تعارف اور تاریخی پس منظر		77
☆جاپان میں دعوت الی اللہ کے لئے حضرت مسیح موعود کا جوش	مولانا عطاء المجیب راشد	81
☆حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا دورہ جاپان	مغفور احمد منیب	83
☆امن عالم کے لئے حضرت مصلح موعود کی دعا	فرخ سلمانی	85
☆دنیا کے کنارے اور احمدیت کا پیغام	حضرت مصلح موعود	85
☆حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا دورہ جاپان (تاریخ وار مصروفیات)		87

☆منظومات: عبدالمنان ناہید صفحہ 23۔ ڈاکٹر ریاض اکبر صفحہ 42

☆نقشے: حضور انور کے دورہ مشرق بعید کا نقشہ صفحہ 2۔ آسٹریلیا صفحہ 30۔ فجی صفحہ 50

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ۔ مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دار النصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت 70 روپے

زمین کے کناروں تک پیغام احمدیت پہنچنے کے مظاہر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ مشرق بعید

سنگاپور، آسٹریلیا، فجی، نیوزی لینڈ، جاپان۔ عالمی تناظر میں

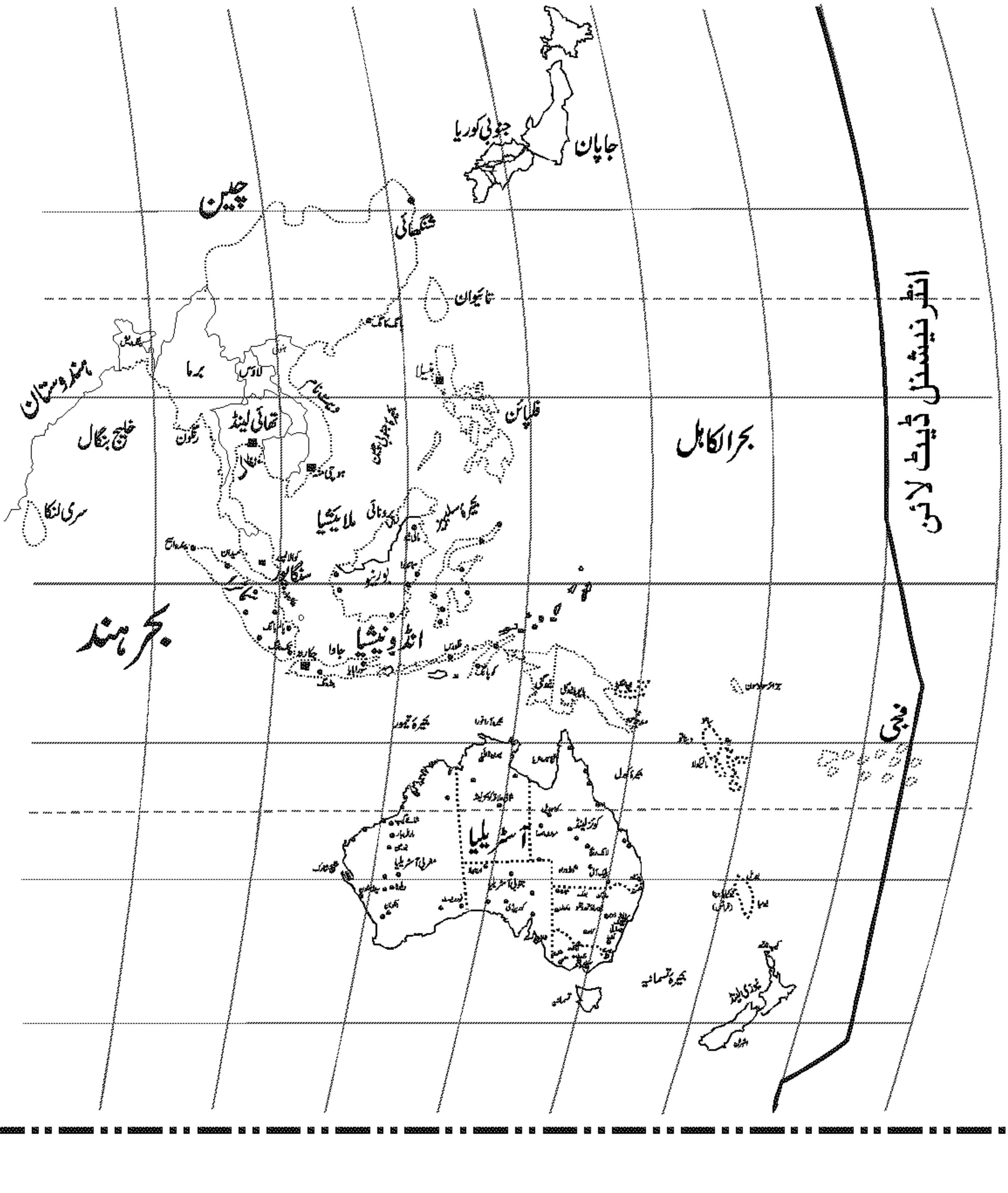

اللہ اور رسول کی اطاعت کی برکات اور عظیم انعامات۔ قرآن کریم کی روشنی میں

اطاعت کا حقدار

اللہ کی اطاعت

اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں۔ جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔
(البقرۃ:187)

رسول کی اطاعت

اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے اور اگر اس وقت جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا وہ تیرے پاس حاضر ہوتے اور اللہ سے بخشش طلب کرتے اور رسول بھی ان کے لئے بخشش مانگتا تو وہ ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا پاتے۔

نہیں! تیرے رب کی قسم! وہ کبھی ایمان نہیں لاسکتے جب تک وہ تجھے ان امور میں منصف نہ بنالیں جن میں ان کے درمیان جھگڑا ہوا ہے۔ پھر تو جو بھی فیصلہ کرے اس کے متعلق وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور کامل فرمانبرداری اختیار کریں۔ (النساء:66,65)

رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے

جو اس رسول کی پیروی کرے تو اس نے اللہ کی پیروی کی اور جو پھر جائے تو ہم نے تجھے ان پر محافظ بنا کر نہیں بھیجا۔ (النساء:81)

کل عالم کا مطاع

یقیناً یہ ایک (ایسے) معزز رسول کا قول ہے۔ (جو) قوت والا ہے۔ صاحب عرش کے حضور بہت مرتبہ والا ہے۔ بہت واجب الاطاعت (جو) وہاں (یعنی صاحب عرش کے حضور) امین بھی ہے۔
(التکویر:20 تا 22)

رسول اللہ ﷺ کی پیروی

جو اس رسول نبی امی پر ایمان لاتے ہیں جسے وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیک باتوں کا حکم دیتا ہے اور انہیں بری باتوں سے روکتا ہے اور ان کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال قرار دیتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام قرار دیتا ہے اور ان سے ان کے بوجھ اور طوق اتار دیتا ہے جو ان پر پڑے ہوئے تھے۔ پس وہ لوگ جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور اسے عزت دیتے ہیں اور اس کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کی پیروی کرتے ہیں جو اس کے ساتھ اتارا گیا ہے یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

تو کہہ دے کہ اے انسانو! یقیناً تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کے قبضے میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔ پس ایمان لے آؤ اللہ پر اور اس کے رسول نبی امی پر جو اللہ پر اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے اور اسی کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔ (اعراف: 159,158)

اللہ اور رسول کی اطاعت

اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اپنے درمیان اصلاح کرو اور اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔ (انفال:2)

اور اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اور آپس میں مت جھگڑو ورنہ تم بزدل بن جاؤ گے اور تمہارا رعب جاتا رہے گا اور صبر سے کام لو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ (انفال:47)

اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور (برائی سے) بچتے رہو اور اگر تم پیٹھ پھیر جاؤ تو جان لو کہ ہمارے رسول پر صرف واضح پیغام پہنچانا ہے۔
(المائدہ:93)

اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ پس اگر تم منہ موڑ لو تو (جان لو کہ) ہمارے رسول پر محض پیغام کا صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس حد تک تمہیں توفیق ہے اور سنو اور اطاعت کرو اور خرچ کرو (یہ) تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ (التغابن:17,13)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو باطل نہ کرو۔
(محمد:34)

کیا تم (اس بات سے) ڈر گئے ہو کہ اپنے (ذاتی) مشوروں سے پہلے صدقات دیا کرو۔ پس جب تم ایسا نہ کرسکو جبکہ اللہ نے تمہاری توبہ قبول کرلی ہے تو نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔ (المجادلہ:14)

قرآن کی اطاعت

اس کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف اتارا گیا ہے اور اسے چھوڑ کر دوسرے ولیوں کی پیروی نہ کرو۔ تھوڑا ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔ (اعراف:4)

اولوالامر کی اطاعت

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔ اور اگر تم کسی معاملہ میں (اولوالامر سے) اختلاف کرو تو ایسے معاملے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیا کرو اور اگر (فی الحقیقت) تم اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان لانے والے ہو۔ یہ بہت بہتر (طریق) ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔ (النساء:60)

اطاعت مومنوں کی صفت ہے

سمعنا واطعنا کہنے والے

رسول اس پر ایمان لے آیا جو اس کے رب کی طرف سے اس کی طرف اتارا گیا اور مومن بھی۔ (ان میں سے) ہر ایک ایمان لے آیا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر (یہ کہتے ہوئے کہ) ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کریں گے۔ اور انہوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ تیری بخشش کے طلبگار ہیں۔ اے ہمارے رب! اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔ (البقرہ:77)

اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو اور اس کے عہد کو جسے اس نے تمہارے ساتھ مضبوطی سے باندھا جب تم نے کہا کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور اللہ سے ڈرو۔ اللہ یقیناً سینوں کی باتیں خوب جانتا ہے۔
(المائدہ:8)

اطاعت کرنے والے

مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی ہیں جن پر اللہ ضرور رحم کرے گا۔ یقیناً اللہ کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔ (توبہ:71)

اور جو اپنے رب کی آواز پر لبیک کہتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ان کا امر باہمی مشورہ سے طے ہوتا ہے اور اس میں سے جو ہم نے انہیں عطا کیا خرچ کرتے ہیں۔ (الشوریٰ:39)

اطاعت کرنے والے زندہ ہیں

وہی لبیک کہتے ہیں جو سنتے ہیں۔ اور مردوں کو اللہ اٹھائے گا پھر اسی کی طرف وہ لوٹائے جائیں گے۔
(انعام:37)

اطاعت کے معیار

بہترین حصہ کی اطاعت

اور تمہاری طرف جو تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس کے بہترین حصہ کی پیروی کرو پیشتر اس کے کہ عذاب تمہیں اچانک آ پکڑے جبکہ تم (اس کا) شعور نہ رکھتے ہو۔ (الزمر:56)

دلی اطاعت

اور کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کے لئے جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ کردیں تو اپنے معاملہ میں ان کو فیصلہ کا اختیار باقی رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ بہت کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا ہوتا ہے۔ (احزاب: 37)

معروف اطاعت

اے نبی! جب مومن عورتیں تیرے پاس آئیں (اور) اس (امر) پر تیری بیعت کریں کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی اور نہ ہی چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ ہی (کسی پر) کوئی جھوٹا الزام لگائیں گی جسے وہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے سامنے گھڑ لیں اور نہ ہی معروف (امور) میں تیری نافرمانی کریں گی تو تو ان کی بیعت قبول کر اور ان کے لئے اللہ سے بخشش طلب کر۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ (الممتحنہ:13)

اور انہوں نے اللہ کی پختہ قسمیں کھائیں کہ اگر تو انہیں حکم دے تو وہ ضرور نکل کھڑے ہوں گے۔ تو کہہ دے کہ قسمیں نہ کھاؤ۔ دستور کے مطابق اطاعت (کرو) یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔ (النور:54)

اطاعت کی برکات

اللہ کی محبت

تو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

تو کہہ دے اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی۔ پس اگر وہ پھر جائیں تو یقیناً اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔
(آل عمران:33,32)

روحانی زندگی

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور رسول کی آواز پر لبیک کہا کرو جب وہ تمہیں بلائے تاکہ وہ تمہیں زندہ کرے اور جان لو کہ اللہ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوتا ہے اور یہ بھی (جان لو) کہ تم اسی کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے۔ (انفال:25)

عظیم انعامات

اور جو بھی اللہ کی اور اس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔

یہ اللہ کا خاص فضل ہے اور اللہ صاحب علم ہونے کے لحاظ سے بہت کافی ہے۔

(النساء: 71,70)

خلافت کا وعدہ

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (النور: 57,56)

نعمتیں اور فضل

وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور رسول کو لبیک کہا بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکے تھے، ان میں سے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے احسان کیا اور تقویٰ اختیار کیا بہت بڑا اجر ہے۔

(یعنی) وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ تمہارے خلاف لوگ اکٹھے ہوگئے ہیں پس ان سے ڈرو تو اس بات نے ان کو ایمان میں بڑھا دیا۔ اور انہوں نے کہا ہمیں اللہ کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔

پس وہ اللہ کی نعمت اور فضل لے کر لوٹے، انہیں تکلیف نے چھوا تک نہیں اور انہوں نے اللہ کی رضا کی پیروی کی اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

(آل عمران: 173 تا 175)

جنت میں داخلہ

اور جو اللہ کی اطاعت کرے اور اس کے رسول کی تو وہ اس سے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے دامن میں نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ایک لمبے عرصہ تک رہنے والے ہوں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدود سے تجاوز کرے تو وہ اسے ایک آگ میں ڈالے گا جس میں وہ ایک لمبے عرصہ تک رہنے والا ہوگا اور اس کے لئے رسوا کردینے والا عذاب (مقدر) ہے۔ (النساء: 15,14)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں اور جو پیٹھ دکھا جائے گا وہ اسے بہت دردناک عذاب دے گا۔ (الفتح: 18,17)

ہدایت پاؤ گے

کہہ دے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ پس اگر تم پھر جاؤ تو اس پر صرف اتنی ہی ذمہ داری ہے جو اس پر ڈالی گئی ہے اور تم پر بھی اتنی ہی ذمہ داری ہے جتنی تم پر ڈالی گئی ہے اور اگر تم اس کی اطاعت کرو تو ہدایت پا جاؤ گے اور رسول پر کھول کھول کر پیغام پہنچانے کے سوا کچھ ذمہ داری نہیں۔ (النور: 55)

بخشش اور کامیابی

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صاف سیدھی بات کیا کرو۔

وہ تمہارے لئے تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو یقیناً اس نے ایک بڑی کامیابی کو پالیا۔ (احزاب: 72,71)

بادیہ نشین کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ تو کہہ دے کہ تم ایمان نہیں لائے لیکن صرف اتنا کہا کرو کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں۔ جبکہ ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تو وہ تمہارے اعمال میں کچھ بھی کمی نہیں کرے گا۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ (الحجرات: 15)

بھلائی

ان لوگوں کے لئے جو اپنے رب کی آواز پر لبیک کہتے ہیں بھلائی ہے اور وہ لوگ جو اسے لبیک نہیں کہتے اگر وہ سب کا سب ان کا ہو جو زمین میں ہے اور اس کے برابر اور بھی ہو تو وہ اس کو دے کر ضرور اپنی جانیں چھڑانے کی کوشش کریں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے بہت برا حساب (مقدر) ہے اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا ہی برا ٹھکانا ہے۔ (الرعد: 19)

اجر حسن

بادیہ نشینوں میں سے پیچھے چھوڑ دیئے جانے والوں سے کہہ دے کہ تم عنقریب ایک ایسی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے جو سخت جنگجو ہوگی۔ تم ان سے قتال کرو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ پس اگر تم اطاعت کرو گے تو اللہ تمہیں بہت اچھا اجر عطا کرے گا اور اگر تم پیٹھ پھیر جاؤ گے جیسا کہ پہلے پیٹھ پھیر گئے تھے تو وہ تمہیں بہت دردناک عذاب دے گا۔ (الفتح: 17)

رحم کا حصول

اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔ (آل عمران: 133)

جن کی اطاعت منع ہے

والدین جب شرک کیلئے جھگڑیں

اور ہم نے انسان کو تاکیدی نصیحت کی کہ اپنے والدین سے حسن سلوک کرے اور (کہا کہ) اگر وہ تجھ سے جھگڑیں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے، جس کا تجھے کوئی علم نہیں، تو پھر ان دونوں کی اطاعت نہ کر۔ میری ہی طرف تمہارا لوٹ کر آنا ہے پس میں تمہیں ان باتوں سے آگاہ کروں گا جو تم کرتے ت (العنکبوت: 9)

اور اگر وہ دونوں (بھی) تجھ سے جھگڑا کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرا جس کا تجھے کوئی علم نہیں تو ان دونوں کی اطاعت نہ کر اور ان دونوں کے ساتھ دنیا میں دستور کے مطابق رفاقت جاری رکھ اور اس کے رستے کی اتباع کر جو میری طرف جھکا۔ پھر میری طرف ہی تمہارا لوٹ کر آنا ہے پھر میں تمہیں اس سے آگاہ کروں گا جو تم کرتے رہے ہو۔ (لقمان: 16)

کافر اور منافق

اے نبی! اللہ کا تقویٰ اختیار کر اور کافروں اور منافقوں کی بات نہ مان۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

اور اس کی پیروی کر جو تیری طرف تیرے رب کی طرف سے وحی کیا جاتا ہے۔ یقیناً اللہ، اس سے جو تم کرتے ہو، خوب باخبر ہے۔ (احزاب: 3,2)

اور کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کر اور ان کی ایذا رسانی کو نظر انداز کر دے اور اللہ پر توکل کر اور اللہ ہی کارساز کے طور پر کافی ہے۔ (احزاب: 49)

پس کافروں کی پیروی نہ کر اور اس (قرآن) کے ذریعہ ان سے ایک بڑا جہاد کر۔ (الفرقان: 53)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم نے ان لوگوں کی اطاعت کی جو کافر ہوئے تو وہ تمہیں تمہاری ایڑیوں کے بل لوٹا دیں گے۔ پھر تم نقصان اٹھاتے ہوئے لوٹو گے۔ (آل عمران: 150)

مکذبین

یقیناً تیرا رب ہی سب سے زیادہ جانتا ہے اسے جو اس کی راہ سے بھٹک گیا ہے اور وہی ہدایت یافتہ لوگوں کو بھی سب سے زیادہ جانتا ہے۔

پس تو جھٹلانے والوں کی اطاعت نہ کر۔

(القلم: 9,8)

گنہگار اور ناشکرا

پس اپنے رب کے حکم پر (عمل) کے لئے مضبوطی سے قائم رہ اور ان میں سے کسی گنہگار اور سخت ناشکرے کی پیروی نہ کر۔ (الدھر: 25)

غافل دل

اور تو خود بھی صبر کر ان لوگوں کے ساتھ جو صبح بھی اور شام کو بھی اپنے رب کو، اس کی رضا چاہتے ہوئے، پکارتے ہیں اور تیری نگاہیں ان سے تجاوز نہ کریں اس حال میں کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت چاہتا ہو اور اس کی پیروی نہ کر جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی ہوس کے پیچھے لگ گیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے بڑھا ہوا ہے۔ (کہف: 29)

اکثر اہل زمین

اور اگر تو اہل زمین میں سے اکثر کی اطاعت کرے تو وہ تجھے اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں گے۔ وہ تو ظن کے سوا کسی بات کی پیروی نہیں کرتے اور وہ تو محض اٹکل پچو سے کام لیتے ہے۔ (انعام: 117)

شیاطین

اور اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔ یقیناً وہ ناپاک ہے۔ اور لازماً شیاطین اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو تم یقیناً مشرک ہو جاؤ گے۔ (انعام: 122)

اہل کتاب

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم نے ان لوگوں میں سے جنہیں کتاب دی گئی، کسی گروہ کی اطاعت کی تو وہ تمہیں تمہارے ایمان لانے کے بعد (ایک دفعہ پھر) کافر بنا دیں گے۔

اور تم کیسے انکار کر سکتے ہو جبکہ تم پر اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں اور تم میں اس کا رسول (موجود) ہے اور جو مضبوطی سے اللہ کو پکڑ لے تو یقیناً وہ صراط مستقیم کی طرف ہدایت دیا گیا۔ (آل عمران: 102,101)

نافرمانوں کا انجام

اللہ نے لعنت کی

یہود میں سے ایسے بھی ہیں جو کلمات کو ان کی اصل جگہوں سے بدل دیتے ہیں اور وہ کہتے ہیں ہم نے سنا اور ہم نے نافرمانی کی اور بات سن اس حال میں کہ تجھے کچھ بھی نہ سنائی دے اور وہ اپنی زبانوں کو بل دیتے ہوئے اور دین میں طعن کرتے ہوئے راعنا کہتے ہیں۔ اور اگر ایسا ہوتا کہ وہ کہتے کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور سن اور ہم پر نظر کر، تو یہ ان کے لئے بہتر اور سب سے زیادہ مضبوط (قول) ہوتا۔ لیکن اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان پر لعنت کر دی ہے۔ پس وہ ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑا۔ (النساء: 17)

بہرے اور گونگے

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اس کے باوجود اس سے روگردانی نہ کرو کہ تم سن رہے ہو۔

اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جنہوں نے کہا تھا ہم نے سن لیا جبکہ درحقیقت وہ سن نہیں رہے تھے۔

یقیناً خدا کے نزدیک تمام جانداروں میں بدترین وہ بہرے اور گونگے ہیں جو عقل نہیں کرتے۔

(انفال: 21 تا 23)

اطاعت کی حقیقت اور صحابہ رسولؓ کے عظیم نمونے۔ احادیث نبویہؐ کی روشنی میں

امام ڈھال ہے جس کی قیادت اور اطاعت میں دشمن سے مقابلہ کیا جاتا ہے اور اس کے حملوں سے بچا جاتا

اطاعت کا حکم

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو رک جاؤ اور جب کسی کام کا حکم دوں اسے اپنی استطاعت کے مطابق بجالاؤ۔

(صحیح بخاری کتاب الاعتصام باب الاقتداء بسنن رسول اللہ حدیث نمبر 6744)

سنو اور اطاعت کرو

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

تمہارے لئے سننا اور اطاعت کرنا واجب ہے۔ تنگدستی میں خوشحالی میں۔ خوشی میں ناخوشی میں۔ حق تلفی میں بھی اور ترجیحی سلوک میں بھی۔ غرض ہر حال میں اطاعت فرض ہے۔

(مسلم کتاب الامارة باب وجوب طاعة الامراء حدیث نمبر 3419)

ہر حال میں اطاعت

حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ہم سے بیعت کے وقت عہد لیا کہ تنگی ہو یا آسائش، خوشی ہو یا ناخوشی ہر حال میں ہم آپ کی بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔

(صحیح مسلم کتاب الامارة باب وجوب طاعة الامراء حدیث نمبر 3419)

جس نے میری اطاعت کی

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی وہ میرا نافرمان ہے۔

(مسلم کتاب الامارہ باب وجوب طاعة الامراء حدیث نمبر 3417)

اطاعت اور نافرمانی کرنے والوں کی مثال

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

میری اور میری لائی ہوئی تعلیم کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو ایک قوم کے پاس گیا اور کہا اے میری قوم میں نے دشمن کا لشکر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور میں کھلا کھلا انذار کرتا ہوں۔ اس لئے نجات کی راہ اختیار کرو۔ اس پر قوم کے ایک طبقہ نے اس کی اطاعت کی۔ اور راتوں رات اطمینان سے نکل گئے۔ اور نجات پائی۔ اور قوم کے دوسرے گروہ نے اسے جھٹلایا اور اپنے مکانوں میں ہی ٹھہرے رہے صبح کے وقت دشمن لشکر نے ان پر حملہ کر کے تباہ و برباد کر دیا۔ یہ میری اتباع کرنے والوں اور میری نافرمانی کرنے والوں کی مثال ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الاعتصام باب الاقتداء بسنن رسول الله حدیث نمبر 6740)

امام ڈھال ہے

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

امام ڈھال ہے جس کی قیادت اور اطاعت میں دشمن سے لڑائی کی جاتی ہے اور دشمن کے حملوں سے بچا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الجهاد باب یقاتل من وراء الامام حدیث نمبر 2737)

کوئی عذر نہیں ہوگا

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچا وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ نہ اس کے پاس کوئی دلیل ہوگی نہ عذر۔ اور جو اس حال میں مرا کہ اس نے امام وقت کی بیعت نہیں کی تھی تو وہ جاہلیت اور گمراہی کی موت مرے گا۔

(صحیح مسلم کتاب الاماره باب و جوب ملازمة جماعة المسلمین حدیث نمبر :3441)

سب سے بڑی غداری

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

ہر عہد شکن کیلئے قیامت کے دن ایک جھنڈا گاڑا جائے گا۔ اور سب سے بڑی عہد شکنی اور غداری امام کے ساتھ غداری ہے۔

(جامع ترمذی کتاب الفتن باب ما اخبر النبی اصحابه حدیث نمبر :2117)

خلفائے راشدین کی اطاعت

حضرت عرباض بن ساریہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ

تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین جو خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں کی سنت کی اطاعت فرض ہے۔ اس طریق کو مضبوطی سے تھام لو اور دانتوں سے اچھی طرح پکڑ کے رکھو۔

(سنن ابوداؤد کتاب السنة باب فی لزوم السنة حدیث 3991)

اچھی طرح چمٹ جاؤ

حضرت عرباضؓ بن ساریہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کی پیروی کرنا۔ اسے اچھی طرح چمٹ جانا اور دانتوں سے مضبوط گرفت میں لے لینا۔

(جامع ترمذی کتاب العلم باب الاخذ بالسنه حدیث نمبر 2600)

امام کی پیروی کرو

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

امام اس لئے بنایا جاتا ہے تا کہ اس کی پیروی کی جائے جب امام نماز میں تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو جب رکوع کرے تو تم رکوع کرو جب وہ سجدہ کرے تو تم سجدہ کرو جب وہ اٹھے تو تم بھی اٹھو۔

(صحیح بخاری کتاب الصلوٰة باب الصلوٰة فی السطوح حدیث نمبر 368 وکتاب الاذان باب انما جعل الامام حدیث نمبر 648)

امام سے آگے نہ بڑھو

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

نماز میں امام سے پہلے کوئی حرکت نہ کرو جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو جب رکوع کرے تو رکوع کرو۔ اور اس سے پہلے سر مت اٹھاؤ۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰة باب ائتمام الماموم حدیث نمبر :626)

میں تمہارا امام ہوں

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک دن نماز پڑھائی۔ اس کے بعد ہماری طرف توجہ کی اور فرمایا:۔

اے لوگو میں تمہارا امام ہوں۔ رکوع، سجود، قیام اور سلام پھیرنے میں مجھ سے آگے نہ بڑھو۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰة باب تحریم سبق الامام حدیث نمبر:646)

اس بات سے ڈرو

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:۔

کیا وہ شخص جو امام الصلوٰة سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ اس کے سر کو گدھے کے سر میں تبدیل کر دے یا اس کی صورت گدھے جیسی بنا دے۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب اثم من رفع راسه حدیث نمبر650)

میری پیروی کرو

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کو مسجد نبوی کے آخری حصہ میں کھڑے ہوئے دیکھا تو فرمایا:۔

آگے آؤ اور میری پیروی کرو اور جو تمہارے پیچھے ہیں وہ تمہاری پیروی کریں۔ جو لوگ ہمیشہ پیچھے کھڑے ہوتے ہیں اللہ بھی انہیں پیچھے کر دے گا۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰة باب تسویة الصفوف حدیث نمبر662)

جنت کا رستہ

حضرت ابوامامہ باہلیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ رسول اللہؐ فرماتے تھے۔

اللہ سے ڈرو، پانچ وقت کی نماز پڑھو، ایک ماہ کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکوٰة دو اور اپنے حاکم کی اطاعت کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(جامع ترمذی کتاب الجمعه حدیث نمبر 559)

سیرۃ صدیقی

آنحضرت ﷺ نے آخری بیماری میں حضرت اسامہ بن زیدؓ کی قیادت میں سات سو کا لشکر شام کی طرف بھجوایا تھا۔ ابھی وہ زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ رسول

اللہؐ کی وفات ہوگئی۔ صحابہؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ مدینہ کے اردگرد بہت سے قبائل مرتد ہوگئے ہیں اس لئے اس لشکر کو روک لیجئے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا خدا کی قسم اگر مدینہ کی گلیوں میں کتے عورتوں کو گھسیٹتے پھریں تب بھی میں اس لشکر کو نہیں روکوں گا جسے خدا کے رسول نے روانہ کیا ہے

(تاریخ الخلفاء ص 74۔ نور محمد اصح المطابع کراچی)

کوئی دلیل نہیں مانگی

حضرت ربیعہ بن اسلمیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے فرمایا شادی کے بارہ میں کیا خیال ہے۔ میں نے عرض کیا جو آپ پسند فرمائیں۔ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا انصار کے فلاں قبیلہ میں چلے جاؤ اور کہو کہ رسول اللہ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے کہ تم میری شادی اس فلاں عورت سے کردو۔ میں نے جا کر یہی پیغام دیا۔ انہوں نے کہا رسول اللہ کے قاصد کو خوش آمدید۔ وہ اپنا مقصد پورا کئے بغیر یہاں سے نہیں جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے میری شادی کی بہت شفقت کا سلوک کیا اور کوئی دلیل نہیں مانگی۔

(مسند احمد جلد 4 ص 58 حدیث نمبر 16627)

روح اطاعت

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اسے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا تم آگ کے انگارے کیوں ہاتھوں میں پہنے پھرتے ہو۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے تو کسی شخص نے اس سے کہا انگوٹھی اٹھا لو کسی اور مصرف میں لے آؤ اس نے جواب دیا خدا کی قسم جسے خدا کے رسول نے پھینک دیا ہو میں اسے ہرگز نہیں اٹھاؤں گا۔

(صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم خاتم الذہب حدیث نمبر :3897)

فوری اطاعت

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ابوطلحہؓ اور دوسرے لوگوں کو شراب پلا رہا تھا۔ کہ ایک آدمی آیا اور کہا کیا تمہیں شراب کی حرمت کی خبر پہنچی ہے یہ سنتے ہی ابوطلحہؓ نے کہا شراب کے مٹکے گرادو۔ ابوطلحہؓ اور ان کے ساتھیوں نے اس شخص کے خبر دینے کے بعد نہ تو اس کے متعلق کوئی سوال کیا اور نہ ہی اس کی تصدیق کرنے کی ضرورت محسوس کی۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر باب انما الخمر حدیث نمبر :4251)

خلیفہ کے حقوق

حضرت عثمانؓ نے صحابہؓ کی ایک مجلس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا اللہ کی قسم نہ میں نے کبھی ان کی نافرمانی کی اور نہ کبھی انہیں دھوکا دیا پھر اللہ نے عمر کو خلیفہ بنایا خدا کی قسم نہ میں نے کبھی ان کی حکم عدولی کی نہ کبھی غلط بیانی کی۔ پھر اللہ نے مجھے خلیفہ بنا دیا کیا میرے تم پر وہی حقوق نہیں جو ان پہلے خلفاء کے مجھ پر تھے۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب ہجرۃ الحبشہ۔ حدیث نمبر 3583)

جب تم ایک ہاتھ پر جمع ہو

حضرت عرفجہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

جب تم ایک ہاتھ پر جمع ہو اور تمہارا ایک امیر ہو اور پھر کوئی شخص تمہاری وحدت کو توڑنا چاہے تا کہ تمہاری جماعت میں تفریق پیدا کرے تو اس سے قطع تعلق کرلو اور اس کی بات نہ مانو۔

(مسلم کتاب الامارہ باب حکم من فرق حدیث نمبر:3443)

اطاعت کی توفیق کی دعا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا کرتے تھے۔

اے اللہ ہمیں اپنی وہ خشیت عطا فرما جو ہمارے اور تیری نافرمانی کے درمیان حائل ہو جائے اور ہمیں ایسی اطاعت کی توفیق بخش جس کے ساتھ تو ہمیں اپنی جنت تک پہنچا دے۔ اور ایسا یقین نصیب کر جو ہم پر دنیا کی مصیبتیں آسان کردے۔

(جامع ترمذی۔ کتاب الدعوات باب فی عقد التسبیح بالید حدیث نمبر 3424)

کفرونافرمانی سے بچنے کی دعا

حضرت رفاعہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے یہ دعا کی:۔

اے اللہ ایمان ہمیں محبوب کر دے اور اسے ہمارے دلوں میں خوبصورت بنا دے اور کفر، بدعملی اور نافرمانی کی کراہت ہمارے دلوں میں پیدا کر دے اور ہمیں ہدایت یافتہ لوگوں میں سے بنا۔

(مسند احمد۔ حدیث نمبر:14945)

جاں نثارانہ پیشکش

جنگ بدر کے موقعہ پر جب رسول اکرم ﷺ نے جنگ سے متعلق صحابہ سے ان کا مشورہ پوچھا۔ تو حضرت مقداد بن اسود کھڑے ہوئے اور عرض کی۔

یارسول اللہ ہم موسیٰ کے اصحاب کی طرح نہیں ہیں کہ آپؐ کو یہ جواب دیں کہ جا تو اور تیرا رب لڑے (بلکہ ہم تو وفا شعار خدام ہیں) آپؐ جہاں بھی چاہتے ہیں چلیں۔ ہم آپؐ کے ساتھ ہیں۔ ہم آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی۔ ہم آپؐ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی اور دشمن آپؐ تک نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ بڑھے۔ جب تک ہم میں آخری سانس ہے کوئی آپؐ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب اذ تستغیثون ربکم حدیث نمبر 3658)

حضرت سعد بن معاذؓ رئیس قبیلہ اوس نے انصار کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے عرض کی۔

”خدا کی قسم جب ہم آپؐ کو سچا سمجھ کر آپؐ پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم نے سننے اور اطاعت کرنے کا وعدہ کیا ہے تو پھر اب آپؐ جہاں چاہیں چلیں ہم آپؐ کے ساتھ ہیں۔ اور اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اگر آپؐ ہمیں سمندر میں کود جانے کو کہیں تو ہم کود جائیں گے اور ہم میں سے ایک فرد بھی پیچھے نہیں رہے گا اور آپؐ انشاء اللہ ہم کو لڑائی میں صابر پائیں گے اور ہم سے وہ بات دیکھیں گے جو آپؐ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے گی“۔

(سیرۃ ابن ہشام حالات غزوہ بدر)

اپنا چھانٹا بھی نہ مانگتے

حضرت عوف بن مالک الاشجعیؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم سات یا آٹھ یا نو افراد تھے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کیا تم رسول اللہ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کرو گے۔ چونکہ ہم نے حال ہی میں بیعت کی تھی اس لئے ہم نے عرض کی کہ یارسول اللہ ہم تو بیعت کر چکے ہیں مگر آپ نے پھر یہی دوبارہ کہا۔ چنانچہ ہم نے اپنے ہاتھ بیعت کرنے کے لئے آپ کے سامنے پھیلا دیئے اور عرض کی ہم سے بیعت لیں، تو آپ نے ان الفاظ میں ہم سے بیعت لی۔

تم اللہ کی عبادت کرو گے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ گے۔ پانچ نمازیں ادا کرو گے اور کامل فرمانبرداری اختیار کرو گے اور لوگوں سے کچھ بھی نہ مانگو گے۔

حضرت عوف بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کو بعد کے زمانے میں دیکھا کہ وہ اپنی اس بیعت میں اس حد تک صادق اور باوفا نکلے کہ ان میں سے بعض سے سواری پر بیٹھے ہوئے، سواری چلانے والا کوڑا یا چھانٹا گر جاتا تو وہ کسی سے نہ کہتا کہ مجھے یہ چھانٹا پکڑا دو بلکہ وہ خود اتر کر چھانٹا اٹھاتا۔

(مسلم کتاب الزکوٰۃ باب کراہۃ المسالتہ للناس حدیث نمبر 1729)

غصہ جاتا رہا

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر کے باہر دو جھگڑنے والوں کی آوازیں سنیں۔ ان کی آوازیں مسلسل بڑھ رہی تھیں ان میں سے ایک نرمی کے لئے اور اپنا کچھ حصہ چھوڑنے کے بارے میں کہہ رہا تھا۔ دوسرا اللہ کی قسم کھا کر کہہ رہا تھا کہ میں ایسا نہ کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر باہر تشریف لائے اور فرمایا۔

اللہ کی قسمیں کھانے والا کون ہے۔ رسول اللہؐ کی یہ آواز سنتے ہی دونوں یکدم خاموش ہوگئے۔ ان کا غصہ جاتا رہا اور جو قسمیں کھا رہا تھا کہ میں ایسا نہیں کروں گا وہ فی الفور بول اٹھا۔

وہ قسمیں کھانے والا میں ہوں اور گزشتہ سارے جھگڑے کو بھلا کر کہنے لگا کہ میرے ساتھی کے لئے وہی کچھ ہے جو وہ چاہتا ہے۔ یعنی جو اس کا مطالبہ تھا میں تسلیم کرتا ہوں۔

(بخاری کتاب الصلح باب ھل یشیر الامام بالصلح حدیث نمبر 2506)

نصف چھوڑ دیا

حضرت کعب بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ابن ابی حدرد نے ان سے قرضہ لیا اور وقت پر ادا نہ کیا۔ چنانچہ ایک دن مسجد نبوی میں انہوں نے ابن ابی حدرد سے قرض کا تقاضا کیا اور دونوں میں کچھ تلخ کلامی ہونے لگی اور آوازیں بلند ہونے لگیں۔ جب رسول اللہ ﷺ تک یہ آوازیں پہنچیں تو آپؐ نے اپنے حجرے کا پردہ ہٹایا اور کعب بن مالکؓ کو آواز دی۔ حضرت کعب نے فوراً عرض کیا لبیک یارسول اللہ آپ نے زبان سے تو کچھ نہ فرمایا صرف ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آدھا قرض معاف کردو۔ حضرت کعب نے فوراً عرض کی قد فعلت یارسول اللّٰہ یارسول اللہ میں نے معاف کردیا۔ پھر آپ نے ابن ابی حدرد کو کہا جاؤ اور اس کا آدھا قرض ادا کردو۔

(صحیح بخاری کتاب الصلح باب الصلح بالدین حدیث نمبر 2511)

صلح میں پہل کرنا

حضرت ابو داؤدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابوبکرؓ پریشانی کے عالم میں اپنے کپڑوں کو پکڑے ہوئے تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ آپؐ نے ابوبکر کو دیکھتے ہی فرمایا کہ تمہارے بھائی ابوبکر کا کسی سے جھگڑا ہوگیا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی میرے درمیان اور عمر بن خطابؓ کے درمیان کچھ تلخی ہوئی۔ میں ندامت کے ساتھ جلدی جلدی ان کے پاس گیا اور معذرت کی مگر انہوں نے معاف کرنے سے انکار کردیا۔ تو میں آپؐ کے پاس چلا آیا ہوں۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا ابوبکر اللہ تجھے بخشے اور تیری مغفرت فرمائے۔

ابھی ادھر یہ باتیں ہورہی تھیں کہ ادھر حضرت عمرؓ اپنے فعل پر نادم ہونے اور حضرت ابوبکرؓ سے معذرت کرنے اور ان سے معافی مانگنے ان کے گھر پہنچے مگر انہیں ان کے گھر میں نہ پایا۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کی طرح وہ بھی سیدھا رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور حضرت ابوبکرؓ سے معافی مانگی۔

جب حضرت عمرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپؐ نے انہیں دیکھا تو آپؐ کے چہرے پر ناراضگی کے کچھ آثار نمایاں ہوئے (یہ دیکھتے ہی حضرت ابوبکرؓ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کہیں آپؐ عمرؓ سے ناراض نہ ہوں) چنانچہ آپ ڈر گئے اور اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے کہا اللہ کی قسم یارسول اللہؐ غلطی مجھ سے سرزد ہوئی تھی۔ آپ نے دو مرتبہ یہ بات کہی۔

(بخاری کتاب الفضائل باب لوکنت متخذا خلیلا حدیث نمبر 3388)

تحقیق وترتیب: محمد محمود طاہر صاحب

حضرت مسیح موعود کے سفر اور ان کے مختصر احوال

خدمتِ دین اور اعلائے کلمہ حق کے لئے کئے گئے سفروں کی داستان

حضرت مسیح موعود نے اپنی حیات مبارکہ میں مختلف ادوار میں ہندوستان کے کئی مقامات کے سفر اختیار فرمائے۔ یہ سفر غیر معمولی نوعیت کے تھے ان کو ہم مندرجہ ذیل عناوین میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(1) بچپن کے اپنی والدہ کے ہمراہ سفر

(2) والد صاحب کے حکم پر خاندانی ملکیت کے مقدمات کی پیروی کے سفر

(3) والد صاحب کی خواہش پر ملازمت کے لئے

(4) بزرگان امت کی ملاقات اور دعوت دین کے لئے

(5) براہین احمدیہ کی طباعت واشاعت کے لئے

(6) شادی اور سسرال جانے کے لئے

(7) ماموریت کے بعد اغراض دینیہ کے لئے

(8) مقدمات میں شہادت کے لئے

(9) اتمام حجت کے لئے

(10) احباب جماعت کی خواہش پر ان کی دلداری کے لئے۔

آپ کے ابتدائی سفر انتہائی کٹھن ایام کے ہیں جب پا پیادہ بھی لمبے لمبے سفر کئے۔ سفروں میں خدام بھی ہمراہ ہوتے دوسرے شادی کے بعد لمبے سفروں پر اہل خانہ بھی ہمراہ ہوا کرتے تھے۔ سفر میں بھی علمی خدمات جاری رکھیں، کتب تصنیف فرمائیں پبلک لیکچرز دیئے اور احباب جماعت کو شرف ملاقات بخشتے رہے۔ ریلوے کے سفر میں فرسٹ یا سیکنڈ کلاس کی تمیز نہ رکھتے بلکہ بیت الخلاء کی سہولت کے لحاظ سے درجے کو پسند کرتے تھے۔ ان تاریخی سفروں کا مختصر تذکرہ زیر سطور میں کیا جا رہا ہے۔

(نوٹ: ان کوائف کے لئے سیرت حضرت مسیح موعود و حیات احمد از عرفانی صاحب، مکتوبات احمدیہ کی جلدات اور تاریخ احمدیت جلد 1 و 2 اور رفقاء احمد سے استفادہ کیا گیا ہے)

بچپن کے سفر

بچپن میں حضرت مسیح موعود اپنی والدہ ماجدہ حضرت چراغ بی بی صاحبہ کے ہمراہ اپنے ننھیال جایا کرتے تھے۔ آپ کا ننھیال ایمہ ضلع ہوشیار پور میں تھا۔ ایک چھوٹا گاؤں تھا جہاں آپ کا ننھیالی خاندان آباد تھا۔ بچپن میں چڑیاں پکڑنے کا واقعہ ایمہ کا ہی ہے۔

☆ بچپن میں دوسرا مقام جہاں آپ اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ جایا کرتے تھے وہ ہوشیار پور ہے۔ یہاں بھی آپ کے ایک رشتہ دار خاندان کے افراد رہتے تھے۔ آپ کی والدہ ان کی ملاقات کے لئے جاتیں تو آپ ساتھ ہوتے تھے۔

☆ لڑکپن میں ہی جب آپ مکرم مولوی گل علی شاہ صاحب سے تعلیم حاصل کر رہے تھے تو قادیان سے ان کے بٹالہ چلے جانے کے بعد آپ بھی کچھ عرصہ بٹالہ میں قیام پذیر رہے۔ بٹالہ میں حضور اقدس کے خاندان کی دکانیں اور ایک بڑی حویلی تھی۔ حضور نے اسی حویلی میں قیام فرمایا۔

بچپن میں ایک دفعہ مولوی غلام رسول صاحب آف قلعہ میاں سنگھ کے پاس جانے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ مولوی صاحب صاحب کرامت ولی اللہ تھے۔ انہوں نے حضور پر محبت سے ہاتھ پھیر کر ایک پیشگوئی کے رنگ میں الفاظ بھی کہے جو آپ کی ماموریت کے بارہ میں تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد اول ص 53)

پیروی مقدمات کے سفر

(1854ء تا 1863ء)

اپنے والد محترم حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب کے حکم پر آپ نے اپنی خاندانی جائیداد کے حوالہ سے دائر شدہ مقدمات کی پیروی کے لئے بھی سفر کئے۔ یہ سفر **بٹالہ، گورداسپور، امرتسر، لاہور اور ڈلہوزی** کی طرف ہیں۔ ان سفروں کا سلسلہ 1854ء سے لے کر 1863ء تک کا ہے۔ ڈلہوزی تک کے سفر آپ نے کئی بار پا پیادہ دشوار گذار راستوں سے کئے ہیں۔ سواری کے لئے آپ گھوڑا لے لیا کرتے تھے جس پر نصف راستہ خود اور نصف راستہ مرزا اسماعیل بیگ صاحب کو سوار کرتے تھے۔ مختلف اوقات میں مختلف خدام ان مقدمات کی پیروی کے دوران آپ کے ساتھ رہے ہیں۔ ان میں مرزا اسماعیل بیگ صاحب ساکن قادیان، مرزا دین محمد صاحب ساکن لنگروال اور کبھی میاں غفار ابعدہ یکہ بان قادیان بھی ساتھ جاتے رہے۔ مقدمات کے سفروں میں خدام کا بہت خیال رکھتے۔ نماز کا خاص اہتمام فرماتے اور دل اللہ کی یاد میں ہی محو رہتا تھا۔ کسی مصروفیت نے آپ کو ذکر الٰہی سے باز نہیں رکھا۔

(حیات احمد از عرفانی صاحب)

ملازمت کے لئے سفر

☆ حضرت مسیح موعود کے والد حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب کی خواہش تھی کہ آپ ملازم ہو جائیں اگرچہ آپ کا ملازمت کی طرف میلان نہ تھا بلکہ آپ خدمت دین میں ہی اپنی زندگی صرف کرنے کا عہد کر چکے تھے۔ مگر اپنے والد کی اطاعت کے لئے آپ نے ملازمت کے لئے **دینا نگر، جموں براستہ کلانور اور سیالکوٹ** کے سفر اختیار کئے ہیں۔

☆ گورداسپور میں بندوبست کا محکمہ شروع ہوا تو اس کا ہیڈ آفس دینا نگر تھا۔ 1852ء میں والد محترم کی تحریک پر ملازمت کے لئے **دینا نگر** بھیجا گیا اور آپ ملازم بھی ہو گئے مگر ایک دن سے زائد عہد ملازمت نہ رہا۔

(حیات احمد ص 340)

☆ سیالکوٹ میں ملازمت سے قبل آپ والد محترم کی تحریک پر **جموں** تشریف لے گئے۔ براستہ کلانور یہ سفر فرمایا۔ آپ کے ہمراہ سید محمد علی شاہ صاحب تھے۔ جموں میں بھی بجز تلاوت اور عبادت کے آپ کا کچھ کام نہ تھا چنانچہ چند روز بعد ایک رشتہ دار وہاں پہنچا اور وہ آپ کو واپس قادیان لے آیا۔

(حیات احمد ص 70)

☆ ملازمت کے سلسلہ میں محترم والد صاحب نے آپ کو **سیالکوٹ** بھیجا چنانچہ آپ 1864ء میں اہلمد متفرقات کی آسامی پر ملازم ہو گئے اور 1867ء تک سیالکوٹ میں ملازم رہے۔ اور پھر ملازمت سے استعفٰی دے کر قادیان آ گئے۔ یوں سیالکوٹ کے سفر آپ کو ملازمت کی وجہ سے اختیار کرنے پڑے۔

والدہ ماجدہ کی وفات سے قبل آپ ملازمت سے استعفٰی دے کر قادیان کے لئے روانہ ہو گئے اور والدہ کی وفات کی خبر راستہ میں ہی آپ کو مل گئی تھی۔ آپ کی والدہ محترمہ کی وفات اپریل 1867ء میں ہوئی۔

(تاریخ احمدیت جلد اول)

صحبت صالحین کے لئے سفر

زمانہ ماموریت سے قبل 1876ء کے لگ بھگ حضرت مسیح موعود نے صحبت صالحین کی غرض سے بعض اولیاء سے ملاقات کے لئے سفر اختیار فرمائے۔

☆ حضرت مولوی عبداللہ غزنوی صاحب سے ملاقات کے لئے ایک دفعہ آپ **خیروی ضلع امرتسر** تشریف لے گئے اور دوسری دفعہ **امرتسر** میں ان سے جا کر ملے۔ خیروی امرتسر کے نواح میں ایک گاؤں تھا۔ حضرت مسیح موعود نے غزنوی صاحب کو راستبازوں میں سے قرار دیا ہے۔ (حیات احمد ص 95)

☆ ضلع گورداسپور میں طالب پور کے متصل ایک مقام سم شریف کہلاتا تھا وہاں میاں شرف الدین صاحب ایک بزرگ رہتے تھے حضرت مسیح موعود ان کے پاس بھی چند مرتبہ ملنے کے لئے سم شریف تشریف لے گئے۔ (حیات احمد ص 99)

متفرق سفروں کا ذکر

(1868ء تا 1879ء)

براہین احمدیہ کی اشاعت سے قبل آپ کے چند سفروں کا ذکر ملتا ہے۔ جو کہ حسب ذیل ہیں:۔

بٹالہ 1868ء

☆ 69-1868ء میں آپ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب سے مباحثہ کے لئے بٹالہ تشریف لے گئے۔ آپ نے خالصتہً للہ بحث کو ترک کر دیا۔ اس پر رات کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایا کہ ”تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا“۔

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 ص 621 حاشیہ در حاشیہ)

امرتسر 1873ء

کمشنر کی عدالت میں زمینداروں کے خلاف ایک مقدمہ کی پیروی کے لئے امرتسر تشریف لے گئے۔ رویا میں آپ کو اس مقدمہ میں تائید الٰہی دکھائی گئی چنانچہ انگریز کمشنر نے آپ کے حق میں فیصلہ دیا۔

(تاریخ احمدیت جلد اول ص 124)

لاہور 1876ء

جون 1876ء میں چیف کورٹ میں دائر ایک مقدمہ کے سلسلہ میں آپ لاہور تشریف لے گئے۔ اسی سفر میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے والد محترم کی وفات کی خبر دی گئی چنانچہ یہ الٰہی اطلاع پاتے ہی آپ لاہور سے قادیان تشریف لے گئے۔

(کتاب البریہ)

گورداسپور 1877ء

ایک عیسائی رلیا رام وکیل نے آپ کے خلاف مقدمہ کیا۔ یہ آپ کے خلاف پہلا مقدمہ تھا۔ آپ نے راست گوئی سے کام لیا اور جج نے آپ کو بری کر دیا۔ اس مقدمہ کے سلسلہ میں آپ گورداسپور تشریف لے گئے۔ اس مقدمہ کے فیصلہ سے قبل حضور نے کامیابی کی رویا بھی دیکھی تھی۔

اس کی مختصر تفصیل یہ ہے:

حضور نے امرتسر پریس میں اشاعت کی غرض سے ایک پیکٹ ارسال فرمایا جو تائید دین پر مشتمل تھا ساتھ ایک خط بھی رکھ دیا۔ پریس کے عیسائی مالک رلیا رام وکیل جو امرتسر عیسائی مشن کے روح رواں تھے نے اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کا موقع سمجھ کر مقدمہ کر دیا۔ اس مقدمہ کی اس نے آپ کو اطلاع بھی نہ دی اور محکمہ ڈاک سے مل کر مقدمہ کر دیا۔ وکلا نے آپ کو مشورہ دیا کہ اس طرح اظہار دیں کہ ہم نے پیکٹ میں خط

نہیں ڈالا لیکن حضور نے فرمایا میں سچائی کو نہیں چھوڑوں گا۔حضور عدالت میں پیش ہوئے اور سچ پر مبنی بیان دیا اور فرمایا کہ میں نے اس خط کو مضمون سے علیحدہ نہیں سمجھا۔عدالت نے مقدمہ خارج کر دیا۔اور آپ کو سچ کی برکت سے فتح نصیب ہوئی۔

سیالکوٹ 1877ء

1877ء میں آپ نے سیالکوٹ کا سفر اختیار فرمایا اور حکیم میر حسام الدین صاحب کی دعوت پر ان کے مکان پر تشریف لے گئے یہاں آپ نے اپنے ایک مخلص ہندو دوست لالہ بھیم سین صاحب کے ہاں قیام فرمایا۔

(حیات احمد ص 75)

امرتسر 1879ء

بعض ضروری مقدمات کی پیروی کے سلسلہ میں جون 1879ء میں آپ نے امرتسر کا سفر اختیار فرمایا۔

(حیات احمد ص 432)

براہین احمدیہ کی طباعت کے لئے سفر

(1880ء - 1884ء)

☆ 1879ء میں حضرت مسیح موعود نے براہین احمدیہ کی اشاعت کا اعلان فرمایا۔ براہین احمدیہ کی اشاعت 1880ء سے شروع ہوئی اور چوتھی جلد 1884ء میں طبع ہوئی۔اس کتاب کی طباعت کے سلسلہ میں آپ کو متعدد بار امرتسر کے سفر اختیار کرنا پڑے اس زمانہ میں بٹالہ سے امرتسر ریل بھی جاری نہیں ہوئی تھی اور بٹالہ سے امرتسر یکہ پر سفر ہوتا۔عام طور پر آپ بٹالہ تک پیدل تشریف لے جاتے اور پھر یکہ پر امرتسر جایا کرتے تھے۔کئی بار براہین احمدیہ کے پروف اور کاپیاں لے کر امرتسر جایا کرتے تھے۔اور کئی کئی دن امرتسر میں قیام رہا۔امرتسر میں علی العموم آپ حکیم محمد شریف کلانوری کے ہاں قیام فرماتے بعض اوقات لالہ ملاوامل اور لالہ شرمپت بھی ہمراہ ہوتے اور بعض دفعہ اکیلے بھی گئے۔

(حیات احمد ص 404-401)

☆ انہی ایام میں پادری رجب علی نے ایک مقدمہ منشی امام الدین کاتب براہین احمدیہ پر دائر کیا تھا اور حضور کا نام شہادت کے طور پر لکھوایا چنانچہ آپ شہادت کی غرض سے بھی امرتسر تشریف لے گئے۔

(حیات احمد ص 441)

ماموریت کے بعد سفر

براہین احمدیہ کی طباعت کے سلسلہ میں امرتسر کے سفر کا ذکر ہو چکا اس زمانہ میں آپ نے دوسرے مقامات کے سفر بھی اختیار فرمانے شروع کئے جن کا تذکرہ سال بہ سال کیا جاتا ہے:

1884ء

(1) لدھیانہ میں تین چار روز کے لئے تشریف لے گئے یہ سفر بذریعہ ریل کیا۔ یہ سفر مخلصین لدھیانہ کے اصرار پر اختیار فرمایا۔ یہ سفر اس سال کی پہلی سہ ماہی کا ہے۔

(2) لدھیانہ اکتوبر میں میر عباس علی صاحب کی عیادت (دو روز) کے لئے دوبارہ لدھیانہ تشریف لائے یہ سفر بھی بذریعہ ریل تھا۔

(3) مالیر کوٹلہ لدھیانہ سے حضور شکرم پر بیٹھ کر نواب محمد ابراہیم خان صاحب کی عیادت کے لئے مالیر کوٹلہ بھی تشریف لے گئے اسی دن واپسی ہوئی۔

(4) انبالہ چھاؤنی حضور کے خسر حضرت میر ناصر نواب صاحب مقیم تھے امسال انبالہ کا سفر بھی اختیار فرمایا۔

(5) سنور: انبالہ چھاؤنی سے حضرت منشی عبداللہ سنوری صاحب کی درخواست پر سنور بھی تشریف لائے اسی دن واپس ہوئی۔ (سنور سے پہلے پٹیالہ تشریف لے گئے)

(6) پٹیالہ: وزیر اعظم پٹیالہ سید محمد حسن صاحب کی خواہش پر پٹیالہ میں کچھ دیر قیام فرمایا یہ سفر بذریعہ ریل تھا اسی دن واپسی ہوئی اور یہاں سے سنور تشریف لے گئے۔

(7) دلّی 1884ء میں حضور اپنی دوسری شادی کے لئے دلّی تشریف لائے۔نومبر میں دلّی آئے دو دن قیام رہا بذریعہ ریل سفر فرمایا۔آپ کی شادی حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ بنت حضرت میر ناصر نواب صاحب دہلوی سے ہوئی۔حضرت خواجہ میر دردؒ کی مسجد میں عصر کے بعد مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی نے گیارہ سو روپے مہر پر نکاح پڑھایا۔انتہائی سادگی سے تقریب رخصتانہ ہوئی اور حضور اگلے روز قادیان کے لئے روانہ ہوئے۔حضور کی برات میں حافظ حامد علی صاحب اور لالہ ملاوامل شامل تھے۔دلی کو جاتے ہوئے لدھیانہ سٹیشن پر حضرت صوفی احمد جان صاحب مع صاحبزادگان اور دوسرے احباب موجود تھے جنہوں نے حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور تحائف دیئے۔

1885ء

☆ امسال حضور نے امرتسر اور لدھیانہ کے سفر اختیار فرمائے یہ سفر بذریعہ ریل تھے۔

(مکتوبات احمدیہ جلد 5 ص 3)

☆ **لدھیانہ**: اواخر دسمبر 1885ء یا جنوری 1886ء میں حضرت صوفی احمد جان صاحب کی تعزیت کے لئے سفر اختیار فرمایا۔

1886ء

سفر ہوشیار پور برائے چلہ کشی چلہ کشی کے لئے جنوری تا مارچ ہوشیار پور تشریف لے گئے اسی دوران آپ کو پسر موعود کی پیشگوئی عطا ہوئی۔سفر بہلی پر اختیار فرمایا تقریباً 2 ماہ کا سفر تھا۔حضور اس سفر کے لئے 22 جنوری کو قادیان سے دریائے بیاس کے راستے ہوشیار پور گئے۔ اور 17 مارچ کو قادیان واپس پہنچے۔

اس سفر میں حضرت منشی عبداللہ سنوری صاحب، حضرت حافظ حامد علی صاحب اور فتح خان صاحب آف رسولپور متصل ٹانڈہ ساتھ تھے۔آپ نے ہوشیار پور میں شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیار پور کے ایک گھر بنام طویلہ میں قیام فرمایا اور اس کے بالا خانے میں چلہ کشی فرمائی۔ آپ نے 20 فروری 1886ء کو ایک اشتہار تحریر فرمایا جو اخبار ریاض ہند امرتسر میں یکم مارچ کی اشاعت میں شائع ہوا جس میں پیشگوئی پسر موعود کے الفاظ درج فرمائے۔اسی سفر میں آپ کا آریہ سماج لیڈر ماسٹر مرلی دھر سے ہوشیار پور میں مباحثہ ہوا جو بعد میں سرمہ چشم آریہ کے نام سے آپ نے شائع فرمایا۔

☆ **انبالہ**: حضرت میر ناصر نواب صاحب کے ہاں تقریباً اڑھائی ماہ قیام۔

(مکتوبات احمدیہ جلد نمبر 5 ص 3)

☆ **لدھیانہ**: سفر لدھیانہ غالباً ماہ دسمبر میں جانے کا ذکر ملتا ہے۔خط بنام حضرت منشی رستم علی صاحب۔

(مکتوبات احمدیہ جلد 5 ص 3)

1887ء

☆ **امرتسر**: 30 مارچ 1887ء کتاب شحنۂ حق کی اشاعت کے لئے مطبع تشریف لے گئے۔

(مکتوبات احمدیہ جلد 5 ص 3)

☆ **بٹالہ**: انبالہ جاتے ہوئے مولوی محمد حسین بٹالوی کی دعوت پر ایک دن کے لئے۔

☆ **انبالہ**: 19 جون 1887ء کو روانگی حضرت اماں جان کی والدہ کی عیادت کے لئے

(مکتوبات احمدیہ جلد 5 ص 3)

1888ء

☆ **جموں**: جنوری میں حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے تین دن قیام رہا۔

(مکتوبات احمدیہ جلد 5 ص 2)

☆ **بٹالہ**: مئی 1888ء میں بشیر اول کے علاج معالجہ کے سلسلہ میں تقریباً ایک ماہ قیام رہا۔

(مکتوبات احمدیہ جلد 5 ص 3)

☆ **پٹیالہ**: وزیر اعظم پٹیالہ خلیفہ سید محمد حسن صاحب کی درخواست پر جون میں تشریف لے گئے۔ چند روز قیام رہا۔

☆ **سنور**: پٹیالہ سے حضرت میاں عبداللہ سنوری صاحب کی درخواست پر قریبی قصبہ سنور بھی تشریف لے گئے۔

☆ **لدھیانہ**: پٹیالہ سے واپسی پر لدھیانہ تشریف لائے۔

1889ء

☆ **لدھیانہ**: اوائل مارچ میں حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب کی تقریب شادی میں شرکت کیلئے۔

بیعت اولیٰ کے سفر

☆ **لدھیانہ**: مارچ میں بیعت اولیٰ کی تقریب کے لئے تقریباً ڈیڑھ ماہ کا سفر۔

حضور نے 12 جنوری کو شرائط بیعت کا اشتہار دیا۔ 4 مارچ کو اغراض بیعت کا اشتہار دیا اور اسی اشتہار میں احباب کو 20 مارچ تک لدھیانہ پہنچنے کا ارشاد فرمایا۔

سفر لدھیانہ میں حضور حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان واقع محلہ جدید میں فروکش ہوئے۔ یہ گھر بعد میں دارالبیعت کے نام سے موسوم ہوا۔ 23 مارچ کو حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب نے سب سے پہلے بیعت کا شرف حاصل کیا۔حضور نے حافظ حامد علی صاحب کو کمرے کے باہر بٹھا دیا اور ہدایت دی کہ جسے میں کہتا جاؤں اندر بلاتے جاؤ۔ حضور نے فرداً فرداً بلا کر بیعت لی۔ چالیس خوش نصیبوں نے بیعت کی۔ آپ 18/اپریل تک لدھیانہ تشریف فرما رہے اسی سفر کے دوران ہوشیار پور اور علی گڑھ تشریف لے گئے۔

☆ **ہوشیار پور**: 15 مارچ کو شیخ مہر علی صاحب کے لڑکے کی شادی میں شرکت دو تین دن قیام۔

☆ **علی گڑھ**: اپریل میں سید تفضل حسین صاحب کی دعوت پر ایک ہفتہ کے لئے علی گڑھ تشریف لے گئے۔

☆ **لدھیانہ**: علی گڑھ سے واپس آ کر ایک ہفتہ لدھیانہ قیام پذیر رہے۔

☆ **لدھیانہ**: دو ہفتہ کے لئے حضرت اماں جان کی والدہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔

(مکتوبات احمدیہ جلد 5 ص 3)

☆ **کپورتھلہ**: حضور زمانہ بیعت سے قبل اور بعد کپورتھلہ تشریف لائے۔

1890ء

☆ **لدھیانہ**: جنوری میں مقدمہ خون میں شہادت کے لئے تشریف لے گئے۔

(مکتوبات احمدیہ جلد 5 ص 3)

☆ **لدھیانہ**: فروری میں ایک ماہ کے لئے بیماری میں تبدیلی آب و ہوا کے لئے تشریف لائے۔

(مکتوبات احمدیہ جلد 5 ص 3)

☆ **لاہور**: مئی میں چند دن کے لئے علاج کی خاطر لاہور تشریف لے گئے اور حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے مکان پر قیام رہا۔

(مکتوبات احمدیہ جلد 5 ص 2، 3)

☆ **لدھیانہ**: جولائی میں تقریباً ایک ماہ کے لئے مکان حضرت میر ناصر نواب صاحب محلہ اقبال گنج میں قیام پذیر رہے۔ (مکتوبات احمدیہ جلد 5 ص 2 و 3)

1891ء

☆**لدھیانہ:** مارچ 1891ء میں مع اہل خانہ لدھیانہ تشریف لائے محلّہ اقبال گنج میں قیام۔ دعویٰ مسیحیت کے بعد اتمام حجت کی غرض سے سفر۔

☆**امرتسر:** لدھیانہ سے مارچ میں ہی امرتسر تشریف لائے۔ اتمام حجت اور رؤساء کی خواہش پر تشریف لائے۔

(مکتوبات جلد5 ص2)

☆**امرتسر:** بعض رؤسا کی خواہش پر جولائی میں امرتسر تشریف لے گئے اور پھر لدھیانہ آ گئے۔

☆**لدھیانہ:** جولائی سے اگست تک حضور لدھیانہ قیام پذیر رہے اور مباحثہ لدھیانہ بھی ہوا۔

(مکتوبات جلد5 ص2)

☆**امرتسر:** مباحثہ لدھیانہ کے بعد امرتسر چند دن قیام رہا۔ اور پھر لدھیانہ تشریف لے گئے۔

☆**دہلی:** اتمام حجت کے لئے ستمبر میں دہلی تشریف لے گئے اور کوٹھی نواب لوہارو میں قیام پذیر رہے دورانیہ سفر ایک ماہ رہا۔ مباحثہ دہلی بھی ہوا۔

☆**لدھیانہ:** دہلی سے واپسی پر لدھیانہ میں مع اہل خانہ تشریف لائے۔

☆**پٹیالہ:** لدھیانہ سے حضور پٹیالہ تشریف لائے جہاں حضرت میر ناصر نواب صاحب مقیم تھے پٹیالہ میں قیام مختصر رہا۔

1892ء

☆**لاہور:** جنوری میں حضور نے اتمام حجت کے لئے بذریعہ ریل سفر فرمایا قیام لاہور تقریباً تین ہفتہ رہا حضور نے قیام منشی میراں بخش صاحب کی کوٹھی واقعہ چونا منڈی میں قیام فرمایا۔

☆**سیالکوٹ:** اہل سیالکوٹ کی خواہش پر لاہور سے سیالکوٹ فروری میں تشریف لائے حضرت حکیم حسام الدین صاحب کے مکان پر قیام۔

☆**کپورتھلہ:** سیالکوٹ کے بعد حضور کپورتھلہ تشریف لائے۔ دو ہفتہ قیام رہا۔ کپورتھلہ کا یہ حضور کا تیسرا سفر تھا قبل ازیں زمانہ بیعت سے پہلے اور بعد دو سفر فرمائے تھے۔

☆**جالندھر:** کپورتھلہ سے آپ جالندھر تشریف لائے۔ ایک ماہ قیام فرمایا کپورتھلہ سے کرتارپور تک بگھی میں سفر فرمایا۔

☆**لدھیانہ:** جالندھر سے حضور لدھیانہ تشریف لائے۔ اپریل میں حضور لدھیانہ میں تھے۔

(مکتوبات احمدیہ جلد5 نمبر2)

لدھیانہ میں نشان آسمانی تصنیف فرمائی۔ مئی میں واپس قادیان آئے۔

1893ء

☆**امرتسر:** جنگ مقدس مئی 1893ء تقریباً تین ہفتے قیام مباحثہ "جنگ مقدس" کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ مباحثہ 22 مئی تا 5 جون 1893ء ہوا۔

☆**جنڈیالہ:** مباحثہ جنگ مقدس سے فارغ ہونے کے بعد اہل جنڈیالہ ضلع امرتسر کی خواہش پر ایک دن کے لئے تشریف لے گئے۔ اسی دن واپس امرتسر آئے اور کچھ دن قیام امرتسر کے بعد قادیان آئے۔

☆**فیروز پور چھاؤنی:** نومبر 1893ء میں تقریباً ایک ماہ کے لئے تشریف لے گئے۔ اہل خانہ ہمراہ تھے۔ فیروزپور میں حضرت میر ناصر نواب صاحب کے ہاں رہے۔ (مکتوبات احمدیہ جلد5 نمبر3)

☆**لاہور امرتسر:** فیروزپور سے واپسی پر لاہور سے ہوتے ہوئے ریل پر امرتسر پہنچے اسی سفر کے دوران عشق رسولؐ کا مشہور واقعہ پیش آیا جب آپ نے لیکھرام کے بارہ میں یہ الفاظ کہے: "اسے شرم نہیں آتی۔ ہمارے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے۔"

ایک دو دن شیخ نور احمد صاحب کے ہاں فروکش ہوئے۔

1895ء

☆**ڈیرہ بابا نانک:** 30 ستمبر 1895ء کو یکہ پر سوار ہو کر اپنے دس رفقاء کے ساتھ چولہ بابا نانک کی زیارت کے لئے ڈیرہ بابا نانک تشریف لے گئے۔ اسی دن واپسی ہوئی۔

1897ء

☆**بٹالہ:** 10 اگست 1897ء کو یکہ پر سوار ہو کر بٹالہ آئے اور مقدمہ اقدام قتل کے سلسلہ میں عدالت میں شہادت کے لئے پیش ہوئے۔

☆**ملتان** ایک مقدمہ میں شہادت دینے کے لئے ملتان تشریف لے گئے۔ یہ سفر وسط اکتوبر میں فرمایا اخبار ناظم الہند کے ایڈیٹر سید ناظم حسین نے حضرت اقدس کو بطور گواہ صفائی طلب کیا تھا۔ ایڈیٹر موصوف نے باوجود مخالف ہونے کے اپنی صفائی کے لئے آپ کو گواہ بنایا اور حضور بھی وکالتاً پیش ہونے کی بجائے اصالتاً گواہی کے لئے تشریف لے گئے۔

☆**لاہور:** ملتان سے واپسی پر چند دن کے لئے لاہور میں تشریف لائے اور شیخ رحمت اللہ صاحب مالک بمبئی ہاؤس کے مکان پر فروکش ہوئے۔

1899ء

☆**گورداسپور:** مولوی محمد حسین بٹالوی کے مقدمہ حفظ امن میں پیشی 4 جنوری کو پالکی پر بیٹھ کر گورداسپور پہنچے۔ ایک دن قیام کے بعد واپسی بذریعہ یکہ۔

☆**گورداسپور:** 11 جنوری کو مقدمہ حفظ امن کی تاریخ کے لئے دوبارہ تشریف لائے۔

☆**دھاریوال:** 25 جنوری کو پالکی پر سوار ہو کر مقدمہ حفظ امن کی تاریخ کے لئے تشریف لائے اور چند دن قیام فرمایا۔

☆**پٹھان کوٹ:** مندرجہ بالا مقدمہ کی سماعت کے لئے 13 فروری کو قادیان سے بٹالہ اور بٹالہ سے بذریعہ ریل پٹھان کوٹ تشریف لائے یہاں چند روز قیام رہا۔

(مکتوبات احمدیہ جلد5 نمبر3)

☆**گورداسپور:** مندرجہ بالا مقدمہ کے فیصلہ کے سلسلہ میں 24 فروری کو تشریف آوری۔ آپ کی بریت ہوئی۔

1901ء

☆**گورداسپور:** 15 جولائی 1901ء مقدمہ دیوار کی غرض سے پالکی پر بیٹھ کر تشریف لے گئے۔ منشی نبی بخش صاحب کے مکان میں دوران قیام فرمایا۔

1902ء

☆**بٹالہ:** 7 نومبر 1902ء میں ایک مقدمہ زمین میں شہادت کے لئے حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی رتھ پر سوار ہو کر بٹالہ آئے اسی دن شام قادیان واپسی ہوئی۔

1903ء

☆**لاہور:** حضور قادیان سے رتھ پر بیٹھ کر 15 جنوری کو بٹالہ روانہ ہوئے۔ بٹالہ سے بذریعہ ٹرین لاہور پہنچے بٹالہ سے بذریعہ ٹرین امرتسر اور پھر امرتسر سے بذریعہ ٹرین لاہور جنوری 1903ء جہلم جاتے ہوئے ایک رات میاں چراغ دین صاحب کے گھر قیام۔

☆**سفر جہلم:** مقدمہ کرم دین (بعنوان ازالہ حیثیت عرفی) کے سلسلہ میں لاہور سے جہلم روانگی بذریعہ ریل حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید کابل بھی ہمسفر تھے۔ دو یوم قیام رہا۔ 15 جنوری کو قادیان سے روانہ ہوئے۔ 17 جنوری کو عدالت میں حاضر ہوئے۔ 19 جنوری کو آپ کی بریت کا فیصلہ ہو گیا اس سفر میں کثیر تعداد میں احباب نے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

☆**لاہور:** جہلم سے واپسی پر ایک دن لاہور میاں چراغ دین صاحب کے مکان پر تشریف لائے۔ بذریعہ ریل اور ریل سے ہی اگلے دن بٹالہ پہنچے اور قادیان واپسی ہوئی۔

1904ء

☆**گورداسپور:** مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی از مولوی کرم دین میں پیشی کے لئے 13 جنوری کو آئے 15 جنوری کو واپسی سفر بذریعہ ریل۔

☆**بٹالہ:** گورداسپور سے واپسی پر رات بٹالہ میں قیام فرمایا۔

☆**گورداسپور:** مذکورہ بالا مقدمہ کی پیروی میں متعدد بار حضور گورداسپور آئے مئی تا جولائی میں متعدد سفر پھر یہاں اگست میں آ کر پھر دو ماہ قیام فرمایا۔ اور 11 اکتوبر 1904ء کو قادیان واپس تشریف لائے۔

☆**لاہور:** 20 اگست کو لاہور تشریف لے گئے۔ یہ سفر گورداسپور سے اختیار فرمایا۔ 3 ستمبر کو واپسی ہوئی۔ اس سفر کے دوران چار پبلک لیکچر حضور نے ارشاد فرمائے۔ 3 ستمبر کو گورداسپور واپسی ہوئی۔

☆**سیالکوٹ:** جماعت سیالکوٹ کی خواہش پر 27 اکتوبر کو قادیان سے بٹالہ رتھ پر اور پھر ریل پر سیالکوٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ راستے میں مختلف سٹیشنوں **امرتسر، اٹاری، میاں میر، لاہور، گوجرانوالہ، وزیرآباد** میں احباب نے زیارت و ملاقات فرمائی۔ سیالکوٹ میں میر حسام الدین صاحب کے گھر قیام ہوا۔ لیکچر سیالکوٹ تحریر فرمایا جو ایک جلسہ عام میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب نے پڑھا۔ 3 نومبر کو واپسی بذریعہ ریل ہوئی۔ وزیرآباد سٹیشن پر حافظ غلام رسول صاحب نے دعوت کی۔

سفر سیالکوٹ کے دوران کثرت سے احباب نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ اس سفر میں حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب کے والد حضرت چوہدری نصراللہ خان صاحب اور آپ کی والدہ محترمہ نے بھی بیعت کا شرف حاصل کیا۔

لاہور جماعت نے کھانا پیش کیا اور بٹالہ پہنچے۔ سفر سیالکوٹ میں کثرت کے ساتھ بیعتیں ہوئیں۔

☆**بٹالہ:** سیالکوٹ سے واپسی پر رات قیام بٹالہ کیا اور اگلے روز 4 نومبر کو قادیان واپسی۔

1905ء

☆**دہلی:** 22 اکتوبر کو دہلی کے آخری سفر پر روانگی۔ بٹالہ سے ٹرین کے ذریعہ امرتسر اور رات نو بجے ٹرین امرتسر سے دہلی روانہ ہوئی۔ بزرگان امت کی قبور کی زیارت بھی کی۔ 4 نومبر کو دہلی سے روانگی ہوئی۔ اہل خانہ کے علاوہ آپ کے متعدد رفقاء بھی ہمرکاب تھے۔ سفر سے قبل آپ نے رویا میں دیکھا کہ دہلی گئے ہیں تو تمام دروازے بند ہیں۔ الف خان سپاہی والے کا مکان کرایہ پر لیا تھا جس میں حضور ٹھہرے۔

اسی سفر میں حضور نے حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب کو فوری دہلی پہنچنے کا تار دیا چنانچہ آپ بلا توقف اپنے مطب سے دہلی کے لئے روانہ ہو گئے۔

☆**لدھیانہ:** 4 نومبر کو لدھیانہ آمد بذریعہ ریل، 4 دن قیام فرمایا حضور نے لیکچر بھی دیا۔

☆**امرتسر:** 8 نومبر کو لدھیانہ سے امرتسر تشریف لائے۔ 9 نومبر کو لیکچر ہوا۔ ایک دن قیام کے بعد بٹالہ تشریف لائے۔

☆**بٹالہ:** امرتسر سے 9 نومبر کو بٹالہ پہنچے۔ رات قیام اور اگلے روز قادیان واپسی۔

1907ء

☆بٹالہ : 14 جولائی 1907ء حضرت اماں جان اور حرم حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب مع بچگان لاہور گئے تھے واپسی پر حضور بٹالہ ان کے استقبال کے لئے پالکی پر بیٹھ کر تشریف لے گئے۔اسی دن شام واپسی ہوئی۔

1908ء

☆بٹالہ : آخری سفر لاہور کے لئے 27/اپریل کو قادیان سے روانگی دو روز بٹالہ میں قیام فرمایا 29/اپریل کو لاہور کے لئے روانگی۔آپ کے اہل خانہ بھی ہمراہ تھے۔

☆آخری سفر لاہور: 29/اپریل کو حضور بذریعہ ریل بٹالہ سے لاہور کے لئے روانہ ہوئے امرتسر سٹیشن پر احباب نے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ لاہور میں احمدیہ بلڈنگز میں قیام رہا۔اس سفر میں آپ نے پبلک لیکچرز دیئے کئی رؤسا، عمائدین اور اہم شخصیات حضور کی ملاقات کے لئے آئے۔اپنی آخری کتاب پیغام صلح کی تصنیف فرمائی 26 مئی ساڑھے دس بجے صبح کو آپ کی وفات ہوئی اور آپ کا جسد خاکی شام کی گاڑی سے لاہور سٹیشن سے بٹالہ روانہ ہوا۔ رات دس بجے گاڑی بٹالہ پہنچی اور پھر جسد مبارک کو بٹالہ سے قادیان تک خدام نے کندھوں پر اٹھایا۔اور صبح قادیان پہنچے اور 27 مئی کو آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔

خطبہ جمعہ

اس سفر میں بھی ہمیشہ کی طرح ہر قدم پر اللہ تعالیٰ نے اپنی تائیدات کے نظارے دکھائے اور حضرت مسیح موعود سے کئے گئے وعدے پورے ہوتے نظر آئے

ہر ملک میں جماعت کے تربیتی امور کے علاوہ اہم شخصیات تک موٴثر رنگ میں (دین حق) کا پُرامن پیغام پہنچانے کے مواقع عطا ہوئے

سنگاپور، آسٹریلیا، فجی، نیوزی لینڈ اور جاپان کے نہایت کامیاب و بابرکت دورہ سے واپسی پر احمدیوں کے اخلاص اور وفا اور خلافت سے وابستگی کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 19 مئی 2006ء (19 ہجرت 1385 ہجری شمسی) بمقام بیت الفتوح، لندن۔ برطانیہ

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

آج مَیں اپنے سابقہ طریق کے مطابق جو میں رکھتا رہا ہوں، سفر کے مختصر حالات بیان کروں گا۔ یہ دورہ جیسا کہ آپ نے ایم ٹی اے کے ذریعہ سے دیکھا سنگاپور، آسٹریلیا، جاپان اور پیسیفک کے بعض جزائر پر مشتمل تھا جن میں فجی اور نیوزی لینڈ وغیرہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سفر میں بھی ہمیشہ کی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر قدم پر اپنی تائیدات کے نظارے دکھائے اور ہر قدم پر حضرت مسیح موعود سے اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ہوتے ہمیں نظر آئے۔

ہمارے سفر کی پہلی منزل سنگاپور تھی۔ یہاں چھوٹی سی جماعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاص رکھنے والی جماعت ہے۔ یہاں کیونکہ بعض ایسی پابندیاں ہیں جن کی وجہ سے باہر سے کسی جانے والے کے لئے حکومتی اداروں سے تقریر وغیرہ کرنے کی اجازت لئے بغیر کوئی پبلک گیدرنگ (Public Gathering) میں تقریر نہیں ہوسکتی اس لئے وہاں جلسہ تو نہیں ہوا لیکن جو چند دن ہم وہاں ٹھہرے اس میں جلسے کا ہی سماں تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے، شہر بھی ہے ملک بھی ہے، ملائشیا کے ساتھ لگتا ہے۔ سمندر سے ایک کلومیٹر کا فاصلہ ہے اس پر ملائشیا سے جوڑنے کے لئے پل بنا ہوا ہے۔ اس لئے ملائشیا سے بھی کافی لوگ وہاں آ گئے تھے اور ملائشیا میں بھی کیونکہ جماعت پر پابندی ہے وہاں جایا تو نہیں جا سکتا تھا لیکن آنے والوں کے چہروں سے جو حسرت تھی کہ آپ ہمارے ملک میں حالات کی وجہ سے نہیں آ سکتے وہ ایک جذباتی کیفیت پیدا کر دیتی تھی۔

بہرحال پہلے مَیں سنگاپور کے بارے میں مختصر بتا دوں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ سنگاپور کی جماعت ایک چھوٹی سی جماعت ہے۔ چند ایک پاکستانی گھروں کے علاوہ تمام مقامی احمدی ہیں اور جس طرح سے انہوں نے اپنے کام کو سنبھالا ہوا ہے ان کے جماعت اور خلافت سے اخلاص و وفا کا جو تعلق ظاہر ہوتا ہے وہ ہر ایک کو حضرت مسیح موعود کی صداقت کی دلیل نظر آتا ہے۔ وہاں اس ملک میں انہوں نے ایک خوبصورت چھوٹی سی (۔) بنائی ہوئی ہے، چھوٹی تو نہیں خیر، ہمارے اس لحاظ بیت الفتوح سے چھوٹی ہے لیکن کافی بڑی (۔) ہے، دو منزلہ ہے اس میں دفاتر بھی ہیں، لائبریری وغیرہ بھی ہے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع وہاں گئے تھے تو آپ نے اس کا افتتاح فرمایا تھا۔ اب وہاں اسی پلاٹ میں جگہ تھی جہاں مَیں مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھ کے آیا ہوں۔ ملائشیا کا تو میں نے ذکر کیا ہے کہ بعض پابندیاں ہیں اور مخالفت ہے جس کی وجہ سے وہاں کی خاصی تعداد ملاقات کے لئے سنگاپور آ گئی تھی، ان کی عاملہ بھی آ گئی تھی، ان سے بھی میٹنگ وغیرہ ہوتی رہی۔ انڈونیشیا میں بھی آجکل جو حالات ہیں جیسا کہ آپ سب کو علم ہے کہ جماعت کی مخالفت زوروں پر ہے اور فی الوقت وہاں جانا بھی مشکل ہے۔ وہاں سے بھی کافی تعداد میں انڈونیشین احمدی آئے ہوئے تھے اور اس بات پر ان کی بھی جذباتی کیفیت ہو جاتی تھی کہ آپ فی الحال وہاں دورہ نہیں کر سکتے۔ انڈونیشین طبعاً جذباتی بھی ہیں لیکن اخلاص و وفا میں بہت بڑھے ہوئے بھی ہیں۔ جب مَیں نے خطبے میں ان کے موجودہ حالات کا ذکر کیا اور صبر کی تلقین کی تو بلا استثناء ہر ایک جوان، بوڑھا، مرد، عورت سخت جذباتی ہو گئے تھے، اس کا نظارہ آپ نے شاید ایم ٹی اے پر کچھ حد تک دیکھا ہو گا، ایم ٹی اے کا کیمرہ پوری طرح ہر چیز کی تصویر نہیں لے سکتا۔ مَیں عموماً اپنے جذبات پر کنٹرول رکھتا ہوں لیکن میرے سامنے جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے ان کی حالت دیکھ کر بڑی مشکل سے اپنے پر قابو پا رہا تھا۔ یہ نظارے ہمیں آج صرف حضرت مسیح موعود کی پیاری جماعت میں نظر آتے ہیں جو دینی تعلق اور اخوت کی وجہ سے ایک دوسرے سے اس حد تک منسلک ہیں کہ جذبات پر قابو پانا مشکل ہو جاتا ہے۔..........

میں انڈونیشینز کا ذکر کر رہا تھا، جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ان کے سینوں کو اللہ تعالیٰ ایمانی حکمتوں سے بھر رہا ہے اور ہر جگہ یہی نظارے دیکھنے میں آئے۔ میں سنگاپور کے خطبے کا ذکر کر رہا تھا، اس خطبے کے بعد یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے گلے لگ کر روتے تھے اور اس بات پر قائم تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی حالت بدلے گا اور وہ مزید تائیدات کے نظارے دیکھیں گے، انشاء اللہ۔

سنگاپور میں ملائیشیا اور انڈونیشیا کے علاوہ، جن کی بڑی تعداد وہاں آئی ہوئی تھی، بعض دوسرے ملکوں کے بھی چند لوگ آئے تھے۔ فلپائن، کمبوڈیا، پاپوا نیوگنی، تھائی لینڈ۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب اخلاص و وفا کے نمونے دکھانے والے تھے۔ بعض چند سال پہلے کے احمدی تھے، مرد بھی اور خواتین بھی لیکن خلافت سے تعلق اور وفا کے جو اظہار تھے وہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ وہاں آنے کے لئے ان کو کافی خرچ کرنا پڑا، کافی دور کے بھی علاقے ہیں۔ کرایہ خرچ کر کے آئے تھے۔ ٹکٹ کافی مہنگا ہے۔ ان کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود کے ان الفاظ کی سچائی ثابت ہوتی ہے کہ وہ خدا کا گروہ ہیں جن کو خدا آپ سنبھال رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے ان دور دراز کے ملکوں کے لوگوں میں حضرت مسیح موعود سے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق ہیں ایسا تعلق پیدا کر دیا ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔

بہرحال جیسا کہ میں نے کہا گو کہ سنگاپور میں جلسہ نہیں ہوا ان ملکوں کے آنے والوں سے ملاقاتیں اور جماعت کی ترقی کے لئے آئندہ پروگرام بنانے اور ان کے جائزے لینے کے لئے جو میٹنگز ہوئیں ان سے مجھے بھی براہ راست معلومات لے کر آئندہ پروگرام بنانے کی طرف ان کی رہنمائی کا موقع ملا اور ان کو بھی نظام کو صحیح سمجھنے اور کام کو آگے چلانے کا علم ہوا۔ کیونکہ بعض بالکل نئے

جماعتیں ہیں، اور بہت سی باتوں سے لاعلم تھیں۔ بہرحال الحمدللہ کہ سنگاپور جانا بڑا فائدہ مند ثابت ہوا۔ جانے سے پہلے تو میرا خیال تھا کہ وہاں چھوٹی سی جماعت ہے، دو دن کافی ہیں۔ لیکن ان باہر سے آئے ہوئے نمائندگان کی وجہ سے اچھا مصروف وقت گزر گیا۔...........

سنگاپور کے بعد آسٹریلیا کا دورہ تھا۔ یہ ایک وسیع ملک ہے، براعظم ہے، اس لئے یہاں دو ہفتے کا پروگرام بنایا گیا تھا لیکن میرے خیال میں یہ دو ہفتے بھی کم تھے۔ آسٹریلیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ بھی ہوا۔ اور اس دفعہ تو وہاں باہر سے بھی کافی لوگ آ کر شامل ہوئے تھے۔ وہاں ہماری سڈنی میں جو (۔) ہے، بڑی خوبصورت اور بہت بڑی (۔) ہے اور مین روڈ کے اوپر ہی تقریباً واقع ہے اس کا نظارہ بڑا خوبصورت نظر آتا ہے، خاص طور پر رات کے وقت جب روشنی ہو۔ بلند مینار ہے اور ساتھ گنبد۔ جماعت کو یہ بہت اچھی جگہ مل گئی ہے اور اس جگہ کا رقبہ تقریباً 28 ایکڑ ہے۔ اس (۔) کا افتتاح بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے فرمایا تھا۔

اب جماعت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے لئے آسٹریلیا جماعت کا اس پلاٹ میں ایک ہال تعمیر کرنے کا ارادہ ہے۔ اس کا سنگ بنیاد بھی میں نے رکھا۔ ان کا ارادہ یہ خلافت جوبلی سے پہلے تیار کرنے کا ہے۔ اور اس کا نام بھی انہوں خلافت سینٹینری ہال **(Khilafat Centenary Hall)** رکھا ہے۔ اس عمارت میں گیسٹ ہاؤس بھی ہوگا، ہال بھی ہوں گے، ذیلی تنظیموں کے دفاتر بھی ہوں گے اور دیگر ضروریات بھی ہوں گی۔ یہ کافی بڑا منصوبہ ہے۔ پھر برسبین میں دس ایکڑ زمین کا ایک رقبہ خریدا گیا اس میں بھی نمازوں کے لئے ہال اور مشن ہاؤس اور گیسٹ ہاؤس وغیرہ تعمیر کیا گیا ہے۔ اس سارے کمپلیکس کا بھی افتتاح ہوا۔ اسی طرح ایڈیلیڈ میں بھی جماعت نے جگہ حاصل کی ہے۔ تقریباً 20 ایکڑ جگہ ہے۔ یہاں فی الحال عارضی تعمیر کی گئی ہے، آئندہ انشاء اللہ یہاں بھی (۔) کا منصوبہ ہے لیکن جگہ اچھی ہے۔ یہاں پر اولو (Olive) کا پرانا باغ لگا ہوا تھا۔ پلا پلایا زیتون (Olive) کا باغ بھی ان کو مل گیا۔ پھر سڈنی میں اور کینبرا میں ریسیپشن (Reception) بھی ہوئی۔ سڈنی کی Reception (۔) کے احاطے میں ہی تھی۔ وہیں مہمان آئے تھے اور کینبرا کی Reception وہاں کے نیشنل میوزیم نے آرگنائز کی تھی۔ ایم ٹی اے پر آپ نے کچھ دیکھا بھی ہوگا۔ دونوں جگہ اچھے پڑھے لکھے لوگ، سیاستدان اور مختلف ملکوں کے ایمبیسیڈرز آئے ہوئے تھے۔ آسٹریلیا میں کافی تعداد میں فجیئن احمدی بھی اب آ کر آباد ہو گئے ہیں اور اسی طرح دوسرے فجیئن بھی جن میں لاہوری یا پیغامی جماعت کے ہمارے سے ہٹے ہوئے دوست بھی کافی آباد ہوئے ہیں۔ تو اس Reception میں بھی دو خاندان لاہوری احمدیوں کے آئے ہوئے تھے، اچھے شریف لوگ تھے۔ جماعت کے افراد سے دوستانہ تعلقات ہیں۔ صرف ایک جھجک ہے۔ ان کے چہروں سے لگتا ہے کہ اب یہ مانتے ہیں کہ یہ جماعت اصل جماعت احمدیہ ہے، یہی حق پر ہے۔ لیکن قبول کرنے میں جھجک ہے۔ تو میں نے تو ان میں سے ایک دو کو کہا تھا کہ جھجک توڑیں اور حضرت مسیح موعود کے مکمل دعاوی پر ایمان لائیں۔ بظاہر تو انہوں نے غور کرنے کو کہا۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق بھی دے۔

Reception میں (۔) کی امن کی تعلیم کے بارے میں بھی کچھ کہنے کی توفیق ملی۔ اس کے بعد پھر کئی ملنے والے ملے اور بہت ساری غلط فہمیاں دور کرنے کا شکریہ ادا کیا۔ اس Reception میں وہاں کے اٹارنی جنرل بھی آئے ہوئے تھے انہوں نے مجھے بعد میں کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ مجھے (۔) کے بارے میں بہت کچھ پتہ ہے لیکن تم نے بعض بالکل نئی باتیں بتائی ہیں۔ ان لوگوں سے کافی باتیں بھی ہوتی رہیں۔

کینبرا وہاں کا کیپیٹل (Capital) ہے کینبرا (Canbra) میں جس میوزیم میں Reception کا انتظام کیا گیا تھا وہ وہاں کا نیشنل میوزیم ہے وہاں مختلف ملکوں کے ایمبیسیڈرز بھی آئے ہوئے تھے، امریکہ کے بھی شاید ایمبیسیڈر نمبر دو موجود تھے اور اس طرح دوسرے ملکوں کے سفراء بھی تھے، آسٹریلیا کے امیگریشن منسٹر بھی تھے اور سینٹ کے ممبر بھی تھے مختلف چرچوں کے بڑے پادری بھی تھے تو وہاں بھی امن کے بارے میں (۔) کی تعلیم بتانے کا موقع ملا کہ کیا ہے۔ اس میں میں نے بتایا، کہ ہر (۔) کا عمل چاہے وہ (۔) کے نام پر کرے یا ذاتی حیثیت سے کرے اگر اس کا کوئی بھی فعل معاشرے کے امن کو نقصان پہنچانے والا ہے تو تم لوگ فوراً اس کو (۔) کے کھاتے میں ڈال کر.......... کو بدنام کرنا شروع کر دیتے ہو۔ اگر کوئی عیسائی ایسی حرکت کرے یا دوسرے مذاہب والے کریں تو اس کو اس کے مذہب سے منسوب نہیں کیا جاتا کہ یہ اس مذہب کے ماننے والے نے حرکت کی ہے۔ بعد میں وہاں پر امیر جماعت آسٹریلیا محمود احمد بنگالی صاحب نے مجھے بتایا کہ ایک سفیر جو ایک اسلامی ملک کے سفیر ہیں اور جہاں احمدیت کی مخالفت بھی آجکل زوروں پر ہے وہ محمود صاحب کو کہنے لگے کہ یہ بات جو انہوں نے کی ہے۔ (جو وہاں میں نے Reception میں تقریر کی تھی، مختصر سا خطاب کیا تھا۔) بڑی سچی بات ہے لیکن ایسے مجمع میں جہاں بڑے بڑے ملکوں کے نمائندے ہوں تم لوگ ہی یہ کہہ سکتے ہو، ہم میں تو اتنی جرأت نہیں ہے۔........... بہرحال کافی دیر اچھے ماحول میں میرے ساتھ احمدیت اور جماعت کے حالات اور اس طرح کے دوسرے موضوعات پر باتیں کرتے رہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف طبقوں میں اور مختلف ملکوں کے نمائندوں تک بھی (۔) کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملتی رہی اور تربیتی کاموں کی بھی توفیق ملتی رہی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔

آسٹریلیا کے بعد فجی کا دورہ تھا۔ یہاں بھی جلسہ تھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ میں جماعتی تربیتی امور پر باتیں ہوئیں۔ یہاں مختلف جگہوں پر چھوٹی چھوٹی جماعتیں ہیں۔ جزائر فجی میں جو ایک بڑا مین جزیرہ ہے وہ فجی کہلاتا ہے، اس میں چار جماعتوں میں جانے کی توفیق ملی اور اس کے علاوہ دو جزیروں میں (VANUALEVU) وانوالیو اور تاوے یونی۔ (اگر میں صحیح تلفظ بول رہا ہوں تو) بہرحال وہاں بھی میں گیا۔ پھر ماروجو فجی میں ناندی کے قریب جگہ ہے یہاں بھی لجنہ ہال کا افتتاح تھا۔ چھوٹی (۔) کے احاطے میں ہے، یہاں بھی گیا۔ فجی بھی ایک بہت خوبصورت ملک ہے اور قدرتی حسن اور خوبصورتی کے لحاظ اس کا مقابلہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ یہاں کے لوگوں کو بھی حقیقی حسن کی پہچان کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اللہ تعالیٰ کا حسن ہے اور اس کی بھیجی ہوئی تعلیم کا حسن ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن ہے۔ یہ فجی کے رہنے والے احمدیوں کا کام ہے کہ اس پیغام کو، اس حسن کو، اس خوبصورتی کو اپنے ہم قوموں تک پہنچائیں۔

جیسا کہ میں ذکر کر رہا تھا ایک اور جزیرے میں بھی چھوٹے جہاز پر جانے کا موقع ملا، لمباسہ ان کا ایک شہر ہے وہاں پہنچے جہاں سے پھر تقریباً 40-45 منٹ کی ڈرائیو (Drive) پر ایک چھوٹا قصبہ ہے۔ یہاں جماعت نے تین سال پہلے ایک ہائر سیکنڈری سکول قائم کیا تھا۔ ماشاء اللہ عمارت وغیرہ بڑی اچھی ہے اور طلباء کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے بالکل ریموٹ (Remote) علاقے میں دور دراز علاقے میں ہے۔ یہاں نئے ہوم اکنامکس بلاک کا بھی افتتاح کیا۔ اس دور دراز علاقے کے احمدیوں سے بھی ملاقاتیں کیں جن کا فجی آنا مشکل تھا۔

پھر تاوے یونی جہاں ڈیٹ لائن گزرتی ہے وہاں بھی گئے اور حضرت مسیح موعود کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدے کو پورا ہوتے دیکھا۔ وہاں جو بورڈ لگایا ہوا ہے اس میں ڈیٹ لائن کو جس طرح نقشے پر سے گزارا گیا ہے وہ اس طرح ہے کہ اس جزیرے کو جہاں سے ڈیٹ لائن گزرتی ہے وہ کل یعنی گزری ہوئی کل Yesterday لکھا ہوا ہے اور جہاں ابھی سورج چڑھنا ہے یعنی مغرب اس کو Today لکھا ہوا ہے یعنی آج۔ ہمارے ساتھ ہمارے ایک احمدی جغرافیہ دان تھے۔ ان سے میں نے پوچھا کہ یہ کس طرح ہو گیا کہ آج کی تاریخ تو سوائے اس جگہ کے اور کہیں نہیں ہے اس کو آپ Yesterday کہہ رہے ہیں اور جہاں یہ تاریخ ابھی شروع ہونی ہے اس کو Today لکھا ہوا ہے۔ انہوں نے پہلے بڑی دلیلیں دیں لیکن بعد میں چپ کر گئے۔ پتہ نہیں کہ واقعی ان کو سمجھ آ گئی تھی اور چپ کر گئے تھے یا لحاظ میں چپ کر گئے تھے یا کنفیوژن تھی۔ بہرحال میں نے انہیں کہا۔ جو بھی ہے آپ خود پہلے اس پر کلیئر (Clear) ہوں پھر مجھے بتائیں کہ کیا وجہ ہے۔ یہ ضمناً اس لئے

مَیں نے ذکر کردیا کہ مجھے تو اس کی سمجھ نہیں آئی۔ جغرافیہ دان یا جو دوسرے اس کا علم رکھنے والے ہیں اگر وہ اس کی مجھے کوئی وضاحت کرسکیں جس سے اس کا جواز سمجھ آ سکے تو وہ علم میں اضافے کا موجب ہوگا۔ بظاہر تو میرا خیال ہے یہ مغرب والوں کا چکر ہے کہ اپنے آپ کو Today بنایا ہوا ہے اور دوسروں کو پیچھے کردیا۔

اس جزیرے میں بھی یہاں شہریوں کے مختلف طبقات اور چرچ کے پادری جو بنیادی طور پر نیوزی لینڈ کے رہنے والے تھے ان کو بھی (۔) کے امن اور بھائی چارے کا پیغام پہنچایا۔ فجی میں صوواجوان کا کیپٹیل ہے ، اس میں بھی ایک پڑھے لکھے طبقہ میں جس میں سرکاری افسران بھی تھے بعض ملکوں کے سفیر بھی تھے Reception پر بلایا ہوا تھا بلکہ اس ملک کے نائب صدر جو آجکل قائمقام صدر بھی ہیں وہ بھی اس میں آ گئے۔ اس میں بھی (۔) کی خوبصورت تعلیم اور محبت اور بھائی چارے کے بارے میں بیان کیا۔ برطانیہ کے سفیر بھی اس میں شامل ہوگئے تھے، اسی طرح آسٹریلیا اور دوسرے ملکوں کے بھی۔ اچھی گیدرنگ (Gathering) تھی۔ ہوتے تو یہ لوگ سیاستدان اور مذہب سے لاتعلق ہیں لیکن ان کا شاید اس حد تک فائدہ ہو جاتا ہو کہ (۔) کی کسی حد تک صحیح تصویر ان کے سامنے آ جاتی ہے اور پھر بلاوجہ جو دل کے بغض اور کینے (۔) کے خلاف ان کے دلوں میں ہوتے ہیں وہ اگر ختم نہیں ہوتے تو کم از کم، کم ہو جاتے ہیں اور یہ بھی ان کو پتہ چل جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ (۔) کی صحیح تصویر پیش کرنے والی جماعت ہے۔

فجی میں ہی ایک دن مَیں صبح اٹھا ہوں۔ فجر کی نماز کی تیاری کر رہا تھا تو پاکستان سے ناظر صاحب اعلیٰ کا فون آیا کہ خیریت ہے۔ خبر آئی ہے کہ بڑا سخت سونامی (Tsunami) کا خطرہ ہے۔ اس دن نیوزی لینڈ بھی جانا تھا وہاں بھی کچھ علاقوں میں خطرہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ زلزلے کا سارا اثر پانی کے اندر ہی دب کر رہ گیا۔ خبروں میں جو بی بی سی کے ذریعہ سے میں تفصیل سن رہا تھا اس سے لگتا تھا کہ ٹونگا، جس کے قریب یہ زلزلہ آیا تھا وہ صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا۔ نماز پر جب مَیں نے وہاں کے مقامی لوگوں سے پوچھا کہ ٹونگا کا کیسا علاقہ ہے تو انہوں نے بتایا کہ بالکل پلین (Plain) ہے۔ تو یہاں ہماری نئی نئی جماعت ابھی قائم ہوئی ہے۔ فجی کے جلسے پر بھی یہ لوگ آئے ہوئے تھے اور بڑے مخلص لوگ تھے۔ اس بات پر کہ قریب ہی زلزلہ بھی ہے، سونامی کا خطرہ بھی ہے، پہاڑی علاقہ بھی نہیں اونچا پہاڑی علاقہ ہو تو محفوظ ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ تو ان کے لئے فکر پیدا ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا نماز پڑھ کر جب واپس آئے تو خبر تھی کہ سب محفوظ ہے اور ٹونگا سے ہی کسی عورت کا پیغام بی بی سی والے سنا رہے تھے کہ یہ ختم ہوگیا۔ اللہ کرے کہ دنیا اب وقت کے امام کو پہچان لے اور ان آفات سے محفوظ ہو جائے۔ ورنہ آج یہاں اور کل وہاں جو طوفان آ رہے ہیں اور بظاہر جو بعض جگہوں کو بڑا نقصان نہیں ہو رہا تو یہ وارننگ ہے۔ اگر آج بھی خدا کو نہ پہچانا تو جو تباہیوں کے نمونے ہم نے دیکھے ہیں وہ دوبارہ بھی نظر آ سکتے ہیں۔ اللہ رحم کرے۔ آج ہر ملک کے احمدی کو چاہئے کہ اپنے ملک کے لوگوں کو یہ پیغام پہنچانے میں لگ جائیں ورنہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ نہ جزائر محفوظ رہیں گے، نہ یورپ محفوظ رہے گا، نہ امریکہ محفوظ رہے گا، نہ ایشیا محفوظ رہے گا۔ خدا ان لوگوں کو عقل اور سمجھ دے اور وہ اپنے خدا کو پہچاننے والے ہوں۔

فجی میں قریب کے جزائر میں طوالو ہے، کریباتی ہے، ٹونگا ہے جس کا مَیں نے ذکر کیا اور ونواٹو ہے۔ یہاں سے بھی نمائندے آئے ہوئے تھے۔ مالی لحاظ سے ان لوگوں کے اتنے اچھے حالات نہیں ہیں، غریب لوگ ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بعض خاندان وہاں آئے ہوئے تھے۔ چند سال پہلے وہ احمدی ہوئے ہیں۔ لیکن جذبات اور اخلاص کا اظہار بہت زیادہ تھا۔ ان ملکوں کے نمائندوں سے بھی میٹنگ ہوئی اور (۔) اور تربیتی منصوبوں کے بارے میں ان کو سمجھایا۔ اللہ تعالیٰ اپنا نور مکمل طور پر ان چھوٹے چھوٹے جزیروں میں پھیلا دے جہاں چھوٹی چھوٹی آبادیاں ہیں اور مکمل طور پر ان کو احمدیت اور حقیقی (۔) کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری حقیر کوششوں میں برکت ڈالے اور قبول فرمائے۔

فجی کے بعد نیوزی لینڈ کا دورہ تھا۔ اللہ کے فضل سے یہاں کی جماعت کافی بڑھ گئی ہے اور اکثریت فجیین احمدیوں کی ہے۔ فجی سے لوگ مائیگریٹ (Migrate) کرکے یہاں نیوزی لینڈ آ گئے ہیں۔ گو کہ یہاں ابھی تک (۔) نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود ان لوگوں نے اپنے آپ کو سنبھالا ہوا ہے۔ اچھا انتظام کیا ہوا تھا۔ یہاں بھی Reception تھی۔ یہاں بھی وہی (۔) کی تعلیم بیان کرنے کی توفیق ملی۔

وہاں کے مقامی ماؤری قبیلے کے جو بڑے سردار تھے اور پارلیمنٹ میں ایم پی بھی ہیں وہ بھی آئے ہوئے تھے اور ایک منسٹر بھی آئے ہوئے تھے۔ ابھی تک مقامی جماعت (۔) کی باقاعدہ شکل بنانے اور (۔) بلوانے میں کامیاب نہیں ہوسکی تھی۔ اور زیادہ تر ان کے نزدیک حالات کی وجہ سے، مصلحت کے چکر میں وہ پڑے ہوئے تھے۔ جو وزیر آئے ہوئے تھے ان موصوف سے مَیں نے بات کی تو انہوں نے کہا کہ بظاہر تو کوئی روک نہیں ہے آپ (۔) بھی باقاعدہ بنا سکتے ہیں اور بنائیں۔ اس وقت وہاں آکلینڈ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے اڑھائی ایکڑ زمین خریدی ہوئی ہے اور اس میں تعمیر بھی ہوئی ہے۔ دو بڑے ہال ہیں، گو جماعت پوری کی پوری اس میں نماز پڑھ سکتی ہے دفتر ہے لائبریری وغیرہ ہے، گیسٹ ہاؤس ہے لیکن (۔) کی باقاعدہ شکل یعنی مینارے وغیرہ کے ساتھ (۔) نہیں بنائی گئی گو کہ ہال قبلہ رخ ہے۔ جس طرح مَیں نے کہا، مشنری کی بھی ان سے بات کی تو انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ مدد کریں گے۔ اب وہاں کے نیشنل پریذیڈنٹ صاحب کا کام ہے کہ ان سے رابطہ کریں۔ اور مشنری بلوانے کی کوشش کریں۔ اگر (۔) آ جائیں تو تربیت میں بہت فرق پڑتا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ وزیر صاحب بھی اپنے وعدے کے پابند ہیں اور جماعت کسی مصلحت کا مزید شکار نہ ہو۔ ویسے ماشاء اللہ اچھی مخلص جماعت ہے اور بڑی ہمت اور اخلاص سے سب نے ڈیوٹیاں وغیرہ بھی دیں۔ نوجوانوں نے بھی، ان کے لئے پہلا موقع تھا اتنے بڑے انتظام کا اور ذمہ داری کے ساتھ انتظام کو نبھانے کا اور انہوں نے نبھایا اور اچھا نبھایا۔

جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ آسٹریلیا میں فجیئن لاہوری احمدی تھے جو یہاں بھی ہیں۔ فجی سے نیوزی لینڈ میں بھی آ کر آباد ہوئے ہیں۔ اور تین چار نسلوں سے یہاں رہ رہے ہیں۔ ان لاہوری فجیئن میں سے بہت سارے جماعت میں داخل بھی ہو چکے ہیں اور خلافت سے کامل اطاعت رکھتے ہیں۔ وہاں ایک دو خاندان، ویسے تو کئی ہوں گے، ابھی ایک دو خاندان ایسے ہیں جو جماعت کے مزید قریب آ رہے ہیں یا کم از کم تعلق کی وجہ سے آ جاتے ہیں، جلسے پر بھی آئے ہوئے تھے۔ ایک فیملی نے ان میں سے مجھ سے بعد میں وقت لیا۔ کوئی آدھ گھنٹے تک ان کو مَیں نے سمجھایا۔ ان کا بیٹا احمدی ہو گیا تھا۔ اچھا مخلص نوجوان ہے اس نے بڑے درد سے مجھے کہا تھا کہ دعا کریں کہ میرے ماں باپ بھی احمدیت قبول کرلیں۔ تو بہرحال ان کے ماں باپ سے بھی کافی تفصیلی بات ہوئی۔ باپ کچھ زیادہ اکھڑ تھے، بوڑھے زیادہ نہیں تھے۔ 60 سال کے تھے لیکن اکھڑ پن بعض طبیعتوں میں آ جاتا ہے۔ اسی بات پر اڑے ہوئے تھے کہ حضرت مسیح موعود نبی نہیں ہیں اور لٹریچر انہوں نے پڑھا نہیں ہوا تھا۔ ان کو مَیں نے کہا کہ آپ اور کچھ نہ پڑھیں، ایک چھوٹی سی کتاب ہے ''ایک غلطی کا ازالہ'' وہ پڑھ لیں۔ اور بھی کئی جگہ پہ (یہ بحث) ہے لیکن اس سے آپ کی تسلی ہو جائے گی۔ تو بہرحال انہوں نے کہا اچھا مَیں دیکھوں گا، پڑھوں گا۔ بیٹے نے کہا میرے پاس ہے۔ باپ کہنے لگے کہ مجھے سوچنے کا موقع دیں۔ ویسے وہاں مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ ان (پیغامیوں) کی جو انتظامیہ ہے اس کی طرف سے یہ (ہدایت) ہے کہ حضرت مسیح موعود کا لٹریچر سارا انہیں پڑھنے دیتے یا شائع نہیں کرتے تا کہ ان کو نبوت کے بارے میں صحیح حقیقت نہ پتہ لگ جائے۔ لیکن ان سے ملاقات کے دوران میں یہ دیکھ رہا تھا کہ ان کی اہلیہ کے چہرے پر ایک تبدیلی آ رہی ہے۔ اور وہ تبدیلی چہرے سے ظاہر ہو رہی تھی۔ اگلے دن پھر وہ اپنے بیٹے کے ساتھ آئیں اس سے پہلے انہوں نے بیعت فارم بھی بھیج دیا اور آنسوؤں سے رونے لگیں اور کہا کہ میرا میاں تو احمدی ہوتا ہے یا نہیں۔ آپ میری بیعت لے لیں مجھے آپ کی باتیں سن کر تسلی ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو استقامت عطا فرمائے اور ان سب

بچھڑے ہوؤں کو عقل اور سمجھ عطا کرے کہ یہ حضرت مسیح موعود کے تمام دعاوی کو ماننے والے ہوں اور حقیقت کو پہچاننے والے ہوں۔

Reception کا مَیں نے ذکر کیا تھا۔ ماؤری قبیلے کے لوگ بھی آئے ہوئے تھے جیسا کہ مَیں نے کہا، جو لیڈر بھی ہیں اور پارلیمنٹ کے ممبر بھی ہیں انہوں نے بھی اس کے بعد مجھے کہا کہ (آپ نے) (۔) کی بڑی خوبصورت تعلیم بیان کی ہے۔ یہی انصاف ہے اور یہی ہم چاہتے ہیں کیونکہ وہ لوگ بڑا محروم طبقہ ہے اس لحاظ سے کہ مقامی لوگ ہیں لیکن ان کے پاس اختیارات نہیں ہیں۔ باہر والوں نے ان جزیروں پر بھی قبضہ کر لیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو صرف اچھا کہنے والے نہ بنائے بلکہ حقیقت کو سمجھنے والا بھی بنائے۔ اس کو قبول کرنے والے ہوں۔

آسٹریلیا کے ضمن میں ایک بات رہ گئی تھی۔ وہاں سالومن آئی لینڈز سے چھ مقامی احمدیوں کا ایک وفد جلسے پر آیا تھا ماشاء اللہ وہ لوگ بھی اخلاص میں بڑی ترقی کر رہے ہیں۔ ان میں ایک وہاں کے رائل خاندان کے ہیں جس میں سے ایک شخص چیف چنا جاتا ہے، نو احمدی ہیں۔ ان کے آئندہ چیف چنے جانے کے بھی امکانات ہیں۔ اچھے پڑھے لکھے ہیں اپنے پورے خاندان کے ساتھ احمدی ہوئے تھے۔ وہاں اللہ کے فضل سے کافی خاندان احمدی ہو گئے ہیں۔ اب سالومن آئی لینڈز میں جماعت نے گزشتہ سال زمین خرید کر مشن ہاؤس بھی خرید لیا ہے۔ گھانا سے معلم بھی بھیجے ہوئے ہیں۔ ان چیف کے ماتحت وہاں کچھ جزیرے بھی ہیں اور کشتیوں پر ہر جزیرے سے رابطہ ہے اور ان کا آپس میں کئی گھنٹوں کا سفر ہوتا ہے۔ بہرحال اس احمدی نے اپنے چیف بننے کے لئے دعا کے لئے بھی کہا۔ اللہ کرے کہ جب وقت آئے تو اللہ تعالیٰ ان کو موقع دے اور پھر ان کے ذریعے تمام جزائر کو احمدیت میں شمولیت کی توفیق بھی دے۔ کیونکہ بہت سارے لوگ چیف کو بھی دیکھنے والے ہوتے ہیں۔ یہ نو احمدی اخلاص میں اس قدر ترقی کر گئے ہیں کہ ان کی شکل دیکھ کر یہ نہیں لگتا کہ یہ نو احمدی ہیں اس طرح اخلاص، وفا، ادب، احترام، حیا آنکھوں میں تھی اور ہر عمل سے ٹپک رہی تھی کہ دیکھ کے حیرت ہوتی تھی حالانکہ وہاں کے مقامی لوگ ہیں اور پھر انہوں نے وصیت کے نظام میں بھی شمولیت اختیار کر لی ہے۔ تو یہ جو عجیب عجیب نظارے ہیں حضرت مسیح موعود سے اللہ تعالیٰ کے کئے گئے وعدے کے مطابق ہیں کہ مَیں تیری (۔) کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا، ہمیں ہر جگہ نظر آتے ہیں۔ اور خود اللہ تعالیٰ اس کا انتظام فرما رہا ہے۔ ان کے دلوں میں احمدیت اور حقیقی (۔) کی محبت گڑتی چلی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اخلاص و وفا میں مزید بڑھاتا چلا جائے۔

نیوزی لینڈ میں ڈاکٹر کلیمنٹ ریگ کے پوتے اور پوتی سے بھی ملنے کا موقع ملا۔ ان سے رابطہ بھی اللہ کے فضل سے اتفاق سے ہو گیا۔ پہلے تو مجھے نصیر قمر صاحب نے چلنے سے پہلے لکھا تھا کہ اس طرح یہ وہاں رہتے ہیں۔ اور ان کے بارے میں بتاتا ہوں کہ کون تھے۔ پھر نیشنل پریذیڈنٹ کو ہم نے لکھا انہوں نے انٹرنیٹ پر مختلف آرگنائزیشن سے رابطہ کر کے پتہ کروایا کیونکہ یہ ایک مشہور سائنسدان تھے، ان کے خاندان کا پتہ لگ گیا۔ یہ ڈاکٹر کلیمنٹ صاحب جو ہیں یہ 1908ء میں ہندوستان آئے تھے اور یہ مختلف جگہوں پر لیکچر دیتے رہے۔ نیوزی لینڈ کے رہنے والے تھے اور آسٹرانومی کے ماہر تھے۔ لاہور میں جب انہوں نے لیکچر دیئے تو وہاں حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو پتہ چلا انہوں نے ان کا لیکچر سنا اور اس کے بعد ان سے رابطہ کیا اور حضرت مسیح موعود کے بارے میں بتایا تو ڈاکٹر کلیمنٹ نے حضرت مسیح موعود کو ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ پہلے تو کہا کہ ابھی چلیں میرے ساتھ۔ انہوں نے کہا ابھی تو نہیں چل سکتے، وقت لے کے۔ تو پھر حضرت مسیح موعود سے وقت لیا اور 12 مئی 1908ء کو پہلی ملاقات ہوئی اور پھر 18 مئی 1908 کو دوسری ملاقات حضرت مسیح موعود سے وقت لے کے انہوں نے کی اور بڑی تفصیل سے مختلف موضوعات پر سوال و جواب ہوئے۔ کائنات کے بارے میں روح کے بارے میں، مذہب کے بارے میں، خدا تعالیٰ کے بارے میں۔ تو بہرحال ان سوالوں کی ایک لمبی تفصیل ہے، جو ملفوظات میں بھی اور ریویو کے انگریزی حصے میں بھی چھپی ہوئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس گفتگو کے بعد حضرت مسیح موعود کو عرض کیا۔ میں تو سمجھتا تھا کہ سائنس اور مذہب میں بڑا تضاد ہے جیسا کہ عام طور سے علماء میں مانا گیا ہے مگر آپ نے تو اس تضاد کو بالکل اٹھا دیا ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ یہی تو ہمارا کام ہے اور یہی تو ہم ثابت کر رہے ہیں کہ سائنس اور مذہب میں بالکل اختلاف نہیں۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے حضرت مسیح موعود کا شکریہ ادا کیا اور اس گفتگو کے بعد جو حضرت مسیح موعود کے ساتھ دو سٹنگز (Sittings) ہوئی تھیں ڈاکٹر صاحب کی طبیعت پر جو اس کے اثرات تھے۔ اس کا ذکر حضرت مفتی صادق صاحب نے پھر ایک اور مجلس میں حضور کی خدمت میں کیا۔ یہ 23 مئی وفات سے چند دن قبل کا واقعہ ہے کہ اس کی طبیعت میں اتنا فرق پڑ گیا ہے کہ بالکل خیالات بدل گئے ہیں۔ کہیں تو وہ حضرت عیسیٰؑ کی مثالیں دیا کرتا تھا اور کفارہ کا ذکر کیا کرتا تھا مگر اب اپنے لیکچروں میں خدا کی کبریائی اور بڑائی بیان کرتا ہے۔ اور پہلے ڈارون کی تھیوری کا قائل تھا مگر اب کیفیت یہ ہے کہ 'ڈارون کا قول ہے' اس طرح ذکر کر کے بات کرتا ہے۔ اور اپنے لیکچروں میں یہ شروع کر دیا ہے جو حضرت مسیح موعود نے اس کو سمجھایا تھا کہ حقیقت میں انسان اپنی حالت میں خود ہی ترقی کرتا ہے۔ تو یہ ڈاکٹر صاحب بعد میں حضرت مفتی صاحب سے رابطہ میں رہے گو کہ صحیح ریکارڈ نہیں ہے لیکن غالب امکان ہے کہ حضرت مسیح موعود کی صحبت کی وجہ سے ایمان لے آئے تھے اور (۔) ہو گئے تھے۔ ان کے پوتے اور پوتی کو جب پتہ چلا ان سے رابطہ کیا ان کو بتایا کہ مَیں اس طرح آ رہا ہوں اور ملنا بھی ہے تو انہوں نے بھی ملنے کا اظہار کیا اور Reception میں آئے اور بعد میں دونوں بیٹھے بھی رہے باتیں ہوتی رہیں دونوں کافی بڑی عمر کے ہیں۔ یعنی بڑی عمر سے مراد 55-60 سال کے۔ پوتے کو زیادہ علم نہیں تھا لیکن پوتی نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب (۔) ہو گئے تھے اور ہندوستان سے واپس آنے کے بعد پہلی بیوی نے علیحدگی لے لی تھی۔ انہوں نے دوسری شادی ہندوستان میں کی تھی اور بتایا کہ ہم اس دوسری بیوی کی نسل میں سے ہیں۔ مزید مَیں نے استفسار کیا کاغذات کے بارے میں کہ کس طرح (۔) ہوئے، کب بیعت کی، کس طرح کیا۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے بہت سارے کاغذات تھے لیکن آگ لگنے کی وجہ سے وہ سارا ریکارڈ ضائع ہو گیا، کوئی خط و کتابت محفوظ نہیں ہے۔ لیکن بہرحال اس بات پر انہوں نے یقینی کہا کہ ان کی موت (۔) کی حالت میں ہوئی تھی اور وہ اپنے آپ کو (۔) ہی کہتے رہے تھے۔ اور اس لحاظ سے قیاس کیا جا سکتا ہے کیونکہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی وجہ سے (۔) میں داخل ہوئے تھے اس لئے احمدی ہوئے ہوں گے۔ بہرحال ان کی قبر بھی وہاں قریب ہی آکلینڈ میں ایک جگہ پر ہے۔ ان کے پوتے اور پوتی کو بھی لٹریچر دیا۔ نیوزی لینڈ کے پریذیڈنٹ صاحب کو بھی کہا کہ ان سے رابطہ رکھیں۔ اللہ کرے کہ ان لوگوں کے دل میں بھی حق کی پہچان کی طرف توجہ پیدا ہو جائے۔

پھر اس سفر کا آخری ملک جاپان تھا یہاں کا بھی دورہ تھا۔ یہاں بھی اللہ کے فضل سے جاپانی جو مقامی ہیں اس وقت 10-12 ہیں، جنہوں نے رابطہ کیا تھا یا رابطے میں کچھ نہ کچھ رہتے ہیں ان کے مسائل حل کرنے اور تربیتی امور پر توجہ دلانے اور اس طرح باقاعدہ باقی جماعت کو بھی تربیتی امور کی طرف توجہ دلانے کی توفیق ملی۔ جلسہ بھی ہوا۔ جاپانی احمدیوں میں ان دنوں میں جتنے دن میں وہاں رہا پہلے دن جوان کا رویہ تھا وہ مَیں دیکھتا رہا ہوں ہر روز اس میں ایک تعلق اور وفا کی کیفیت بڑھتی رہی، تبدیلی محسوس ہوتی رہی۔ اللہ کرے کہ یہ لوگ بھی اپنی قوم میں (۔) کے حقیقی پیغام کو پہنچانے کا ذریعہ بن جائیں اور حضرت مسیح موعود کی خواہش کو پورا کرنے والے ہوں جو آپ نے جاپان کے بارہ میں کہی تھی کہ ان لوگوں میں مذہب کی طرف رجحان ہے۔ یہاں جاپان میں بھی کئی منسٹرز اور ایم پی وغیرہ ملنے کے لئے آئے تھے، Reception میں بھی آئے تھے۔ اچھا اثر لے کر گئے ہیں۔ ایک ممبر پارلیمنٹ نے تو مجھے کہا کہ ہمیں (۔) کے بارے میں زیادہ پتہ نہیں ہے اس لئے ہم جلد ہی مغرب کے معترضین کے زیر اثر آ جاتے ہیں ہمیں (۔) کے بارے میں بتائیں۔ ان سے علیحدہ بھی کافی لمبی گفتگو ہوتی رہی۔ اللہ کرے کہ وہاں کی جماعت اپنی ذمہ داری کو سمجھے اور (۔) کا پیغام پہنچانے کا حق ادا کرنے والی بنے۔

سب دعا کریں کہ اس سفر کے بہترین نتائج نکلیں اور جلد سے جلد ہم (۔) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو ہر ملک میں لہراتا دیکھیں اور حضرت مسیح موعود کے الفاظ کے مطابق ہر روز خدا تعالیٰ کے نشانوں اور تازہ بتازہ تاثیرات سے نور اور یقین پانے والے ہوں۔ آمین

(الفضل 20 جون 2006ء)

سنگاپور - شیروں کا مسکن

تاریخ - طرز حکومت - حکمران

سرکاری نام:
جمہوریہ سنگاپور
(Republic of Singapore)

پرانا نام:
تماسک Tumasek

وجہ تسمیہ:
ملائی زبان میں سنگھا شیر ببر کو کہتے ہیں اور پور کے معنی شہر کے ہیں۔ شیروں کا مسکن ہونے کی وجہ سے سنگاپور کہلایا۔

محل وقوع:
جنوب مشرقی ایشیا

حدود اربعہ:
اس کے شمال میں ملائشیا اور جنوب میں انڈونیشیا واقع ہیں۔ ملائشیا صرف ایک کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

جغرافیائی صورتحال:
سنگاپور جزیرہ نما ملایا کے جنوبی کونے پر واقع ایک جزیرہ ہے۔ اس کی مشرق سے مغرب لمبائی 42 کلومیٹر اور شمال سے جنوب چوڑائی 23 کلومیٹر ہے۔ یہ بحر چین اور بحر ہند کو باہم ملانے والی آبنائے کے ناکے پر ہے۔ اس کے اردگرد 50 ملحق چھوٹے جزائر ہیں۔ شمال میں ایک تنگ آبنائے جوہورا سے ملائشیا سے جدا کرتی ہے۔ جنوب میں ریاؤ مجمع الجزائر سے انڈونیشیا سے جدا کرتا ہے۔ سنگاپور شہر جزیرے کے جنوب مشرقی سرے پر واقع ہے۔ مرکزی جزیرے کے عین وسط میں ایک بڑا برساتی جنگل ہے۔ ساحل کے ساتھ ساتھ مینگر وو درختوں کے جھنڈ ہیں۔ دنیا بھر کے بحری جہازوں کو یہاں سے ہو کر گزرنا پڑتا ہے۔
ساحل 193 کلومیٹر

رقبہ:
640 مربع کلومیٹر

آبادی:
29 لاکھ 50 ہزار نفوس (1998ء)

دارالحکومت:
سنگاپور سٹی (3 لاکھ)

بلندترین مقام:
تماح ہل Timah (177 میٹر)

بڑے ٹاؤن:
چانگی۔ تواس۔ جورونگ۔ نی سون۔ سمباوانگ۔ کوئنز ٹاؤن۔ بیڈوک۔ پی شون۔ ووڈلینڈ۔ یوچو کانگ۔

سرکاری زبان:
انگریزی۔ ملائی چینی۔ تامل

مذاہب:
بدھ مت 30 فیصد۔ عیسائی 19 فیصد مسلم 16 فیصد۔ ہندو۔ تاؤ ازم

اہم نسلی گروپ:
چینی 78 فیصد۔ ملائی 14 فیصد۔ انڈین 7 فیصد

یوم آزادی:
9؍اگست 1965ء

رکنیت اقوام متحدہ:
21 ستمبر 1965ء

کرنسی یونٹ:
ڈالر S$=100 سینٹ (بینک آف سنگاپور)

انتظامی تقسیم:
5 ضلع (ڈسٹرکٹ)

موسم:
خط استواء سنگاپور کے قریب سے گزرتا ہے۔ موسم گرما مرطوب لیکن سال بھر خوشگوار رہتا ہے۔ بارش کی اوسط 80 انچ ہے۔

اہم زرعی پیداوار:
ربڑ۔ پھل اور سبزیاں (پولٹری۔ مویشی)

اہم صنعتیں:
جہاز سازی۔ تیل کی صفائی۔ الیکٹرانکس کا سامان۔ کیمیائی اشیاء۔ کاغذ۔ ادویات۔ کپڑا سازی۔ پلاسٹک۔ ربڑ کی مصنوعات سٹیل پائپ۔ پلائی ووڈ۔ فوڈ پیکنگ۔ لکڑی کا سامان۔ سیاحت۔ کمپیوٹر پارٹس۔ ماہی گیری

مواصلات:
قومی فضائی کمپنی "سنگاپور ایئر لائنز" سنگاپور میں ایشیا کا سب سے بڑا چانگی انٹرنیشنل ایئر پورٹ اور بندرگاہ ہے۔
آبنائے جوہور پر 26 کلومیٹر لمبی ریلوے اسے ملائشیا سے ملاتی ہے۔

کچھ تاریخی امور

سنگاپور میں سب سے پہلے ملائی نسل کے ماہی گیروں نے آبادی قائم کی۔ ملائی روایات کے مطابق یہاں آبادکاری کا آغاز پالمبانگ کے شہزادے نے کیا جو کہ سری وجایا Sri Vijaya سلطنت سے تعلق رکھتا تھا۔ اس وقت اس جزیرے کا نام تماسک یعنی سمندر شہر تھا۔ چولا حکمران راجندر کولا دیوا اول (عہد 1016-44ء) نے جزیرے کو سنگھاپور "شیروں کا شہر" کا نام دیا۔ اس نے پہلی دفعہ 1025ء میں اس پر حملہ کیا۔ 1068ء میں دوسرے چولا حکمران نے یہاں پر حملہ کیا۔

1275ء میں جاوا کے بادشاہ کریتا نگارا نے سنگاپور پر حملہ کیا۔ 14 ویں صدی عیسوی تک یہ سری وجایا سلطنت کا ایک تجارتی مرکز تھا جب یہ سلطنت ماجاپاہت Majapahit میں تبدیل ہوگئی۔ اس وقت تک اسے تماسک کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

1377ء میں جاوا کے طاقتور اور جابر حکمران نے اس پر زبردست حملہ کیا اور سارے جزیرے کو تباہ و برباد کر دیا۔ کچھ لوگ مارے گئے اور کچھ بھاگ کر دوسرے علاقوں میں پناہ گزین ہوگئے۔ 14 ویں صدی کے آخر میں اس پر ملاکا Malacca سلطنت نے اپنی ملکیت کا دعویٰ کیا۔

اگلی کئی صدیوں تک یہ جزیرہ بے آباد رہا۔ اس نے ایک ہولناک جنگل کی صورت اختیار کر لی۔ کوئی آدمی یہاں آباد نہ تھا اور نہ ہی اس دہشت ناک جنگل میں کوئی آ سکتا تھا۔ یہ خونخوار درندوں، شیروں اور مگرمچھوں کا مسکن بن گیا۔ دن رات شیر چنگھاڑتے۔ یہاں ایک خوفناک اور وسیع و عریض دلدل تھی جس پر مگرمچھوں کا راج تھا۔

بعد ازاں بحری ڈاکوؤں اور قزاقوں نے اسے اپنا مسکن بنالیا کیونکہ ان لوگوں کے لئے یہ بہترین اور محفوظ پناہ گاہ تھی۔ اس دور میں یہ ویران جزیرہ ریاست جوہور Johor کی ملکیت تھی۔

19 ویں صدی کے دوران جب برطانیہ نے جنوب مشرقی ایشیا میں اپنی تجارتی منڈیاں قائم کرنے کا فیصلہ کیا تو برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی نے اس جزیرہ کی اہمیت کو بھانپ لیا۔ ملایا میں برطانوی اقتدار کو مستحکم کرنے کی خواہشمند کمپنی کے نمائندے سر تھامس سٹام فورڈ ریفلز نے اس جزیرے کو دیکھا اور فیصلہ کیا کہ وہ اس جزیرے پر قبضہ کرے گا۔ 28 جنوری 1819ء کو سر تھامس نے کمپنی (BEIC) کے لئے یہاں تجارتی فیکٹری قائم کرنے کی کوشش کی۔ اس وقت عبدالرحمان سنگاپور کا سلطان تھا۔

سر تھامس سٹام فورڈ نے مختلف طریقوں سے سلطان جوہور کے ایک قریبی رشتہ دار کو پھانس لیا جس کی وساطت سے عبدالرحمان کے بھائی حسین والی جوہور نے 6 فروری 1819ء کو ایک معاہدے کے تحت سنگاپور کو کمپنی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ چنانچہ 1819ء میں یہاں انگریزوں کی پہلی تجارتی کوٹھی قائم ہوگئی۔ سر تھامس نے ماہی گیروں کی اس بستی میں ایک جدید اور نئے سنگاپور کی بنیاد رکھی۔ اس کو سٹیٹ آف سیٹلمنٹ کا نام دیا گیا۔ انگریزوں نے بڑی کوششوں کے بعد جنگل کے درندوں سے صاف کیا۔ دلدل کو ختم کیا اور ایک صاف ستھرے جزیرے کا روپ دیا۔ اس کام میں انہیں کافی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔

2؍اگست 1824ء کو برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی نے سلطان آف جوہور کو رقم ادا کر کے باقاعدہ طور پر سنگاپور کو حاصل کر لیا۔ 1826ء میں اسے ملاکا اور پینانگ کے ساتھ شامل کر کے برٹش انڈیا کے کنٹرول میں دے دیا گیا۔ 1832ء میں سنگاپور ان تینوں علاقوں کا حکومتی مرکز یا ہیڈ کوارٹر بنا۔ 1851ء میں اس علاقے کا براہ راست کنٹرول انڈیا کے گورنر جنرل کو دے دیا گیا۔ یکم اپریل 1867ء کو تینوں آبادیاں (سنگاپور۔ ملاکا۔ پینانگ) لندن کے نوآبادیاتی مرکز کے حاکمانہ اختیارات کے تحت کراؤن کالونی بن گئیں۔

پہلی جنگ عظیم (18-1914ء) کے بعد برطانیہ نے مشرقی ایشیا کا ایک بڑا بحری اڈہ یہاں تعمیر کیا اور کئی فوجی چھاؤنیاں قائم کیں جن کا استعمال برطانیہ نے دوسری جنگ عظیم میں کیا۔ بحری اڈے کی تعمیر 1921ء میں مکمل ہوئی۔ بعد ازاں انگریزوں نے سنگاپور کو دنیا کی ایک بڑی بندرگاہ بنا دیا۔ برطانیہ نے جزیرے کو بے حد ترقی دی اور جدید عمارتیں اور رہائشی کالونیاں تعمیر کیں۔

جنوری 1942ء میں دوسری عالمی جنگ کے دوران جاپانی فوجیں جزیرہ نما ملایا تک پہنچ گئیں۔ ادھر برطانیہ نے سنگاپور کو بچانے کے لئے اپنے دو جنگی بحری جہاز "پرنس آف ویلز" اور "ری پلس" بھیج دیئے۔ 8 فروری 1942ء کو جاپانیوں نے آبنائے جوہور عبور کر لی۔ 15 فروری کو برٹش کمانڈ نے ہتھیار ڈال کر جزیرے اور شہر کا کنٹرول جاپانیوں کے حوالے کر دیا۔ جاپانی فوج نے سنگاپور کو جزیرہ نما ملایا سے ملانے والا اونچا راستہ جزوی طور پر تباہ کر دیا۔ اس طرح قابض فوج آسانی سے عظیم بندرگاہ تک پہنچ گئی۔ جاپانیوں نے سنگاپور پر شدید بمباری کی۔ تاہم اہم مقامات جن میں دنیا کی سب سے بڑی تیرتی خشک گودی شامل تھی بچ گئی۔

جس جاپانی فوجی نے سب سے پہلے سنگاپور کی سرزمین پر قدم رکھا اس کا نام "شنتو Shonanto" تھا۔ چنانچہ جاپان نے سنگاپور کا نام بدل کر شنتو رکھ دیا اور جب تک جاپانی قابض رہے ملک کا نام شنتو ہی رہا۔ جاپانیوں نے سنگاپور میں متعین ایک لاکھ 38 ہزار اتحادی فوجیوں کو جنگی قیدی بنالیا۔ اگست 1945ء میں جاپان کو شکست ہوگئی تو 6 ستمبر 1945ء کو برطانوی فوجوں نے سنگاپور پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔

یکم اپریل 1946ء کو سنگاپور کو علیحدہ برٹش کراؤن کالونی کا درجہ دیا گیا۔ اسی سال پینانگ اور ملاکا ملایا یونین کا حصہ بنیں اور بعد ازاں 1948ء میں فیڈریشن آف ملایا میں شامل ہوئیں۔ اس دور میں سنگاپور میں زیادہ تعداد سوداگر طبقے سے تھی جو کہ حکومت سے مراعات کے طلبگار تھے۔ ملک کے آئینی و انتظامی

اختیارات برطانوی گورنر کے پاس تھے جس کے پاس افسروں کی ایک مشاورتی کونسل موجود تھی۔ جولائی 1947ء میں علیحدہ انتظامی اور قانون ساز کونسلیں وجود میں آئیں۔ مگر گورنر نے سنگاپور پر اپنی گرفت مضبوط رکھی۔ شرط یہ تھی کہ قانون ساز کونسل کے 6 ارکان عوامی ووٹوں سے منتخب ہوں۔

سنگاپور کے پہلے انتخابات 20 مارچ 1948ء کو منعقد ہوئے۔ اس وقت کمیونسٹ پارٹی آف ملایا نے طاقت کے ذریعے سنگاپور اور ملایا پر کنٹرول حاصل کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ جون 1948ء میں ملک میں ہنگامی حالت نافذ کردی گئی۔ یہ حالت 12 سال جاری رہی۔

1953ء کے اوائل میں برطانوی حکومت نے سر جارج رینڈل کی سربراہی میں ایک کمیشن مقرر کیا تاکہ سنگاپور کی آئینی حالت اور آئینی تبدیلیوں کے بارے میں جائزہ لیا جاسکے۔ حکومت نے رینڈل کی سفارشات منظور کیں اور سنگاپور کو نیا آئین اور عظیم داخلی خودمختاری دینے کا فیصلہ کیا۔ ملک میں متعدد سیاسی جماعتیں آزادی کا مطالبہ کررہی تھیں۔ 1954ء میں ''پیپلز ایکشن پارٹی'' (PAP) قائم ہوئی۔

1955ء کے انتخابات سنگاپور کی تاریخ میں ایک بڑا سیاسی مقابلہ تھے۔ لیبر فرنٹ نے 10 نشستیں جیتیں۔ پیپلز ایکشن پارٹی (PAP) جس کے چار امیدوار میدان میں تھے۔ انہوں نے 3 نشستیں حاصل کیں۔ 6 اپریل 1955ء کو ڈیوڈ مارشل سنگاپور کے پہلے وزیراعلیٰ بنے۔ یہ ایک مخلوط حکومت تھی۔ جس میں مارشل کی لیبر فرنٹ (LF) یونائیٹڈ ملایا نیشنل آرگنائزیشن (UMNO) اور ملاین چائنز ایسوسی ایشن (MCA) شامل تھیں۔ 1956ء میں لندن میں سنگاپور کو مکمل داخلی خودمختاری دینے کے لئے مذاکرات شروع ہوئے۔ یہ آئینی مذاکرات تعطل کا شکار ہوگئے تو 6 جون 1956ء کو ڈیوڈ مارشل نے استعفیٰ دے دیا۔ نائب وزیراعلیٰ لم یو ہاک Lim Yew Hock وزیراعلیٰ بن گئے۔ مارچ 1957ء ایک آئینی وفد وزیراعلیٰ ہاک کی قیادت میں لندن گیا۔ جہاں انہوں نے سنگاپور کے نئے آئین کے لئے کامیاب مذاکرات کئے۔ بالآخر 28 مئی 1958ء کو لندن میں آئینی سمجھوتے پر دستخط ہوگئے۔

30 مئی 1959ء کو سنگاپور کے پہلے عام انتخابات ہوئے جس میں قانون ساز اسمبلی کے 51 ارکان منتخب ہونے تھے (PAP) نے 43 نشستیں حاصل کیں۔ 3 جون 1959ء سنگاپور کو مکمل داخلی خود مختاری مل گئی۔ دفاع اور خارجہ امور برطانیہ کے ہاتھ میں رہے۔ نیا آئین نافذ ہوا اور ملک کا قومی پرچم رائج ہوا۔ گورنر جنرل سر ولیم گوڈے ملک کے پہلے سربراہ مملکت (ہیڈ آف سٹیٹ) بنے۔

5 جون 1959ء کو (PAP) کے لیڈر لی کوان یو Lee Kuan Yew نے سنگاپور کے پہلے وزیراعظم کا حلف اٹھایا۔ دسمبر 1959ء میں تن یوسف بن اسحاق (پ 1910ء) نے ہیڈ آف سٹیٹ (یانگ ڈی پرتوان نگارا) کا عہدہ سنبھالا۔

16 ستمبر 1963ء کو سنگاپور ملایا، شمالی بورنیو (صباح) اور سراواک کے ساتھ فیڈریشن آف ملائشیا میں شامل ہوا۔ کچھ ہی عرصہ بعد ملائی اور چینی آبادی کے درمیان تعلقات خراب ہوگئے۔ چنانچہ 9 اگست 1965ء کو سنگاپور اس وفاق سے علیحدہ ہوکر ایک آزاد و خودمختار ملک بن گیا۔ 22 دسمبر 1965ء کو سنگاپور کو جمہوریہ قرار دے دیا گیا۔ ہیڈ آف سٹیٹ تن یوسف بن اسحاق ملک کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔ 1970ء صدر اسحاق (60) کا انتقال ہوگیا۔ 31 اکتوبر 1971ء کو ملک میں 152 سال سے موجود برطانوی فوجیں ملک سے چلی گئیں۔ برطانیہ، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور ملائشیا نے ایک معاہدہ کے تحت اس کے دفاع کی ذمہ داری اٹھائی۔

22 دسمبر 1971ء کو ڈاکٹر بنجامن ہنری شیئرز (پ 1907ء) صدر بنے۔ 23 ستمبر 1976ء کو لی کوان ژیو دوبارہ وزیراعظم منتخب ہوگئے۔ دسمبر 1980ء کے انتخابات میں لی کوان ژیو نے کامیابی حاصل کی۔ اکتوبر 1981ء میں صدر بنجامن کے انتقال کے بعد سی وی دیوان نائر Devan Nair (پ 1923ء) صدر منتخب ہوگئے۔ 29 مارچ 1985ء کو دیوان نائر کے استعفیٰ کے بعد وی کیم وی Wee Kim Wee (پ 1914ء) صدر بنے۔ دسمبر 1985ء کے انتخابات میں (PAP) نے 63 فیصد اور ستمبر 1988ء میں 62 فیصد ووٹ حاصل کئے۔ 9 اگست 1990ء کو سنگاپور نے اپنے قیام کی 25 سالہ سلور جوبلی منائی۔

28 نومبر 1990ء کو لی کوان ژیو (پ 16 ستمبر 1923ء) 30 سال تک وزیراعظم رہنے کے بعد مستعفی ہوگئے۔ ان کے نائب گوخ چوک ٹونگ Goh Chok Tong (پ 20 مئی 1941ء) نے وزارت عظمیٰ سنبھالی۔ 1959ء سے 1990ء تک وہ انتظامی اختیارات کے مالک تھے۔ ان کی جماعت (PAP) تمام انتخابات جیتتی رہی۔ وہ جنوب مشرقی ایشیا میں امریکی پالیسیوں کے سب سے بڑے حامی تھے۔ انہیں سینئر وزیر کے عہدے پر برقرار رکھا گیا۔

اگست 1991ء کے پارلیمانی انتخابات میں ٹونگ کی (PAP) نے 81 میں سے 77 نشستیں لیں۔ 2 ستمبر 1993ء کو (PAP) کے آنگ تینگ چیونگ Ong Teng Cheong صدر بنے۔ یہ ملک کے پہلے براہ راست منتخب ہونے والے صدر تھے۔ 21 ستمبر 1994ء کو سنگاپور کو ایشیا کا آزاد تجارتی علاقہ قرار دیا گیا۔ یکم جنوری 1996ء کی عالمی رپورٹ کے مطابق سنگاپور دنیا کا 9 واں امیر ترین ملک تھا۔ 15 دسمبر 1996ء کو صدر نے وزیراعظم کی مرضی سے پارلیمنٹ توڑ دی۔ 2 جنوری 1997ء کو عام انتخابات ہوئے۔ (PAP) نے 83 میں سے 81 نشستیں حاصل کرلیں۔

یکم ستمبر 1999ء کو بھارتی نژاد سابق گشتی سفیر ایس آر ناتھن نے سنگاپور کے چھٹے صدر کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔ فروری 2002ء میں سابق صدر آنگ تینگ چیونگ (پ 1936ء) سنگاپور سٹی میں انتقال کرگئے۔

طرزِ حکومت

سنگاپور آزاد جمہوریہ ہے۔ صدر ریاست کا سربراہ مملکت (ہیڈ آف سٹیٹ) اور مسلح افواج کا کمانڈر انچیف ہے۔ پہلے پارلیمنٹ صدر کو منتخب کرتی تھی لیکن 1991ء کی آئینی ترمیم کے بعد اب صدر براہ راست عوام کے ووٹوں سے منتخب ہوتا ہے۔ وزیراعظم حکومت کا سربراہ ہے جس کے پاس تمام انتظامی اختیارات موجود ہیں۔ صدر 6 سال کے لئے منتخب کیا جاتا ہے۔

قانون سازی کا اختیار 83 رکنی پارلیمنٹ کو حاصل ہے۔ اس کے تمام ارکان عوام کے ووٹوں سے منتخب ہوتے ہیں۔ پیپلز ایکشن پارٹی (PAP) ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت ہے۔

دیگر جماعتوں میں ''دی ورکرز پارٹی''۔ ''سنگاپور ڈیموکریٹک پارٹی'' (SDP) اور ''ملائی نیشنل آرگنائزیشن آف سنگاپور'' (PEKEMAS) شامل ہیں۔

عمومی معلومات

سنگاپور کو ''ایشیا کا پیرس''، ''مشرق ومغرب کا دروازہ''۔ ''بحرالکاہل کی کنجی'' اور ''مشرق کا نگینہ'' بھی کہا جاتا ہے۔ یہ دنیا اور جنوب مشرقی ایشیا کی ایک بڑی بندرگاہ اور تجارتی مرکز ہے۔ اسے دولت مشترکہ میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ ملائشیا اور سنگاپور کے درمیان ایک میل کا سمندر تھا جسے انگریزوں نے ایک پل کے ذریعے آپس میں ملا دیا۔ یہ پل انجینئرنگ کا اعلیٰ شاہکار و نمونہ ہے۔ پل کے اختتام پر کچھ حصہ اس طرح بنایا گیا ہے کہ جب کوئی بحری جہاز گزرنا ہو تو اسے اٹھا دیا جاتا ہے۔ جہاز کے گزر جانے کے بعد پھر نیچے پل سے ملا دیا جاتا ہے۔ دنیا میں تیل صاف کرنے کا تیسرا بڑا کارخانہ سنگاپور میں ہے۔ 1980ء میں نیشنل یونیورسٹی آف سنگاپور قائم ہوئی۔

سنگاپور کے صدور

1۔ تن یوسف بن اسحاق (Yusof Bin Ishak)
22 دسمبر 1965ء تا 1970ء

2۔ ڈاکٹر بنجامین ہنری شیئرز (Benjamin Henry Sheares)
22 دسمبر 1971ء تا اکتوبر 1981ء

3۔ سی وی دیوان نائر (Chengara Veetil Devan Nair)
اکتوبر 1981ء تا 29 مارچ 1985ء

4۔ وی کیم وی (Wee Kim Wee)
29 مارچ 1985ء تا یکم ستمبر 1993ء

5۔ آنگ تینگ چیونگ (Ong Teng Cheong)
2 ستمبر 1993ء تا 31 اگست 1999ء

6۔ ایس آر ناتھن (S.R.Nathan)
یکم ستمبر 1999ء

6 مئی 1935ء کا دن تاریخ احمدیت میں ایک

سنگاپور میں احمدیت کی تاریخ کے مختلف ادوار

ابتداء، اخلاص وفدائیت کے نظارے، الٰہی تائید کے نشان اور دعوت الی اللہ کی مہم

مکرم عبدالستار خان صاحب

خاص اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اس روز تحریک جدید کے ماتحت بیرونی ممالک میں درج ذیل مربیان کا قافلہ قادیان سے روانہ ہوا۔

☆مکرم مولوی غلام حسین ایاز صاحب (سنگاپور)

☆مکرم صوفی عبدالغفور صاحب (چین)

☆مکرم صوفی عبدالقدیر نیاز صاحب (جاپان)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مکرم مولوی غلام حسین ایاز صاحب کو سنگاپور، ملاکا اور نپیانگ کی ریاستوں کے لئے روانہ فرمایا۔ روانگی کے وقت آپ کو صرف اخراجات سفر دیئے گئے۔ آپ ایک لمبے عرصہ تک خود آمد پیدا کرکے گزارہ کرتے رہے اور مشن چلاتے رہے۔

محترم مولانا ایاز صاحب سنگاپور پہنچ کر دیوانہ وار دعوت الی اللہ میں مشغول ہوگئے۔ آپ کو شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا مگر آپ کی کوششوں کا پہلا ثمرہ حاجی جعفر صاحب ہیں جنہوں نے جنوری 1937ء میں قبول احمدیت کی سعادت پائی۔

مولانا ایاز صاحب 14 مارچ 1936ء کو سنگاپور سے ملایا کی ریاست جوہر میں تشریف لے گئے اور جوہر (دارالسلطنت) رنگم، پنتیان کچیل، باتوپاہٹ، موّار، کوتاتینگی، نبوت وغیرہ شہروں کا دورہ کیا اور انگریزی اور ملائی زبان میں ٹریکٹ تقسیم کئے۔ دس روز بعد آپ نے ریاست ملاکا میں قدم رکھا اور اس کے بعض مشہور شہروں مثلاً جاسین، آلورگاجا، مریمون، ستامپین اور تنجونگ تک پیغام احمدیت پہنچایا۔ 21/اپریل کو آپ ملاکا سے روانہ ہوکر ''نگری سمبلین'' کے شہر سرمبان Seremban میں پہنچے۔ 24/اپریل کو ایف، ایم ایس کے مرکز کوالالمفور تشریف لے گئے۔

سنگاپور میں احمدیت کا بیج بویا جاچکا تھا جو آہستہ آہستہ بڑھ رہا تھا اور سعید روحیں کھنچی آرہی تھیں۔ کامیابی کے یہ ابتدائی آثار دیکھ کر وسط 1937ء میں ملایا میں مخالفت کا بازار گرم ہوگیا۔

یکم ستمبر 1937ء کو آپ ملایا کی ایک ریاست سلانگور میں تشریف لے گئے اور پہلے کوالالمپور اور پھر کلانگ میں ٹھہرے۔ کلانگ میں پانچ اشخاص (جن میں حافظ عبدالرزاق بھی تھے) مشرف بہ احمدیت ہوئے۔ جنوری 1940ء کو یہاں پندرہ احمدیوں پر مشتمل ایک جماعت پیدا ہوگئی۔

یکم ستمبر 1939ء کو دوسری جنگ عظیم چھڑ گئی تو جاپان نے دوتین ماہ کے اندر اندر مانچو کو اور شمالی چین کے علاوہ فلپائن، ہندچینی، تھائی لینڈ، ملایا، سنگاپور، جاوا، بورنیو، سیلبنز، نیوگنی اور بحرالکاہل کے بہت سے جزیروں کو اپنے زیراقتدار کرلیا۔

یہ ایام سنگاپور مشن اور مولوی ایاز صاحب کے لئے انتہائی صبر آزما تھے۔ خصوصاً جاپانیوں کے خلاف پراپیگنڈا کرنے کی وجہ سے آپ پر بہت سختیاں کی گئیں اور خرابی صحت کے باعث سر اور داڑھی کے بال قریباً سفید ہوگئے۔ آپ اس دور کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کرتے تھے کہ ''اس زمانہ میں بڑی رقت اور گداز سے دعائیں کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کا مجھ سے یہ سلوک تھا کہ اکثر دفعہ بذریعہ کشف اور الہام دعا کی قبولیت اور آئندہ کامیابی کے متعلق مجھے بشارات مل جاتی تھیں اور یہ سب حضرت مسیح موعود کے طفیل اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی توجہ کی برکت تھی۔

پہلے احمدی حاجی جعفر صاحب کا اخلاص وفدائیت اور جرأت و بہادری

محترم مولانا غلام حسین ایاز صاحب کی کوششوں کا پہلا پھل حاجی جعفر صاحب ابن حاجی وانتارا صاحب تھے جو جنوری 1937ء میں حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔ ان کے اخلاص جرأت وفدائیت کا ذکر کرتے ہوئے محترم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری سابق انچارج سنگاپور مشن کا بیان ہے کہ:۔

''سنگارپور میں قیام جماعت کے ابتدائی ایام میں مکرم حاجی صاحب مرحوم نے حضرت مولوی غلام حسین صاحب ایاز کی معیت میں سلسلہ کی خاطر بہت تکلیفیں اٹھائیں۔ دوتین مرتبہ بعض معاندین کی طرف سے زدوکوب اور ماریں بھی کھائیں مگر خدا کے فضل سے ہمیشہ ثابت قدم رہے۔ ایک مرتبہ بعض مخالف لوگوں کی انگیخت پر دو اڑھائی سو مسلح افراد نے آپ کے مکان کا محاصرہ کرلیا اور اپنے ایک عالم کو ساتھ لاکر حاجی صاحب مرحوم سے اسی وقت احمدیت سے منحرف ہونے کا مطالبہ کیا اور بصورت دیگر ان کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کردینے کی دھمکی دی۔ حاجی صاحب مرحوم نے اسی وقت اونچی آواز سے تشہد پڑھ کر اعلان کیا کہ میں کس بات سے توبہ کروں اور اگر میں نے کسی گناہ سے توبہ کرنی بھی ہو تو بندوں کے سامنے نہیں بلکہ میں اللہ کے سامنے اپنے سب گناہوں کی معافی مانگتا ہوا اس سے ملتجی ہوں کہ وہ مجھے معاف کرے۔ جب اس کے باوجود مجمع مشتعل رہا اور مکان میں گھس کر جانی نقصان پہنچانے کی دھمکیاں دیتا رہا تو مرحوم مومنانہ جرأت اور ہمت سے ایک چھرا ہاتھ میں لے کر اپنے مکان کی حدود میں اپنا دروازہ روک کر کھڑے ہوگئے اور ببانگ دہل یہ اعلان کردیا کہ مرنا تو ہر ایک نے ایک ہی مرتبہ ہے۔ کیوں نہ سچائی کی خاطر بازی لگادی جائے۔ اب اگر تم میں سے کسی باپ کے بیٹے میں جرأت ہے کہ بری نیت سے میرے مکان میں گھسنے کی کوشش کرے تو آگے بڑھ کر دیکھ لے کہ اس کا کیا حشر ہوگا۔

مکان کی دوسری سمت سے حاجی صاحب مرحوم کی بہادر لڑکی باہر نکل آئی اور ہاتھوں میں ایک مضبوط ملائی تلوار نہایت جرأت سے گھماتے ہوئے اس نے بھی سارے مجمع کو یہ کہتے ہوئے چیلنج کیا کہ میرے والد جب سے احمدی ہوئے ہیں۔ میں نے ان میں کوئی خلاف شرع بات نہیں دیکھی۔ بلکہ ایمان اور عملی ہر لحاظ سے وہ پہلے سے زیادہ پکے دیندار ہیں۔

پس اگر آپ لوگوں میں سے کسی نے میرے باپ پر حملہ کرنے کی جرأت کی یا ناجائز طور پر ہمارے گھر کے اندر گھسنے کی کوشش کو تو وہ جان لے کہ اس کی خیر نہیں۔ اگرچہ میں عورت ہوں۔ تاہم تم یاد رکھو کہ حملے کی صورت میں میں اس تلوار سے تین چار کو مار گرانے سے پہلے نہیں مروں گی۔ اب جس کا جی چاہے۔ آگے بڑھ کر اپنی قسمت آزمالے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس مشتعل مجمع پر ایسا رعب طاری کیا کہ باوجود اس کے کہ لوکل ملائی پولیس کے بعض افراد وہاں کھڑے قیام امن کے بہانے مخالفین احمدیت کی کھلی تائید کررہے تھے۔ پھر بھی مجمع میں سے کسی فرد کو بھی مکرم حاجی صاحب کے گھر میں گھسنے یا حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ آخر جب کافی وقت گئے تک وہ لوگ منتشر نہ ہوئے تو حاجی صاحب مرحوم نے ان کو مخاطب کرکے کہا کہ میں خدا کے فضل سے احمدیت میں داخل ہونے سے پہلے بھی موحد تھا اور قبول احمدیت کے بعد تو زیادہ پکے طور پر موحد ہوگیا ہوں۔ اس پر مخالفین شرمندہ ہوکر آہستہ آہستہ منتشر ہوگئے۔

(تاریخ احمدیت جلد ہشتم ص 202)

محترم مولانا غلام حسین ایاز صاحب نے دعوت الی اللہ اور خدمت خلق کا جو نہایت اعلیٰ اور قابل قدر نمونہ دکھایا اس کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

مکرم محمد نصیب عارف صاحب جو سنگاپور میں قید رہے۔ ان کے اپنے درج ذیل مشاہدات 19 دسمبر 1945ء کو الفضل میں شائع ہوئے۔

سنگاپور کے مربی مولوی غلام حسین ایاز بھی ان پرجوش مجاہدین میں سے ایک ہیں جن کا قابل رشک اخلاص اور دعوت الی للہ میں انہاک ایک والہانہ رنگ رکھتا ہے۔ جاپان کے گزشتہ ساڑھے تین سالہ ملایا پر قبضہ کی وجہ سے جناب مولوی صاحب کی مساعی جمیلہ جماعت کے سامنے نہیں آسکیں ...... مولوی صاحب موصوف گزشتہ دس سال سے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے سنگاپور میں مقیم ہیں اور تحریک جدید کے ابتدائی مجاہدوں میں سے ہیں۔ اور دعوت الی اللہ کے ساتھ اپنے اخراجات کے لئے بھی آپ صورت پیدا کرتے ہیں۔ صرف پہلے چھ ماہ کا خرچ دفتر تحریک جدید نے دیا تھا۔ مارچ 1941ء میں جب یہ عاجز سنگاپور پہنچا۔ تو چند دوستوں کے ساتھ مرکز دعوت الی اللہ میں گیا۔

مولوی صاحب نے اپنی مساعی کا ذکر جس رنگ میں کیا۔ وہ انگشت بدنداں کردینے والا تھا۔ کس طرح ان کو احمدیت کے لئے تکالیف سہنی پڑیں۔ مخالفین نے (مشن ہاؤس) پر خشت باری کرنا شروع کردی جس کے نتیجہ میں مولوی صاحب کو کئی کئی دن مکان کے اندر بند رہنا اور خوراک اور دیگر ضروریات کے لئے تنگ ہونا بہت تکالیف کا باعث ہوا۔ چند ماہ بعد جب یہ عاجز ملایا میں کوالالمپور کے مقام میں تھا۔ ایک دن اپنے ڈپو کا چندہ حکیم دین صاحب اکاؤنٹنٹ کو دینے گیا تو آپ نے بتایا کہ اس مخالفت کے نتیجہ میں پولیس نے گورنمنٹ کے ریکارڈ میں بلیک شیٹ میں آپ کا نام سب سے اوپر لکھوایا ہوا تھا۔ ان مخالفین کا کیا حشر ہوا۔ وہ مولوی صاحب خود بیان کیا کرتے تھے کہ سنگاپور مفتوح ہونے پر ایسے تمام لوگ جو میرے مخالف شر اور فتنہ وفساد پر آمادہ رہتے تھے ایک ایک کرکے مختلف جرموں کی پاداش میں جاپانیوں کے ہاتھوں سزایاب ہوئے۔

الٰہی تائید کا خاص نشان

سنگاپور میں لڑائی کے دوران میں مولوی صاحب کے لئے خداتعالیٰ نے ایک خاص نشان دکھایا۔ گولہ باری کے ایام میں مولوی صاحب نے لوگوں سے کہہ دیا کہ آپ میرے گھر میں بمباری کے وقت آجایا کریں۔ حیرت انگیز امر یہ ہے کہ اس خطرناک وقت میں مولوی صاحب کے اردگرد کے مکانات کو کافی نقصان پہنچا۔ اور کافی لوگوں کی اموات ہوئیں۔ مگر آپ کا گھر محفوظ رہا اور حضرت مسیح موعود کی یہ پیشگوئی کہ ''آگ ہماری غلام بلکہ ہمارے غلاموں کی غلام ہے''۔ برابر پوری ہوتی رہی۔ پھر ایک اور تائید اور خدائی مدد نازل ہوئی کہ ایک جاپانی افسر مولوی صاحب کے مکان کے سامنے موٹر سائیکل سے گر گیا۔ اس کو شدید ضربات آئیں۔ جناب مولوی صاحب اس کو اٹھا کر اپنے مکان میں لے گئے۔ تیمارداری اور مرہم پٹی کی اور اس کو اس کے کیمپ میں پہنچانے کا بندوبست کیا۔ اس پر وہ جاپانی افسر مولوی صاحب کو اپنی طرف سے

پروانہ دے گیا کہ آپ سنگاپور میں جس طرح چاہیں رہیں۔ آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔

خدا تعالیٰ کی قدرت کا یہ عجیب کرشمہ تھا کہ جاپانی حکومت کے قبضہ کے دوران میں کسی مخالف کو سر اٹھانے کی جرأت نہ ہوسکی۔ 1943ء اور 1944ء مولوی صاحب کے لئے مالی لحاظ سے بہت کٹھن تھے۔ اس عرصہ میں جہاں ملک میں اشیاء خورونوش کی کمی واقع ہوگئی تھی۔ مولوی صاحب کو بھی کافی حد تک ان تکالیف میں سے گزرنا پڑا۔ مگر آپ نے نہایت صبر اور تحمل سے یہ عرصہ گزارا۔ بلکہ دعوت الی اللہ اور تنظیمی کاموں میں زیادہ وقت دینا شروع کر دیا۔

1945ء میں مولوی صاحب کی حالت خدا تعالیٰ کے فضل سے پھر بہتر ہونی شروع ہوگئی۔ ہم لوگ نظر بندی کی حالت میں ان کے حالات سے اتنے آگاہ نہیں تھے۔ مگر خدا تعالیٰ کی غیبی امداد سے انہوں نے تمام احمدی جنگی قیدیوں کی مدد کے لئے مختلف کیمپوں میں تقسیم کرنے کے لئے 2000 ڈالر کی رقم روانہ فرمائی۔ اس وقت واقعی ہم لوگوں کو روپیہ کی بڑی ضرورت تھی۔ ابھی وہ روپیہ ہم کو پہنچنے نہ پایا تھا۔ اور ہم اس کے خیال میں ہی اپنی مشکلات کا حل سوچ رہے تھے کہ صلح ہوگئی اور وہ رقم مولوی صاحب کو واپس لوٹا دی گئی۔

جناب مولوی صاحب نے اس عرصہ میں اپنی دعوت الی اللہ جاری رکھی۔ اور جماعت کی تنظیم کا کام بھی کرتے رہے۔ سینکڑوں ملائی اس وقت احمدیت کی آغوش میں آچکے ہیں۔ آپ کی انتھک کوششیں احمدیت کا نام محض خدا تعالیٰ کے فضل سے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی دعاؤں کے طفیل پھیلا رہی ہیں۔ جناب مولوی صاحب کو ایک عرصہ گھر سے جدا ہوئے ہوگیا ہے مگر چلتے وقت جب ہم نے ان سے کہا کہ مولوی صاحب آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اجازت کے بغیر ایک قدم بھی یہاں سے ہلانا اپنے لئے معصیت سمجھتا ہوں۔ آپ نے احمدی دوستوں کی واپسی پر انہیں اتنا بھی نہ کہا کہ میرا فلاں پیغام میرے گھر والوں کو پہنچا دینا۔ بلکہ کہا تو یہ کہا کہ حضور انور کو میرا سلام دینا اور یہاں کی میری دعوت الی اللہ کی مساعی کے لئے دعا کی درخواست کرنا۔

محمد یونس صاحب فاروق بیان کرتے ہیں جو 11 جنوری 1946ء کو مکرم مولوی غلام حسین صاحب ایاز کے ذریعہ سے احمدیت سے مشرف ہوئے اور تقریباً پانچ ماہ سنگاپور میں رہنے کے بعد واپس ہندوستان آئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے نام ایک مفصل مکتوب میں لکھا کہ:۔

جب میں رخصت سے واپس لوٹا تو خوش نصیبی سے میرا یونٹ سنگاپور چلا گیا تھا۔ اس وجہ سے مجھے بھی سنگاپور آنے کا موقع مل گیا اور بالکل حسن اتفاق سے ایک روز جبکہ میں اونان روڈ پر ٹہل رہا تھا۔ یکا یک میری نظر ایک بورڈ پر پڑی جس پر لکھا تھا۔ جماعت احمدیہ قادیان سنگاپور، اندر گیا تو دیکھا جناب مولوی غلام حسین صاحب ایاز بیٹھے تلاوت کر رہے تھے۔ اس پر میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ فوراً مولوی صاحب سے ملا۔ اپنے حالات سنائے ان کے حالات پوچھے اور اس کے بعد تقریباً روزانہ وہاں جانا شروع کر دیا۔ اور وہاں سے سلسلہ کی کتابیں لے کر پڑھنے لگا۔ بہت ہی جلد اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی اور خادم نے اپنے آقا کے ہاتھ اپنے آپ کو بیچ کر دیا۔ اور اب نہ صرف اپنی زندگی بلکہ ہر چیز جو اس عاجز سے متعلق ہے احمدیت کے لئے وقف ہے۔......

جناب مولوی غلام حسین صاحب ایاز مربی سنگاپور کی جدوجہد کا میرے دل میں بہت اثر ہوا موصوف نے خدمت دین میں اتنی محنت اٹھائی ہے کہ قبل از وقت بوڑھے ہوگئے ہیں۔ جب مجھے آنجناب کی اصل عمر کا پتہ چلا۔ تو میں متحیر ہوگیا۔ کیونکہ ظاہری حالت سے آپ 55 سال سے کم عمر کے نہیں معلوم ہوتے اور ہمیشہ بیمار رہنے کے باوجود دعوت الی اللہ میں مصروفیت کا یہ عالم ہے کہ صبح 4 بجے سے لے کر رات کے گیارہ بارہ بج جاتے ہیں۔ اس عرصہ میں موصوف کو گھڑی بھر کی بھی فرصت نہیں ملتی کہ ذرا آرام کرلیں۔ دن بھر کبھی تو سلسلہ کے لٹریچر کا ملائی زبان میں ترجمہ ہو رہا ہے۔ کبھی مضمون تیار ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ دن بھر سوالات اور اعتراضات کرنے والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے اور ان کو سمجھانے میں گھنٹوں مغززنی کرنی پڑتی ہے۔ ملایا کے احمدی بچوں کی تعلیم و تربیت بھی خود ہی کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ لوگوں کے گھروں میں جا کر بھی دعوت الی اللہ کی جاتی ہے۔

یہاں احمدیت کے خلاف بہت سخت پروپیگنڈا کیا گیا اور اکثر لوگ ایسے سخت دشمن ہیں کہ جنگ سے پہلے کے زمانہ میں اکثر اوقات وعظ کے لئے اپنی مسجد یا اپنے گھر پر بلا کر مولوی صاحب کو بڑی بے رحمی سے زدوکوب بھی کرتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے چن چن کر جاپانیوں کے ہاتھوں سب کو ٹھکانے لگا دیا اور احمدیت کے لئے راستہ صاف کر دیا۔ مولوی صاحب کے جاپانی قبضہ کے زمانہ کے کارنامے معجزات سے کم نہیں۔

ہر وقت جاپان ملٹری پولیس اور CID مولوی صاحب کے پیچھے لگی رہتی۔ مگر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مولوی صاحب کو قبل از وقت اطمینان دلا دیا تھا کہ وہ پکڑے نہیں جائیں گے اور مولوی صاحب نے اکثر لوگوں سے جن میں غیر احمدی بھی ہیں کہہ دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے گرفتاری سے بچائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اور اکثر لوگ جو احمدیت کے مخالف تھے احمدیت کی صداقت کے قائل ہوگئے۔ خصوصاً مولوی صاحب کے بہت معتقد ہوگئے اور بعضوں نے بیعت بھی کرلی۔

ان حالات میں مولوی غلام حسین صاحب ایاز کی دعوت الی اللہ کی سرگرمیاں دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ سخت سے سخت حالات میں بھی مولوی صاحب مایوس نہیں ہوئے۔ اور جناب مولوی صاحب کی انتھک کوششوں کا نتیجہ دیکھ کر ماننا پڑتا ہے کہ یہ بھی ایک احمدیت کا معجزہ ہے۔ ایسے ماحول میں سے لوگوں کا احمدیت قبول کرنا اور پھر مخلص احمدی بننا تقویٰ اور طہارت میں ایک مثال قائم کر دینا۔ بلکہ فرشتہ خصلت انسان بن جانا اور دین کے لئے بڑی بڑی جانی اور مالی قربانیاں کرنا یہ معجزہ نہیں تو اور کیا ہے۔ مولوی صاحب نے نہ صرف یہ کہ یہاں جماعت قائم کی۔ بلکہ اس کی تنظیم اور تربیت میں بھی کمال کر دیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا اظہار خوشنودی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مولانا غلام حسین صاحب ایاز کی عظیم الشان قربانیوں اور ان کے شاندار نتائج کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

''ایسے علاقوں میں بھی احمدیت پھیلنی شروع ہوگئی ہے جہاں پہلے باوجود کوشش کے ہمیں کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ ملایا میں یا تو یہ حالت تھی کہ مولوی غلام حسین صاحب ایاز کو ایک دفعہ لوگوں نے رات کو مار مار کر گلی میں پھینک دیا اور کتے ان کو چاٹتے رہے اور یا اب جو لوگ ملایا سے واپس آئے ہیں انہوں نے بتایا ہے کہ اچھے اچھے مالدار ہوٹلوں کے مالک اور معزز طبقہ کے ستر اسی کے قریب دوست احمدی ہوچکے ہیں اور یہ سلسلہ روز بروز ترقی کر رہا ہے''۔

مولانا غلام حسین صاحب ایاز جو 6 مئی 1935ء کو قادیان سے روانہ ہوئے تھے پندرہ برس بعد 24 نومبر 1950ء کو ربوہ میں تشریف لائے۔ اس کے بعد آپ 8/اکتوبر 1956ء کو دوبارہ سنگاپور میں اعلائے کلمۃ الحق کے لئے بھجوائے گئے۔ کچھ عرصہ سنگاپور میں مقیم رہنے کے بعد بورنیو میں متعین کئے گئے۔

وفات

مولانا غلام حسین صاحب ایاز ذیابیطس کے مریض تھے۔ یہ بیماری یہاں آکر اکتوبر 1959ء کے دوسرے ہفتہ میں یکا یک بڑھ گئی اور 18,17/اکتوبر 1959ء کی درمیانی شب اپنے مولا کے ہاں پہنچ گئے۔

(تاریخ احمدیت جلد ہشتم ص 211)

واجب القتل قرار دیا گیا

محترم مولانا غلام حسین ایاز صاحب کے بارے میں مخالف علماء نے واجب القتل ہونے کا فتویٰ جاری کیا اس ضمن میں مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری کا بیان ہے کہ:۔

''1938ء یا 1939ء میں سنگاپور کی جامع مسجد میں (جسے مسجد سلطان کہا جاتا ہے) ایک عالم کا ہماری جماعت کے خلاف لیکچر تھا مکرم مولوی غلام حسین صاحب ایاز ......بھی وہاں تشریف لے گئے اور اس کے اعتراضات کا جواب دیا تو مجمع میں سے بعض لوگوں نے مکرم مولوی غلام حسین صاحب ایاز کو سخت مارا اور گھسیٹ کر مسجد سے باہر نیچے پھینک دیا وہ مسجد اوپر ہے اور نیچے تہہ خانہ یا کمرے وغیرہ ہیں۔ چنانچہ مولوی صاحب مرحوم کو سخت چوٹیں آئیں۔ کمر پر شدید چوٹ آئی اور سر پر بھی جس سے آپ نیچے گرتے ہی بیہوش ہوگئے۔ آپ کے ساتھ ایک احمدی دوست محمد علی صاحب تھے انہوں نے بھاگ کر پولیس کو اطلاع دی۔ چنانچہ پولیس مولوی صاحب کو کوئی آدھ گھنٹہ کے بعد وہاں سے اٹھا کر ہسپتال لے گئی۔ جہاں پر آپ کوئی گھنٹوں کے بعد ہوش آیا اور ہفتہ عشرہ ہسپتال میں رہنا پڑا۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپ کو مخالفت کی وجہ سے بعض دشمنوں نے چلتی بس سے دھکا دے کر باہر بازار میں پھینک دیا تھا جس سے آپ کے منہ اور سر پر شدید چوٹیں آئیں۔ مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچا لیا''۔

جماعت کا مرکز اور بیت طٰہٰ

حضرت مولانا غلام حسین ایاز صاحب نے 1947ء میں 19 ہزار 137 مربع فٹ کا ایک قطعہ زمین مرکز اور بیت الذکر کے لئے خریدا تھا۔ جس میں لکڑی سے بنا ہوا ایک رہائشی مکان بھی تھا۔ جو 1983ء تک بطور بیت الذکر استعمال ہوتا رہا۔ 1983ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے دورہ سنگاپور کے دوران اس جگہ ایک وسیع بیت الذکر طٰہٰ کا سنگ بنیاد رکھا۔ یہ عمارت دو سال کے عرصہ میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ جماعت کا یہ مرکز اور بیت طٰہٰ دو کشادہ سڑکوں Onan Road اور Cambell Road کے وسط میں واقع ہے۔

ایک غیر از جماعت کے تاثرات

ایک غیر از جماعت دوست جناب کیپٹن سید ضمیر احمد صاحب جعفری نے جون 1946ء میں جماعت احمدیہ کو ایک خط لکھا کہ:۔

''میں حال ہی میں مشرق بعید سے آیا ہوں ملایا جاوا وغیرہ میں آپ کے سلسلہ کی طرف سے مولوی غلام حسین صاحب ایاز دعوت الی اللہ کا کام کر رہے ہیں۔ 1945ء میں جب اتحادی فوجوں کے ساتھ ہم ملایا میں پہنچے۔ تو مولوی صاحب غالباً تنہا تھے۔ مگر 1947ء میں مولوی عبدالحی اور شاید دو ایک اور کارکن بھی پہنچ گئے تھے۔ جہاں تک مولوی غلام حسین صاحب ایاز کی ذات کا تعلق ہے۔ ان کے خلاف میں ایک بات بھی نہیں کہہ سکتا۔ اپنے منصب کو وہ انتہائی ایثار و خلوص اور خاصے سلیقہ کے ساتھ انجام دے رہے ہیں بلکہ جن دشواریوں اور نامساعد حالات میں سے وہ گزر رہے تھے۔ اگر اس پر غور کیا جائے تو ان کے استقلال حوصلہ اور ہمت پر حیرت ہوتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ اس کام کو ایک فریضہ ایمانی سمجھ کر رہے ہیں۔ ضمناً میں یہاں ایک ذاتی تاثر کا ذکر کروں۔

جس پر مجھے اب بے اختیار ہنسی آتی ہے۔ ممکن ہے آپ کے قارئین بھی اسے دلچسپی کا موجب بنائیں۔ بیرون ملک جانے سے پیشتر احمدیت کے متعلق کوئی خیال آتے ہی میں اکثر سوچا کرتا تھا کہ ان کے مربیان کے لئے تو مزے ہی مزے ہیں۔ دیس دیس کی سیر اور فارغ البالی کی زندگی۔ آدمی کو یہ دو چیزیں مل جائیں تو اور کیا چاہئے۔ مگر ملایا میں مولوی غلام حسین ایاز کو دیکھ کر میری اس خوش فہمی کو سخت دھکا لگا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ یہ لوگ خاص محنت ومشقت کی زندگی گزار رہے تھے۔ اتنی مشقت اگر وہ اپنے وطن میں کریں تو کہیں بہتر گزر بسر کر سکتے ہیں''۔

دعوت الی اللہ کی توفیق پانے والے ابتدائی مربیان

محترم مولانا غلام حسین ایاز صاحب کے قیام سنگاپور کے دوران درج ذیل مربیان بھجوائے گئے۔

1۔مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب جالندھری (برادر مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری)۔ آپ 18/اپریل 1936ء کو سنگاپور روانہ ہوئے۔

2۔مولوی شاہ محمد صاحب ہزاروی (روانگی 18/اپریل 1936ء) آپ چند ماہ تک سنگاپور میں ......فرائض بجالانے کے بعد 1937ء میں جاوا منتقل ہو گئے۔

3۔مولوی امام الدین صاحب ملتانی۔ آپ 19,18 جون 1946ء کو قادیان سے روانہ ہو کر 6 جولائی 1946ء کو سنگاپور پہنچے۔ ٹرانسپورٹ کی مشکلات کی وجہ سے ان دنوں آپ نے ایک نیوی فلیگ شپ زاہدانامی میں بطور دھوبی ملازم ہو کر کام کیا اور سنگاپور پہنچ گئے۔ چونکہ جنگ نئی نئی ختم ہوئی تھی اور سنگاپور میں ابھی بیشمار جاپانی قیدی ہونے کی وجہ سے افراتفری اور نظام درہم برہم تھا۔ اس وجہ سے وہاں ان دنوں حالات اچھے نہ تھے۔ مرکز کے ساتھ خط وکتابت اور مالی امداد باقاعدہ نہیں تھی اس لئے لوکل طور پر ہی ادھر ادھر کے کام کر کے ضروریات زندگی پوری کرنی پڑتی رہیں۔ اور ساتھ ساتھ دعوت الی اللہ کا کام بھی جاری رکھا گیا۔

وہاں کے بعض احمدی ملازمین کی مدد سے مالا باری ہندوستانیوں میں دعوت الی اللہ سے چار افراد نے بیعت کی۔ آپ 1946ء سے لے کر دسمبر 1949ء تک مولوی غلام حسین صاحب ایاز کی قیادت میں جماعتی امور سرانجام دیتے رہے۔ اور اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد کے ماتحت آپ سنگاپور سے شروع جنوری 1950ء میں پاڈانگ (انڈونیشیا) روانہ ہو کر 16 فروری 1950ء کو جکارتہ پہنچے اور انڈونیشیا مشن میں منتقل ہو گئے۔

4۔چوہدری محمد احمد صاحب (ستمبر 1946ء تا جنوری 1949ء)

5۔مولوی محمد سعید صاحب انصاری (3 دسمبر 1946ء تا مارچ 1948ء۔ جنوری 1961ء تا جون 1962ء)

6۔میاں عبدالحی صاحب

7۔مولانا محمد صادق صاحب (15 دسمبر 1949ء تا 9,8 مارچ 1957ء۔ 3 دسمبر 1958ء تا 18/اگست 1962ء۔

اس دوران آپ نے علماء اور پادریوں سے کامیاب مباحثے کئے اور متعدد کتب شائع کیں اور آپ نے سنگاپور اور ملایا میں مندرجہ ذیل کتابیں تصنیف کیں جو شائع ہو چکی ہیں۔

☆ترجمہ قرآن مجید (غیر مطبوعہ)۔ بزبان (انڈونیشیا)۔ یہ اہم کام اور مضامین لکھنے کے ساتھ ساتھ ایک سال (نومبر 1952ء تا 22 دسمبر 1953ء) میں پایہ تکمیل تک پہنچا۔

☆سچائی۔ قریباً 120 صفحات کی کتاب۔

☆''بیان احمدیت'' 1955ء میں آپ نے یہ کتاب شائع کی جس میں اختلافی مسائل پر سیر کن بحث کرنے کے علاوہ سینکڑوں اعتراضات کے جواب بھی دیئے۔ پورے 400 صفحات پر مشتمل ہے۔

☆ارکان ایمان۔ 36 صفحات فل سکیپ سائز۔

☆نمازیں۔ جس میں تمام نمازوں کا مفصل ذکر درج ہے۔ قریباً 80 صفحات فل سکیپ سائز۔ مولانا صاحب کے ذریعہ انڈونیشیا اور ملایا میں سینکڑوں نفوس کو ہدایت نصیب ہوئی جن میں سے ان کو اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن صاحب ساکن جوہور جو شاہی خاندان کے چشم وچراغ ہیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

8۔قریشی فیروز محی الدین صاحب (11 جنوری 1953ء تا 21 مارچ 1956ء)

9۔مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری (3 مئی 1962ء تا 9 ستمبر 1966ء)

مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری ساڑھے چار سال تک انچارج مشنری کے فرائض بجالاتے رہے۔ اس عرصہ میں آپ نے کئی مقابلے کئے۔ مندرجہ ذیل بادشاہوں اور دیگر نامور شخصیتوں کو قبول حق کی دعوت دی۔ اور پیغام حق پہنچا کر قرآن کریم انگریزی اور دیگر دینی لٹریچر پیش کیا۔

1۔پرنس فلپ آف انگلینڈ۔ 2۔تھائی لینڈ کے شاہ بھانویں اور ان کی ملکہ۔ 3۔بیلجیئم کے شاہ باؤڈوین (اول)۔ 4۔انگلینڈ کے ڈیوک آف گلاسٹر۔ 5۔چرچ آف انگلینڈ کے سربراہ آرچ بشپ آف کنٹربری۔ 6۔سکم کے بادشاہ اور ان کی رانی۔ 7۔جاپان کے شہنشاہ۔ 8۔آسٹریلیا کے وزیراعظم۔ 9۔ملایا کے شہنشاہ یا سلطان اعظم تنگ دی اگونگ۔ 10۔نیوزی لینڈ کے وزیراعظم۔ 11۔ملیشیا کے وزیراعظم تنکو عبدالرحمٰن۔ 12۔سنگاپور کے وزیراعظم اور دیگر سب وزراء۔ 13۔الحاج امین الحسینی چیف مفتی آف فلسطین۔ 14۔پرنس سہانوک ہیڈ آف کمبوڈیا سٹیٹ

مولوی محمد صدیق صاحب کے بعد مولوی محمد عثمان صاحب چینی 1966ء میں بھجوائے گئے ہیں۔

آجکل مکرم حسن بصری صاحب مربی انچارج سنگاپور ہیں۔

دنیا کے دوسرے ممالک کی طرح سنگاپور میں بھی

مکرم مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری مرحوم۔ مربی سنگاپور

(مطبوعہ الفضل 14 مئی 1983ء)

سنگاپور کے احمدیوں کا اخلاص اور بیت الذکر کی تعمیر

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہماری ایک مخلص اور دین کی فدائی جماعت موجود ہے۔ جس کے اکثر احباب کی دین کی خاطر قربانیاں اور ان کا اخلاص ان کا جذبہ ایثار اور عملی زندگی ایک مثالی حیثیت رکھتی ہے۔

برادرم محترم وارتم بن مارتھا بھی سنگاپور کے ایسے ہی فدائی اور جاں نثار احمدی بزرگوں میں سے ایک ہیں۔ جلسہ سالانہ دسمبر 1982ء میں سنگاپور کی احمدیہ جماعت میں سے جلسہ میں شریک ہونے والے وفد کے آپ سربراہ اور قائد تھے اور آپ کو اب سے تقریباً نصف صدی قبل محترم غلام حسین صاحب ایاز شہید مرحوم کے ذریعہ حلقہ بگوش احمدیت ہونے کا شرف حاصل ہے اور آپ نے سنگاپور جماعت پر آمدہ بڑے مشکل اور بہت نازک اور صبر آزما ادوار بھی دیکھے ہوئے ہیں جن کے دوران آپ جماعت کے دوسرے احباب کی طرح ہمیشہ ثابت قدم رہے اور استقامت اور صبر کا اعلیٰ نمونہ دکھایا۔

سیدنا حضرت مصلح موعود کی ایک زریں نصیحت

خاکسار 1937ء میں جب پہلی مرتبہ بطور واقف زندگی قادیان سے بیرونی ممالک کے لئے روانہ ہوا تو جو زریں نصائح اور پاکیزہ کلمات سیدنا حضرت مصلح موعود سے اس وقت حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا ان میں ایک بات یہ بھی تھی کہ ایک مربی سلسلہ کی کامیابی کے لئے یہ ضروری ہے کہ جہاں بھی وہ رہے سب احمدی اور غیر از جماعت بلکہ غیر مذاہب والوں سے بھی وہ ایسے پیار ومحبت، رواداری اور مروت وہمدردی اور اخوت کا سلوک روا رکھے کہ ہر فرد اسے اپنا ہمدرد ساتھی اور مخلص دوست سمجھنے لگ جائے۔

ایک حلقہ کا جماعتی مرکز

سنگاپور میں اپنے قیام کے دوران خاکسار مہینہ میں دو تین بار ضرور برادرم وارتم ابن مارتھا کے مکان پر جایا کرتا تھا کیونکہ وہ سنگاپور کے اس حلقہ کا مرکز تھا جہاں باجماعت نماز اور درس وغیرہ کا انتظام ہوا کرتا اور یوں ان سے اور ان کے اہل وعیال سے میرا تعلق بڑھتا گیا۔ اگر کبھی دیگر مصروفیتوں کی وجہ سے ان کے ہاں میرے جانے میں تاخیر ہو جاتی تو وہ خود یا ان کے صاحبزادے محمد بن وارتم آ کر مجھے لے جایا کرتے اور ہر اجتماع کے موقع پر اپنے بعض غیر از جماعت دوستوں کو بھی دعوت الی اللہ کے لئے مدعو کر لیتے اگرچہ اس وقت وہ سنگاپور گورنمنٹ ہسپتال میں ایک معمولی کارکن تھے تاہم ہمیشہ فراخدلی سے سب کی مہمان نوازی کرنا انہوں نے اپنے لئے واجب سمجھ رکھا تھا۔

مربیان کی تکلیف اور خدمت کا احساس

ایک مرتبہ میں عصر کے وقت ان کے ہاں پہنچا تو نماز مغرب سے پہلے انہوں نے چائے اور ساتھ ہی تلی ہوئی مونگ پھلی وغیرہ پیش کی جس کے کھانے کے دوران ایک داڑھ جو پہلے ہی سیمنٹ سے بھری ہوئی تھی ایک طرف سے نصف کے قریب ٹوٹ گئی ہسپتال قریب ہی تھا وہ مجھے وہاں لے گئے ڈاکٹر نے داڑھ نکال دینے پر اصرار کیا مگر میں راضی نہ ہوا کیونکہ درد کے باوجود جڑھ مضبوط تھی ڈاکٹر نے فیصلہ دے دیا کہ اب اس کا علاج اخراج کے سوا کوئی نہیں۔ میری اس نئی تکلیف اور پریشانی کی وجہ سے جو برادرم وارتم صاحب کے گھر میں شروع ہوئی انہوں نے کئی پرائیویٹ ڈاکٹروں کو دکھایا مگر سب اخراج دنداں ہی علاج بتاتے رہے آخر تین چار روز کے بعد وہ مجھے ایک پرائیویٹ ہسپتال میں اپنے ایک نہایت ماہر چینی ڈاکٹر دوست کے پاس جا کر اسے مذاقاً کہنے لگے ان کا دانت مجھ سے ٹوٹ گیا ہے آپ اسے پھر بھر دیں تو جانیں، ورنہ کیا فائدہ آپ کی ڈاکٹری اور دوستی کا۔ اس نے دانت دیکھ کر دوسرے روز آنے کو کہا چنانچہ میں دوسرے روز گیا اور اس نے تقریباً ایک گھنٹہ لگا کر سیمنٹ وغیرہ سے دانت یوں ٹھیک کر دیا کہ جیسے ٹوٹا ہی نہ تھا حالانکہ آدھی داڑھ ٹوٹ چکی تھی اور یوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور برادرم وارتم صاحب کی تگ ودو سے میری یہ مشکل اللہ تعالیٰ نے ایسی حل فرمائی کہ آج 17 سال بعد بھی وہ داڑھ صحیح سالم ہے الحمد للہ۔

حضور سے معانقہ اور ملاقات کا اثر

اس معمولی اور ذاتی واقعہ سے قارئین کرام اندازہ کر سکیں گے کہ سنگاپور کے مخلص احمدی بھائی اپنے پاکستانی مربی بھائیوں سے کس قدر دلی لگاؤ رکھتے اور محبت وہمدردی کا سلوک کرتے رہے ہیں برادرم وارتم بن مارتھا صاحب کے گزشتہ جلسہ سالانہ پر تشریف لانے کا مجھے علم نہیں تھا اس لئے میں جلسہ کے دوران ان سے مل نہ سکا۔ انہوں نے ایک دوست کے ذریعہ پیغام بھیجا کہ آ کر مجھے مل جائیں چنانچہ 29 دسمبر کو خاکسار ان سے ملنے گیا۔ فضل عمر گیسٹ ہاؤس میں بڑے ہی پیار اور تپاک وشوق سے ملے اور معانقہ کرتے ہی میں نے دیکھا کہ ان کی آنکھوں میں آنسوؤں کی چھلکاہٹ کے باوجود چہرہ خوشی سے تمتما رہا ہے چنانچہ بڑے پُرمسرت لہجہ میں سب سے پہلی بات انہوں نے مجھے یہ سنائی کہ میں حضور سے دو مرتبہ ملاقات سے مشرف ہو چکا ہوں اور میں نے حضور کے ساتھ معانقہ کے وقت اپنے جسم وجان میں ایک ناقابل بیان پُرلطف روحانی کیفیت محسوس کی جس کے نتیجہ میں مجھے یوں لگتا ہے کہ جیسے میں وہ پہلا وارتم نہیں رہا بلکہ میری روح وجسم میں ایک نیا ولولہ نیا یقین وبصیرت اور نیا جذبۂ ایمان پیدا ہو چکا ہے۔ میرا دل بے حد چاہتا ہے کہ الوداع سے پہلے حضور کو اپنے ساتھ فوٹو کھنچوانے کی درخواست کروں مگر حجاب مانع رہا اور یہ حسرت دل کی دل میں ہی رہ گئی۔ میں نے کہا کہ آپ حضور سے عرض کر دیتے تو یہ خواہش ضرور پوری ہو جاتی۔ اب بھی ممکن ہے کہ حضور موقعہ عطا فرما دیں صرف عرض کرنے کی بات ہے۔ کہنے لگے۔ ''اب تو ہماری الوداعی ملاقات بھی ہو چکی ہے۔''

مرکز کی زیارت قبولیت دعا سے نصیب ہوئی

اس کے بعد اپنے ذاتی اور جماعت کے حالات سناتے اور بعض پرانی یادوں کو میرے ذہن میں تازہ کرتے رہے۔ پھر کہنے لگے۔ ''میرے کمزور مالی حالات تو آپ بھی جانتے ہیں اب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے بچوں نے ساری ذمہ داریاں سنبھال رکھی ہیں اور یہ ہمارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ آج میں مرکز سلسلہ اور اپنے پیارے امام کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں یہ میری خوش قسمتی ہے کیونکہ آپ کو علم ہے کہ میں تو اپنی کمزور صحت کی بناء پر 1965ء میں حج کے لئے مکہ شریف میں بھی نہیں جا سکا تھا۔ اب میری صحت بھی الحمد للہ پہلے سے اچھی ہے۔ آپ ہی سنگاپور سے حضور کو میرے لئے اس دعا کی درخواست کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت وعافیت سے حج بیت اللہ شریف اور زیارت مرکز کی توفیق عطا فرمائے سو شکر ہے کہ ان دعاؤں کا ایک حصہ قبول ہو کر آج پورا بھی ہو گیا ہے الحمد للہ اور دوسرا حصہ یعنی حج بیت اللہ کی بھی انشاء اللہ توفیق مل جائے گی۔

بیت الذکر کے لئے مالی تحریک

اب 1965ء میں پیش آمدہ واقعہ پڑھیے جو سنگاپور میں وقوع پذیر ہوا اور جس سے ہمارے بھائی محترم وارتم بن مارتھا کے خلوص وایثار اور دین کی خاطر قربانی کی روح کا اندازہ ہوتا ہے۔

سنگاپور میں حضرت مولانا غلام حسین صاحب ایاز مرحوم کے ذریعہ پہلی تعمیر کردہ بیت پندرہ بیس سال تک خوب کام دیتی رہی لیکن بعد ازاں وہ جماعتی ترقی کی وجہ سے ناکافی ہوگئی اور اس کی عمارت بھی اس قدر بوسیدہ ہوگئی کہ اس کے کچھ حصہ کو گرا کر نئی بیت بنانا ناگزیر ہو گیا تاہم مالی تنگی کی وجہ سے عرصہ تک ایسا نہ کیا جا سکا۔ 1962ء میں جب خاکسار نے سنگاپور احمدیہ مشن کا چارج لیا تو بھی یہی کیفیت رہی۔ آخر 1964ء میں خاکسار نے بیت الذکر کی تعمیر نو کے لئے چندہ کی تحریک شروع کی اور اڑھائی تین سو ڈالرز کی رقم جمع بھی ہوگئی لیکن عمارت کی حسب ضرورت تکمیل کے لئے تین چار ہزار ڈالرز کی رقم درکار تھی۔ خاکسار نے اس کے لئے مرکز سے امداد کی درخواست کی لیکن اس وقت کے مالی حالات کے مطابق مرکز سے ہمیں صرف سات سو ڈالر بطور گرانٹ برائے بیت مل سکے اور اس طرح ہمارے پاس ایک ہزار ڈالرز سے زائد رقم بیت فنڈ میں جمع ہوگئی لیکن ظاہر ہے کہ اتنی رقم سے بیت گرا کر کام شروع کر دینا جماعت کے لئے مشکلات پیدا کر سکتا تھا۔ اسے لئے معقول رقم جمع ہونے تک یہ کام ملتوی کر دیا گیا۔

جمع شدہ رقم بیت کے لئے پیش کر دی

اس طرح تقریباً ایک سال اور گزر گیا مگر سوائے ڈیڑھ دو صد ڈالرز کے کوئی مزید رقم نہ مل سکی اس پر خاکسار نے سیدنا حضرت مصلح موعود کی خدمت میں متواتر دعا کے لئے لکھنا شروع کیا۔ لوکل جماعت بھی باقاعدہ دعا کرتی رہی اور وقتاً فوقتاً خصوصاً عید کے موقعوں پر جماعت کو فنڈ میں حصہ لینے کی پرزور تحریک بھی کی جاتی رہی کیونکہ ایسے موقعوں پر بیت کی تنگی کا احساس بھی انہیں زیادہ ہوتا تھا۔ یہ عاجز خود بھی دعا کرتا رہا۔ چنانچہ بیت کی تعمیر نو میں یہ مالی روک اللہ تعالیٰ نے اس طرح دور فرمائی ایک جمعہ کے روز میری طرف سے عام تحریک ہونے پر برادرم وارتم بن مارتھا صاحب نے دل ہی دل میں تہیہ کر لیا کہ جو رقم میں نے اسی سال حج بیت اللہ کے لئے جمع کر رکھی ہے وہ جماعت کی اشد ضرورت یعنی خدا کے گھر کی تعمیر کے لئے پیش کر دی جائے کیونکہ شائد اس وقت یہ مستحسن اقدام حج کی نسبت اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں زیادہ قبولیت اور زیادہ ثواب وبرکت کا موجب ہوگا۔ چنانچہ برادرم وارتم صاحب نے ایک روز اچانک اپنے گھر پر خاکسار کی دعوت کی اور اس موقعہ پر میری امید کے خلاف

انہوں نے اپنے بیوی بچوں کی موجودگی میں تعمیر بیت کے لئے چپکے سے مبلغ ڈیڑھ ہزار ڈالرز کی تھیلی میرے ہاتھ میں تھمادی جن سے کہ وہ اسی سال حج کے فریضہ کی ادائیگی کے لئے سفر اختیار کرنا چاہتے تھے اور مجھے کہنے لگے کہ آپ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں دعا کے لئے تحریر کریں کہ اللہ تعالیٰ میرا یہ ایثار اور ادنیٰ قربانی قبول فرمائے اور ایسی بہتر اس کی جزاء عطا فرمائے کہ میں مستقبل قریب میں نہ صرف حج بیت اللہ کر سکوں بلکہ سلسلہ کے مرکز اور حضور کی زیارت کا بھی شرف پاؤں۔ چنانچہ اس کے مطابق حضور کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا گیا اور لوکل جماعت اور خاکسار بھی ان کے لئے دعا کرتا رہا۔

دوسرے احباب نے بھی ان کی تقلید کی

چنانچہ اس کے بعد ان کی اس قربانی کو دیکھ کر بہت سے مخیّر احباب نے بھی تعمیر بیت کے لئے بڑی بڑی رقمیں پیش کیں اور خدا کے فضل سے تین چار ہزار ڈالرز میں 1965ء میں وہاں نئی خوبصورت بیت تیار ہوگئی جس کے لئے جماعت سنگاپور نے لاتعداد وقار عمل بھی منائے اور بڑے خلوص و محنت سے کام کیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔ آمین

برادرم وارتم صاحب نے گزشتہ جلسہ سالانہ پر مندرجہ بالا واقعات کا ذکر کر کے بڑے تشکر اور خوشی کے جذبات بھرے الفاظ میں مجھے یاد دلایا کہ مجھے خوشی ہے کہ بیت کے لئے وہ رقم پیش کرتے وقت جو دو دعائیں خاص طور پر کرنے کے لئے میں نے حضور کو لکھوایا تھا یعنی حج کی توفیق اور مرکز اور خلیفہ وقت کی زیارت ان میں سے ایک کی قبولیت کا عملی ثبوت میں خود ہوں جو مرکز میں پہنچ کر اس وقت آپ کے سامنے ہوں اور دوسری دعا بھی مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی تھی۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ میں عنقریب حج کے لئے جانے کی تیاری میں مصروف ہوں۔ اور یوں اللہ تعالیٰ نے ہمارے اس بھائی کی قربانی کا ثمرہ اسے اس دنیا میں بھی عطا فرما دیا۔ اور آخرت میں بھی اس سے بڑھ چڑھ کر عطا فرمائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ان کی طرف سے پانچ سو پانچ روپے کا تحفہ

جلسہ سالانہ سے واپسی پر سنگاپور پہنچ کر انہوں نے فروری کے آخر میں مجھے خط لکھا جس میں اپنے بخیریت پہنچنے اور سب کی خیر و عافیت کی اطلاع دینے کے علاوہ شائد یہ خیال کر کے کہ مجھے کوئی تنگی ہے یا یونہی برادرانہ نذرانہ کے طور پر مجھے اپنے اور اپنے بیٹے محمد بن وارتم کی طرف سے پانچ سو پانچ روپے کی رقم کا چیک ارسال فرمایا جو میں نے اپنی ذات پر استعمال کرنے کی بجائے صرف پانچ روپے پاس رکھ کر باقی پانچ سو روپے تحریک جدید کے بیوت الذکر فنڈ میں دے دیئے ہیں۔ گزشتہ سال بھی ایک مخلص احمدی دوست برادرم محمد علی صاحب نے جلسہ کے بعد ربوہ سے سنگاپور پہنچ کر مجھے از خود پونے پانچ سو روپے کے چیک کا تحفہ بھجا تھا۔ وہ بھی اس عاجز نے صدسالہ جوبلی فنڈ میں دے دیئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے اور ان کے ایمان و اخلاص اور اموال میں برکت دے۔ آمین

یہ محبت کہاں سے آئی تھی

(ایم ٹی اے پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی سنگاپور سے روانگی کا منظر دیکھ کر)

قدرتِ ثانیہ کا اک مظہر
رخصت احباب سے ہوا مل کر
تھی محبت کی ترجماں ہر آنکھ
ہر محبت تھی آنسوؤں سے تر

یہ محبت کہاں سے آئی تھی

یہ خلافت کی جلوہ آرائی
جذبۂ شوق کی پذیرائی
بے حجابانہ والہانہ تھی
کس محبت کی کار فرمائی

یہ محبت کہاں سے آئی تھی

چشم گریاں کے میہماں دونوں
یہ فراق و وصال کے لمحے
کس محبت سے پھوٹ کر نکلے
جذبۂ بے مثال کے لمحے

یہ محبت کہاں سے آئی تھی

سنگاپور کے مطار پر ناہیدؔ
عشق بے اختیار کا منظر
سسکیوں آہوں آنسوؤں کا ہجوم
کس محبت کی دے رہا تھا خبر

یہ محبت کہاں سے آئی تھی

عبدالمنان ناہیدؔ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا دورہ سنگاپور (5 تا 10/اپریل 2006ء)

تاریخ وار مصروفیات

5/اپریل 2006ء

☆4/اپریل شب نو بجکر پچاس منٹ پر برٹش ایئرویز کے ذریعہ حضور انور ایدہ اللہ لندن سے روانہ ہو کر 5/اپریل سہ پہر چار بجکر پچپن منٹ پر پہلی دفعہ سنگاپور کی سرزمین پر اترے، جہاں سنگاپور، انڈونیشیا، ملائشیا، تھائی لینڈ، کمبوڈیا، فلپائن، پاپوانیوگنی اور برونائی کے احباب، امیر صاحب اور صدر صاحبان کے ہمراہ موجود تھے۔ والہانہ استقبال میں بنگلہ دیش اور قادیان سے آئے ہوئے دوست بھی شامل تھے۔

☆نیشنل مجلس عاملہ سنگاپور، انڈونیشیا اور ملائشیا کے علاوہ مربیان نے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ نیشنل صدر لجنہ سنگاپور اور نائب صدر صاحبہ انڈونیشیا نے حضرت بیگم صاحبہ کا استقبال کیا۔

☆Grand Mercure Roxy ہوٹل میں قیام کا انتظام کیا گیا۔ پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر مرکزی مشن بیت طٰہٰ تشریف لے گئے۔ لجنہ، خدام، انصار، اطفال و ناصرات کثیر تعداد میں جمع تھے اور بچے اردو منظوم کلام پڑھ رہے تھے ہاتھ بلند کر کے سلام کہا اور سارے انتظامات کا جائزہ لیا۔

6/اپریل 2006ء

☆بیت طٰہٰ میں نماز فجر کے بعد ہوٹل میں ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور سرانجام دیئے۔

☆بیت طٰہٰ میں ظہر و عصر کے بعد فیملی ملاقاتوں میں چھ ملکوں سے 82 گھرانوں کے 279 افراد فیضیاب ہوئے۔ چشمان تر کے ساتھ احباب اپنی ملاقاتوں کا ذکر کرتے اور بچے بچیاں عطا فرمودہ چاکلیٹ دکھاتے۔ خوشی سے پھولے نہ سماتے۔

☆نماز مغرب و عشاء کے بعد ہوٹل میں تشریف لے گئے۔

7/اپریل 2006ء

☆معمولات کے بعد مختلف دفتری امور سرانجام دیئے۔

☆خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ انڈونیشیا سے 761 اور دیگر ہمسایہ ممالک سے تین سو احباب آئے۔ آج سنگاپور سے پہلی مرتبہ کسی خلیفۃ المسیح کا خطبہ MTA کے ذریعہ براہ راست دنیا بھر میں نشر ہوا۔

☆پہلے مربی مولانا غلام حسین ایاز صاحب کو کبھی مار مار کر بے ہوش کر دیا جاتا۔ کبھی بس سے دھکا دے کر نیچے گرا دیا گیا مگر آج سنگاپور میں خوبصورت دو منزلہ بیت طٰہٰ اور مضبوط و فعال جماعت قائم ہے جہاں سے خلیفۃ المسیح کی آواز ساری دنیا میں سنائی دی۔

☆شام بیت طٰہٰ سے ملحق جگہ پر مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا۔ دیگر عمائدین اور وقف نو بچوں کے نمائندوں نے بھی اینٹیں رکھیں۔

☆مشن کے سنگ بنیاد کے بعد نیشنل مجلس عاملہ سنگاپور و ملائشیا کے علاوہ فلپائن، پاپوانیوگنی، تھائی لینڈ اور کمبوڈیا کے جماعتی عہدیداران کی میٹنگ ہوئی۔ ہر شعبہ کی ہر ملک کے لحاظ سے تفصیل معلوم کی اور ہدایات سے نوازا۔

☆جماعتی عہدیداران سے میٹنگ کے بعد نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ سنگاپور سے میٹنگ ہوئی۔ تمام قائدین سے باری باری جائزہ لیا اور ہر شعبہ کے متعلق ضروری ہدایات دیں۔

☆میٹنگز کے بعد انڈونیشیا کی دو فیملیز کو شرف ملاقات بخشا۔ اسی طرح مغرب کے بعد ماریشس سے آئے ایک دوست نے ملاقات کی۔ ماریشس کے حالات معلوم کئے اور انہیں ایک انگوٹھی عطا فرمائی۔

8/اپریل 2006ء

☆معمول کے کاموں کے بعد ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ساڑھے دس بجے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔

☆انڈونیشیا، ملائشیا اور تھائی لینڈ کی 65 فیملیز کے 331 افراد نے ملاقات کی اور تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

☆انڈونیشیا کی 26 جماعتوں سے احباب آئے، برما، سری لنکا، ماریشس، انڈیا، یو۔کے سے بھی احباب آئے سب بیت طٰہٰ آتے اور جاتے دلی اشتیاق اور پیاسی نظروں سے والہانہ اظہار محبت کرتے۔

☆انڈونیشیا کی نیشنل مجلس عاملہ کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔ تمام شعبوں کا جائزہ لیا اور ہدایات دیں۔ خصوصاً واقفین نو کے لئے بنیادی اہمیت کے امور واضح فرمائے۔

☆انڈونیشیا کے بعد نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ سنگاپور سے میٹنگ ہوئی اور تمام شعبوں کے متعلق ہدایات دیں۔

9/اپریل 2006ء

☆عام معمولات کے علاوہ ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دس بجے بیت طٰہٰ تشریف لے گئے۔

☆انڈونیشیا، ملائشیا اور سری لنکا سے آنے والے 127 گھرانوں کے 641 افراد نے شرف ملاقات حاصل کیا اور تصاویر بنوائیں۔ ظہر و عصر کے بعد قیام گاہ تشریف لے گئے۔

☆واقفین نو بچوں اور بچیوں کی مشترکہ کلاس شروع ہوئی۔ تلاوت، نظم، قصیدہ کے علاوہ بچوں نے تقاریر کیں۔ منتظمین کو کلاس کے بارے میں ہدایات سے نوازا۔

☆پانچ ملکوں کے مربیان و معلمین کی مشترکہ میٹنگ ہوئی اور خصوصاً دعوت الی اللہ کو حکمت کے ساتھ بڑھانے کی تحریک فرمائی۔ ذرائع دعوت الی اللہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور نو مبائعین کی تربیت پر زور دیا۔

☆سنگاپور، ملائشیا اور انڈونیشیا کی نیشنل مجالس عاملہ کے ساتھ میٹنگز شروع ہوئیں اور ہر شعبے کے متعلق صورتحال کا جائزہ لے کر ہدایات دیں۔

☆رات ہوٹل میں عشائیہ کا اہتمام تھا۔ تقریب میں سب ملکوں سے آنے والے مربیان و معلمین اور جماعتی عہدیداران کے علاوہ علاقہ کے ممبران پارلیمنٹ، کمیونٹی کلب منیجمنٹ کمیٹی کے چیئرمین اور محمدیہ یونیورسٹی انڈونیشیا سے بطور خاص آنے والے پروفیسر دوام Rohayo بھی شامل ہوئے۔

☆دنیا کے پہلے اور واحد Night Safari Park میں تشریف لے گئے جہاں رات کے وقت جنگل کے قدرتی ماحول میں رکھے گئے جانور دکھانے کا انتظام ہے۔ پارک میں 132 اقسام کے 900 جانور 180 ایکڑ رقبہ پر موجود گھنے جنگل میں رکھے گئے ہیں۔

10/اپریل 2006ء

☆آج سنگاپور کے دورے کا آخری دن تھا۔ معمول کے کاموں سے فارغ ہو کر خوبصورت ''سینتوسا جزیرے'' کی سیر کو تشریف لے گئے۔ 3.2 مربع کلومیٹر کا یہ جزیرہ خوبصورت ساحل اور دلکش قدرتی سبزہ زاروں سے مزین ہے۔

☆اس جزیرے پر 110 میٹر بلند سکائی ٹاور ہے جس کے اردگرد بنے ہوئے کیبن میں 72 افراد بیٹھ سکتے ہیں۔ یہ کیبن اردگرد سست رفتار سے گھومتا ہوا اوپر تک جاتا ہے پھر نیچے آتا ہے۔ شیر کے سر والی مچھلی کا بہت بلند مجسمہ بنا ہوا ہے۔ جس میں لفٹ کے ذریعہ اوپر جاتے ہیں اور سمندر کی سیر ہوتی ہے۔ نقوش سنگاپور کی نمائش لگی ہوئی ہے۔

☆اس جزیرہ کی سیر بہت یادگار اور غیر معمولی جاذبیت کی حامل تھی۔ سیر کے بعد بیت طٰہٰ تشریف لائے جہاں کھلے صحن میں الوداع کہنے بڑی تعداد میں احباب و خواتین جمع تھیں۔ آنکھیں اشکبار تھیں۔ بچیاں دعائیہ نظمیں پڑھ رہی تھیں۔ اکثر دیکھتے جاتے اور روتے جاتے تھے۔ الوداعی دعا میں رونا اور سسکیاں بھرنا چیخوں میں بدل گیا۔ رقت آمیز دعا کے بعد السلام علیکم کہہ کر ہوٹل تشریف لے گئے۔

☆ایئرپورٹ پر احباب الوداع کہنے جمع تھے۔ السلام علیکم کے بعد دعا کرائی۔ برٹش ایئرویز کی پرواز BAO15 رات آٹھ بجے سنگاپور سے سڈنی آسٹریلیا کے لئے روانہ ہوگئی۔ فی امان اللہ!

خطبہ جمعہ

7/اپریل 2006ء

سنگاپور سے کسی خلیفۃ المسیح کا اولین خطبہ جمعہ جو MTA کے ذریعہ براہ راست دنیا بھر میں نشر ہوا۔ خطبہ کے اہم نکات حسب ذیل ہیں:۔

☆عوام کی سہولت کے لئے دنیا میں نئی قسم کی ایجادات سے حیرت ہوتی ہے۔

☆جب بھی انسان مادیت پر انحصار کرتا ہے تو روحانیت کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

☆انسانی پیدائش کا مقصد حاصل کرنے کی کوشش کی جائے تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت دونوں کی نعماء عطا فرماتا ہے۔

☆آخری دور میں مسیح و مہدی نے اندھیروں کو روشنیوں میں بدلنے اور نور روحانیت کی کرنیں بکھیرنے کے لئے آنا تھا۔

☆مسیح و مہدی کی جماعت میں ہونا تب فائدہ دے گا کہ پاک تبدیلی کے ساتھ خدا کے حضور جھکنے والے ہوں۔

☆قبول احمدیت کے بعد ڈرتے ڈرتے زندگی گزارنی چاہئے کہ کسی حکم کی نافرمانی نہ ہو۔

☆قرآن کریم کے 700 احکام ہیں۔ جب انسان کسی چھوٹے حکم کو چھوڑتا ہے تو آہستہ آہستہ بڑے حکموں کو چھوڑنے لگتا ہے۔

☆ہر احمدی کو یہ احساس ہونا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب ہے تو آپ کی تعلیم پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔

☆ابتدائی احمدیوں نے اللہ کی راہ میں ماریں کھائیں اور تکالیف اٹھائیں۔ آج بھی قربانیوں کی روح دنیائے احمدیت میں قائم ہے۔

☆ہر انڈونیشین احمدی اس بات کا گواہ ہے کہ ابتلاء ان کے جذبۂ ایمان میں کوئی لغزش نہیں لاسکے۔

☆یہ ابتلاء عارضی ہے۔ آپ حضرت مسیح موعود کی جماعت ہیں۔ خدا آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

ہدایات و نصائح

نیشنل مجلس عاملہ سنگاپور سے خطاب

سنگاپور کے جماعتی عہدیداران سے مشترکہ میٹنگ میں تعارف کے بعد جائزہ کے ساتھ ساتھ تفصیلی ہدایات فرمائیں۔ ہدایات کے اہم نکات حسب ذیل ہیں:۔

☆ملک یا جماعت کی حلقہ وار تقسیم کر کے لوکل صدر اور ان کی عاملہ بنائی جائے اسی طرح ہر سطح کی تجنید تیار کی جائے۔

☆مالی قربانیوں کے سلسلہ میں نظام وصیت اور دیگر جماعتی چندوں میں شامل ہونے والوں کی تعداد اور ان کی قربانی کے معیار میں اضافہ کیا جائے۔ چندہ کم یا نہ دے سکنے والے اجازت لیں۔

☆حکومتی ممبرز اور اپوزیشن دونوں سے رابطے ضروری ہیں۔ ہر ایک کو اچھے تعلقات کے ساتھ پیغام پہنچانا ہے۔ ہم کوئی پولیٹیکل آرگنائزیشن نہیں ہیں اس لئے سب کے ساتھ اچھے رابطے کر کے دعوت الی اللہ کریں۔

☆دعوت الی اللہ کی پلاننگ ہونی چاہئے۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ کس نے احمدیت میں داخل ہونا ہے۔ اس لئے ہر ایک سے ذاتی رابطے کریں اور مل کر سوچیں کہ ہم نے کس طرح دعوت الی اللہ کرنی ہے۔

☆ہمسایوں کے ساتھ ایسے رابطے اور تعلقات ہوں کہ انہیں احمدیوں اور دوسروں میں فرق معلوم ہو جائے۔

☆قیمت کم کر کے کتب کو مختلف سٹالز کے ذریعہ پھیلائیں اسی طرح بیت الذکر کے علاوہ آپ مشن ہاؤس بنائیں اور جماعتی جائیدادوں کا ریکارڈ رکھیں۔

☆دینی و دنیوی تعلیم کے لحاظ سے طلباء و طالبات کی نگرانی و رہنمائی رکھیں اور تفصیل اپنے پاس رکھیں کہ کالج اور یونیورسٹی میں کتنے کتنے طالب علم ہیں۔ احمدی طلباء کو ہائر ایجوکیشن حاصل کرنی چاہئے۔

☆جماعت کی لسٹ بنائیں۔ آپ کے پاس وسائل ہیں۔ ملک چھوٹا ہے ہر ایک سے رابطہ آسان ہے۔ آپ محنت کریں تو دوسری جماعتوں کے لئے نمونہ بن سکتے ہیں۔

☆2008ء تک چندہ دہندگان کا نصف حصہ نظام وصیت میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔

☆جو بیعت میں آتے ہیں ان کے لئے تو تربیتی پروگرام بن رہے ہیں مگر جو بیعت میں نہیں آتے ان کے لئے بھی پروگرام بنائیں۔ ایسے لوگوں سے رابطہ کریں جن کے آباء و اجداد احمدی تھے اور رابطے مستقل رکھیں۔

نیشنل مجلس عاملہ ملائشیا سے خطاب

حضور انور نے دعا اور تعارف کے بعد باری باری تمام شعبوں کا جائزہ لیا اور ہدایات دیں۔

☆جماعتوں کی تعداد، ان کی تجنید اور باہمی فاصلوں کے پیش نظر انتظامی نصائح فرمائیں۔

☆"ہیومینٹی فرسٹ" کی رجسٹریشن کروائیں اور جائزہ لیں کہ اس کے ذریعہ کیا کام ہو سکتا ہے۔

☆بیوت الذکر، مربیان اور معلمین کے بارے استفسارات کے بعد فرمایا کہ جہاں تین احمدی ہیں وہاں جماعت قائم ہونی چاہئے۔ مشکل ہو تو قریبی جماعت سے ان کا رابطہ کیا جائے۔

☆جنرل سیکرٹری ہر ماہ ہر جماعت سے رپورٹ لیں جس سے ان کی مساعی اور پراگرس کا علم ہوگا۔ مربی انچارج جماعتوں کو باقاعدہ رپورٹ بھجنے کی تاکید کریں۔

☆دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں انفرادی و ذاتی رابطے بڑھائیں اور اپنے دائرہ میں پیغام حق پہنچائیں۔

☆چندوں کے معیار کو بڑھائیں اور نظام وصیت میں شامل کریں۔

☆احمدی طلباء کا خیال رکھیں اور غریب طلباء جو یونیورسٹی جاتے ہیں ان کی مدد کا جائزہ لیتے رہیں۔

دیگر ممالک کے عہدیداران کو نصائح

فلپائن، کمبوڈیا، پاپوا نیوگنی اور تھائی لینڈ سے آئے ہوئے جماعتی عہدیداران سے میٹنگ ہوئی۔ دعا اور تعارف کے بعد جائزہ لیتے ہوئے ان کو قیمتی نصائح سے نوازا۔

☆فرمایا کہ میں سنگاپور اور ملائشیا کی عاملہ کو ہدایات دے چکا ہوں اس کے مطابق آپ بھی پروگرام بنائیں اور اپنے اپنے ملک میں کام کریں۔

☆فلپائن کے مربی صاحب کو فرمایا کہ اردو زبان بھولنا نہیں۔ حضرت مسیح موعود کی کتب باقاعدہ پڑھتے رہیں اور الفضل دیکھتے رہیں تو اردو زبان نہیں بھولے گی۔

☆کمبوڈیا کے مربی انچارج سے فرمایا کہ گزشتہ سالوں کے نو مبائعین سے رابطے بحال کریں اور ان کو نظام جماعت کا حصہ بنائیں۔ چاروں آئے ہوئے معلمین کو بھی یہی تاکید فرمائی۔

☆پاپوا نیوگنی کے صدر و مربی انچارج کو نو مبائعین سے رابطوں کی تاکید فرمائی۔ اسی طرح تھائی لینڈ کے صدر جماعت کو ساری جماعتوں سے مسلسل رابطہ رکھنے کا ارشاد فرمایا۔

عاملہ انصار اللہ سنگاپور سے میٹنگ

دعا کے بعد تمام قائدین سے باری باری تعارف کے ساتھ ساتھ جائزہ لیا اور ہدایات سے نوازا۔

☆صف اول اور صف دوم کے متعلق وضاحت کے بعد فرمایا کہ صف دوم والے سیر، سائیکلنگ اور کھیلوں کے پروگرام بنائیں۔

☆چندوں کا جائزہ لیا اور دعوت الی اللہ کے متعلق فرمایا کہ سیکرٹری دعوت الی اللہ کو جو ہدایات دی ہیں ان کی روشنی میں آپ بھی منصوبہ بندی کریں۔

☆تعلیم و تربیت کے لحاظ سے اپنے بچوں کی طرف خاص توجہ دیں وہ نمازوں کے پابند ہوں اور حضرت مسیح موعود کی کسی کتاب کا حصہ مقرر کر کے انصار کا امتحان لیں۔

☆رپورٹ باقاعدہ بھیجنے اور اشاعت کے کام کو منظم کرنے کی ہدایات فرمائی۔

نیشنل مجلس عاملہ انڈونیشیا سے میٹنگ

8/اپریل 2006ء

دعا اور ممبران سے تعارف کے بعد تمام شعبوں کا جائزہ لیا اور ہدایات سے نوازا۔

☆دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں تفصیلاً حالات معلوم کر کے انتظامی نصائح فرمائیں کہ جہاں مخالفت ہوئی ہے وہاں سمجھدار شرفاء لوگوں سے ذاتی رابطے کر کے غلط فہمیاں دور کریں اور بتائیں کہ ہم فساد نہیں کرتے۔

☆دیہاتی علاقوں میں رابطوں پر زور دیا اور گزشتہ دس سال کے مبائعین سے رابطوں کا جائزہ لیا اور فرمایا کہ ان کو واپس لانے کی کوشش کریں۔

☆لٹریچر اور جماعتی خدمات کے تذکرے پر مشتمل ڈسک میں اعتراضات کے جواب میں شامل کرنے کی تاکید کے ساتھ ہدایت فرمائی کہ ہر گاؤں، علاقہ اور ایریا میں ٹیمیں تیار کریں جو ذاتی تعلقات بنا کر غلط فہمیاں دور کریں۔

☆انڈونیشیا میں انشاء اللہ Break Through ہوگا۔ احمدیوں کو ٹرینڈ کریں وہ مستقبل کے اساتذہ بنیں تا کہ کثرت سے آنے والوں کی تربیت کر سکیں۔

☆جماعتی چندوں خصوصاً نظام وصیت میں شمولیت کا جائزہ لے کر معیار بلند کرنے کی نصیحت فرمائی۔

☆نماز اور مالی قربانی میں ترقی کے لئے احباب کا روحانی معیار بلند کریں۔

☆ایک جیسے حالات میں احمدیوں کی فصلیں دوسروں سے کئی گنا اچھی ہونا علامت ہے کہ آپ کی قربانیاں مقبول ہیں۔ جتنا بہتر کریں گے اتنی برکت زیادہ ہوگی۔

☆جماعتی نظام اور ذیلی تنظیمیں دونوں فعال ہوں تو جماعت کئی گنا ترقی کرتی ہے اور جماعت کا قدم غیر معمولی طور پر آگے بڑھتا ہے۔

☆جماعت کے سیکرٹری مال جماعتی چندے اور ذیلی تنظیموں کے عہدیدار اپنے چندے جمع کرنے کے پابند ہیں۔ ذیلی تنظیمیں براہ راست خلیفہ وقت کے ماتحت ہیں۔

☆ہر جماعت باقاعدہ نمازوں میں حاضری کی رپورٹ بھیجے۔

☆صدر صاحب خدام الاحمدیہ ہر مجلس میں انتخاب کرائیں اور وہاں قائدین مقرر کریں۔ عاملہ بنائیں۔ اگر کسی جگہ موزوں خادم نہیں تو دوسری قریبی مجلس سے ملحق کریں۔ نمازوں کی حاضری آنی چاہئے۔

☆احباب جماعت کھل کر دعوت الی اللہ نہیں کر سکتے تو اپنی تربیت کرنے میں تو کوئی روک نہیں۔ مربیان بھی اس طرف توجہ دیں۔ جب تک فیڈ بیک نہ ہو نتائج کا پتہ نہیں چل سکتا۔ انصار بھی تربیت کے پروگرام بنائیں اور نوجوانوں کے لئے مثال بنیں۔

☆882 واقفین نو میں سے 164 کی عمر پندرہ سال سے زیادہ ہے جن میں سے 60 نے مربی اور 30 نے ڈاکٹر بننا ہے۔ کمیٹی ان کو گائیڈ کرتی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ کمیٹی سلیبس تیار کرے تا کہ بیس بائیس سال تک ہر واقف نو کو قرآن کریم کا ترجمہ آ جائے۔ کم از کم سو احادیث اور حضرت مسیح موعود کی کتب سے کچھ حصے آ جائیں۔

☆جنہوں نے اپنی زندگی وقف کی ہے ان کو تو مال کے بارہ میں نہیں سوچنا چاہئے۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ کو تاکید فرمائی کہ ابھی سے جائزہ لیں کہ آنے والے طلباء کو کس طرح سنبھالیں گے۔

☆جماعتی جائیدادیں بڑھانے اور ان کی حفاظت کے متعلق انتظامی ہدایات ارشاد فرمائیں۔

سنگاپور، انڈونیشیا اور ملائشیا کے واقفین نو کو ہدایات

9/اپریل 2006ء

ایک ڈاکٹر بننے والے واقف نو بچے کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ جب آپ ڈاکٹر بن جائیں تو پھر آپ انڈونیشیا نہیں رہیں گے۔ جہاں جماعت کو ضرورت ہوگی وہاں بھجوائے گی۔ افریقہ میں بھی ضرورت ہو سکتی ہے۔ اس پر طالب علم نے جواب دیا: "حضور جہاں چاہیں بھجوائیں"۔

☆تینوں ملکوں کے سیکرٹریان وقف نو کو ہدایات سے نوازا۔

مربیان و معلمین کو ہدایات

☆سنگاپور، ملائشیا، انڈونیشیا، کمبوڈیا اور پاپوا نیوگنی کے مربیان و معلمین کی اجتماعی میٹنگ میں دعا کے بعد فرمایا:

☆دعوت الی اللہ کے کاموں میں جماعتوں کی رہنمائی کریں۔ براہ راست Involve نہ ہوں۔ لیکن متعلقہ شعبوں اور داعیان الی اللہ کی رہنمائی کریں۔

☆مجلس شوریٰ میں Outline بن جاتی ہے۔ پھر تفصیلات طے کرنا مربیان کا کام ہے۔ ٹیمیں بنائیں جو لوگوں سے رابطے کریں اور آپ ان کی رہنمائی کریں۔

مطلع الشمس کا سفر کرنے والے دوسرے خلیفة المسیح

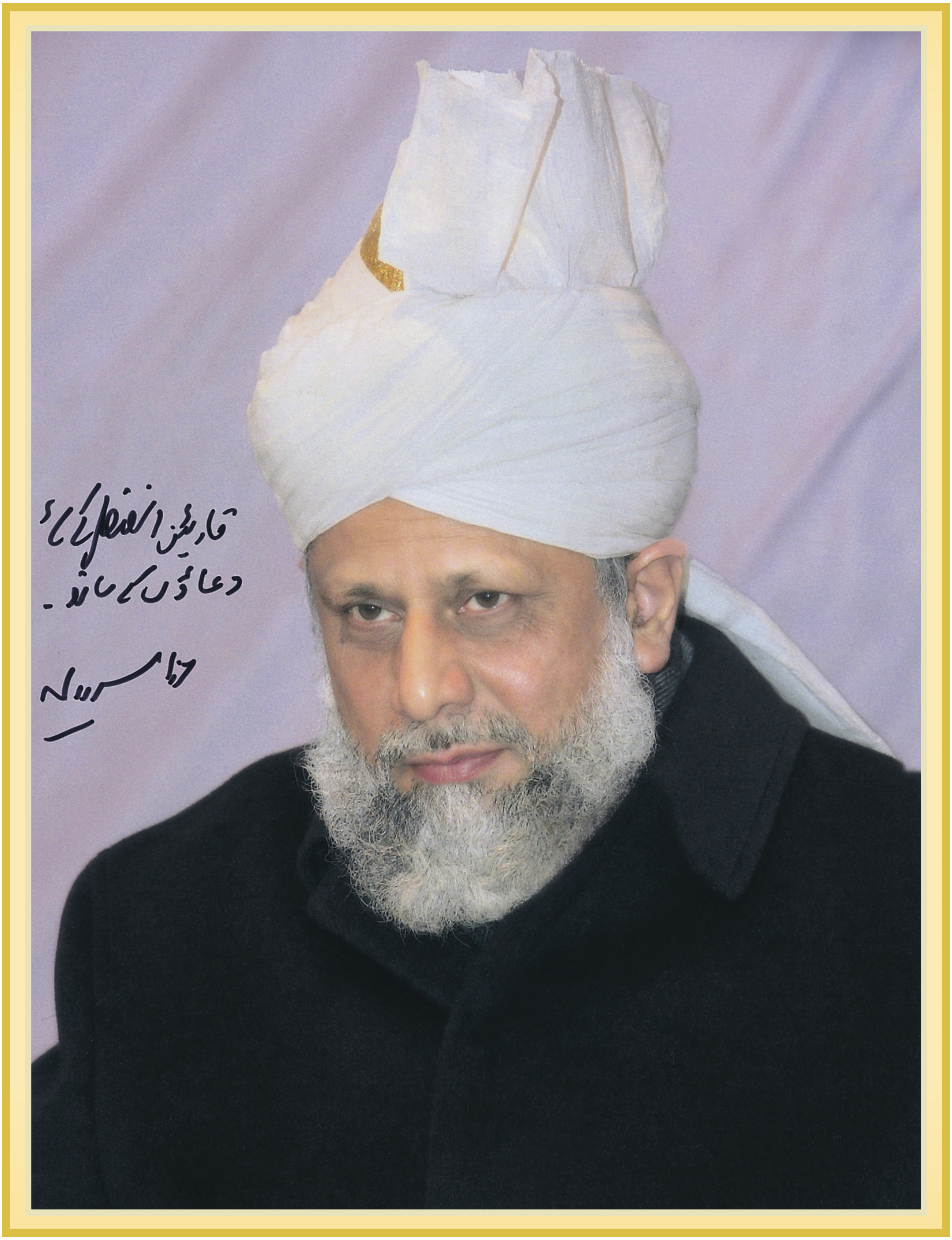

جو اس کی راہ میں اٹھے وہ قدم مبارک ہو — جو اس کے نام پہ ہو اس سفر کا کیا کہنا
جو قلب و جاں میں دیئے پیار کے جلاتی ہو — محبتوں سے بھری اس نظر کا کیا کہنا

☆Active داعیان الی اللہ چنے جائیں۔ جنہوں نے کوئی رابطے نہیں کئے ان کے نام کاٹ دیں۔ مجھے بتانا چاہئے کہ کتنے داعیان Active ہیں۔ پھل نہیں مل رہا تو یہ پتہ ہونا چاہئے کہ کتنے لوگوں سے رابطہ ہے۔

☆یہ تھکنے والی بات نہیں ہے مسلسل جدوجہد اور کوشش کی ضرورت ہے۔ زیر دعوت کا علم ہونا چاہئے کہ اس میں دلچسپی ہے یا نہیں اس کے مطابق حکمت سے آگے بڑھیں۔

☆حالات دیکھ کر احباب کو دعوت الی اللہ کے بارے میں رہنمائی کریں۔

☆لٹریچر ہے۔ بروشر ہیں پمفلٹ اور کتب ہیں لوگ ان میں دلچسپی لیتے ہیں۔

☆ذاتی رابطے اور تعلقات بڑھیں گے اور غلط فہمیاں دور ہوں گی تو پھر گرم لوہے کو جس طرح چاہیں موڑلیں۔

☆جو لوگ پیچھے ہٹ گئے ہیں ان سے رابطے بحال کریں۔ نومبائعین کو جماعت کے نظام میں لائیں۔

☆تربیت کے موضوع پر مہینہ میں ایک بار خطبہ دیں اور تعلیمات کے ساتھ بزرگوں کے عملی نمونے بیان کریں۔

☆نئی جماعتوں میں زیادہ دورے کریں۔ ہر چھٹا خطبہ مالی قربانی پر دینا چاہئے۔

☆چوتھا پانچواں خطبہ پانچ وقت کی نمازوں کی اہمیت پر دینا چاہئے۔

☆آپ ذیلی تنظیموں میں دخل اندازی تو نہیں کرسکتے لیکن رہنمائی کر سکتے ہیں۔

☆مربی مالی طور پر Involve نہیں ہوتے۔ سوائے اس کے کہ امیر صاحب کوئی ڈیوٹی سپرد کریں۔ اس صورت میں عاملہ کو پتہ ہونا چاہئے کہ فلاں کام مربی کے سپرد ہوا ہے۔

☆اگر دیکھیں کہ اخراجات صحیح خرچ نہیں ہو رہے تو امیر جماعت کو یا مرکز کو اطلاع کریں۔

☆کمبوڈیا کے حالات مختلف ہیں وہاں سارا کام مربی نے ہی سنبھالنا ہے۔ آپ سارا حساب رکھیں اور ایک ایک پائی کا حساب رکھیں۔ غلطی ہوئی تو پھر گرفت ہوگی۔

☆فقہی امور کے بارے میں جواب نہیں دینا بلکہ مجلس افتاء سے جواب لینا ہے۔

☆کوئی ایسا کام جو پالیسی میٹرز (Policy Matters) سے تعلق رکھتا ہے۔ بغیر نیشنل امیر کے مشورہ کے کوئی قدم نہیں اٹھانا۔ کسی دوسرے فریق کو چیلنج دینا مربی کا کام نہیں۔

☆حالات کے مطابق خود راستے تلاش کریں۔ پرانے احمدیوں کی بھی تربیت کرنی ہے اور نئے آنے والوں کی بھی تربیت کرنی ہے۔

نیشنل مجالس عاملہ خدام الاحمدیہ کو ہدایات

☆سنگاپور، ملائشیا اور انڈونیشیا کی نیشنل مجالس عاملہ خدام الاحمدیہ کے ساتھ اجتماعی ملاقاتیں ہوئیں اور سب کو ہدایات سے نوازا۔

☆انڈونیشیا۔ عہدیداران سے تعارف کے بعد ان کے کام کا جائزہ لیا اور ہدایات دیں۔ گزشتہ سال کی بیعتوں کا جائزہ لے کر فرمایا کہ ان سے مستقل رابطہ رکھیں۔

☆تربیت کے متعلق فرمایا کہ پروگرام بنائیں۔ کلاسز منعقد کریں۔ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کا جائزہ لیں کہ سب ان کے باقاعدہ پابند ہوں

☆انڈونیشیا میں خدام الاحمدیہ کے رسالہ کا جائزہ لے کر ہدایات دیں۔

☆سنگاپور۔ شعبہ وار جائزہ لے کر ہدایات دیں اور نصائح سے نوازا۔

☆فرمایا کہ ماہانہ رپورٹ باقاعدگی سے مجھے بھجوائیں۔

☆ذاتی رابطہ کر کے چندوں میں سب کو شامل کریں اور معیار بڑھائیں۔

☆دعوت الی اللہ اور تربیت کے متعلق پروگرام بنا کر مسلسل رابطے رکھیں۔

☆نمازوں کا خاص خیال کریں۔ نماز سنٹر بنائیں اور اطفال کی بھی باقاعدہ میٹنگز کریں۔

☆خدام ہسپتالوں کا وزٹ کریں اور بوڑھوں کا حال پوچھیں انہیں تحائف دیں۔

☆وقار عمل اور کھیلوں کی طرف توجہ دیں اور ماحول میں صفائی رکھیں۔

☆ملائشیا۔ تجنید اور مجالس کا جائزہ لے کر فرمایا ریکارڈ مکمل ہونا چاہئے۔

☆خدام کو بزنس میں جانے کی بجائے مزید تعلیم کے لئے یونیورسٹی جانا چاہئے۔

☆تعلیم اور تربیت کے شعبے الگ الگ خادم کے پاس ہونے چاہئیں۔

☆تربیت کی کلاسز ہونی چاہئیں اور جائزہ لیا جائے کہ خدام نمازوں کے پابند اور روزانہ تلاوت کرنے والے ہیں۔

☆حضرت مسیح موعود کی یا جماعتی کتب کا امتحان لینا چاہئے۔

☆دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں ہدایت فرمائی۔ ہر جگہ نومبائعین سے مسلسل مضبوط رابطہ ہونا چاہئے۔

☆خدام سے مضبوط رابطہ ہونا چاہئے تاکہ وہ احمدی تعلیم کے مطابق شادیاں کریں۔

مربی سنگاپور کی دعوت الی اللہ

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

"آج (دعوت الی اللہ) کا میدان خالی ہے وہ اگر چاہیں تو (دعوت الی اللہ) کے ذریعہ (دین) کی خدمت کر سکتے ہیں۔ آخر ہمارے نوجوان بھی (دعوت الی اللہ) کے لئے باہر جاتے ہیں وہ بھی جا سکتے ہیں۔ بعض جگہوں پر ہمارے نوجوانوں نے جو کام کیا ہے اسے دیکھ کر لطف آتا ہے۔ میرے ایک عزیز جو کرنل ہیں سنگاپور میں تھے۔ ہم نے سنگاپور میں اپنا (مربی) بھیجا اور اسے کہا جاؤ جس طرح بھی ہو سکے (دعوت الی اللہ) کرو۔ وہ کہیں (دعوت الی اللہ) کر رہا تھا کہ کسی نے اسے مارا وہ زخمی ہوا اور اتنا زخمی ہوا کہ کچھ دنوں کے بعد اس کے زخموں میں کیڑے پڑ گئے۔ میرے اس عزیز نے بتایا کہ میں اسے اپنے پاس لے گیا اور زخموں کا علاج کر کے واپس کیا۔ میں نے اس سے کہا تم یہاں کیوں آئے ہو اور اس قسم کے علاقہ میں تمہارا کیا کام ہے۔ تو اس نے جواب دیا اگر ہم (دعوت الی اللہ) نہیں کریں گے تو یہ ہوگی کس طرح۔ بہر حال کام کرنے والے کام کرتے ہیں"۔

(خطبات محمود (عید الفطر) جلد اول ص 435)

حضور کے اس ارشاد میں مکرم محترم مولانا غلام حسین صاحب ایاز (1959ء) پر قاتلانہ حملہ کا ذکر ہے۔ حضور نے اپنے جن عزیز کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ حضور کے برادر نسبتی ڈاکٹر کرنل تقی الدین احمد صاحب ابن حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب ہیں۔ مکرم کرنل تقی الدین احمد صاحب لکھتے ہیں:۔

"یہ 1939ء کے اواخر یا شروع 1940ء کا واقعہ ہے۔ جب میں فوج کے ساتھ سنگاپور سٹاف آفیسر تھا۔...... میں ان کی طرف نماز جمعہ کے لئے گیا تھا۔ جب لوگ ان کے خلاف بہت تھے میں یونیفارم میں اور غالباً ملٹری جیپ میں تھا۔ میرے آنے سے لوگ خوفزدہ ہو کر چلے گئے اور آئندہ کے لئے بھی میں نے ان کو دھمکایا اور (مربی) صاحب کے خاطر خواہ علاج کا انتظام کیا اور اس کے بعد باقاعدگی سے جمعہ کے لئے جانا ہوا اور بعض دوسرے احباب بھی آنے لگے اور (مربی) صاحب کے لئے امن ہو گیا اور اس کے بعد کسی نے ان پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت نہ کی"۔

(خطبات محمود (عید الفطر) جلد اول ص 438)

براعظم آسٹریلیا

تاریخ۔طرز حکومت۔حکمران

سرکاری نام:

فیڈریشن آف آسٹریلیا (Federation of Australia)

وجہ تسمیہ:

یہ لاطینی لفظ ''آسٹرالس'' (Australis) سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں ''جنوبی زمین''

محل وقوع:

جنوب مغربی بحرالکاہل

حدود اربعہ:

اس کے شمال میں تیمور اور آرافوراسمندر، مشرق میں بحیرہ کورل اور بحیرہ تسمانیہ اور مغرب میں بحر ہند واقع ہیں۔

ہمسایہ ممالک:

شمال میں انڈونیشیا اور پاپوا نیوگنی، مشرق میں سولومن جزائر اور فجی، جنوب مشرق میں 1800 کلو میٹر کی دوری پر نیوزی لینڈ ہیں، آسٹریلیا ایشیا کے جنوب مشرق میں ہے۔

جغرافیائی صورتحال:

آسٹریلیا نصف کرہ جنوبی میں واقع ایک الگ براعظم اور ایک بڑا جزیرہ ہے۔ یہ رقبے کے لحاظ سے دنیا کا چھٹا بڑا ملک ہے۔ اس کی مشرق سے مغرب لمبائی 4025 کلومیٹر اور شمال سے جنوب تک چوڑائی 3700 کلومیٹر ہے۔ اس کا دوتہائی رقبہ مغربی صحرا اور نیم صحراء پر مشتمل ہے۔ ملک میں بے شمار چھوٹے چھوٹے پہاڑ واقع ہیں۔ آسٹریلیا کے بڑے اور لمبے دریا مرئے اور ڈارلنگ ہیں۔ ساحل کی لمبائی 25760 کلومیٹر ہے۔

رقبہ:

7,682,300 مربع کلومیٹر

آبادی:

ایک کروڑ 88 لاکھ نفوس (2000ء)

دارالحکومت:

کینبرا Canberra (4 لاکھ)

بلندترین مقام:

ماؤنٹ کاسیکوسکو (2230 میٹر)

بڑے شہر:

سڈنی۔ ملبورن۔ برسبین۔ ایڈی لیڈ۔ پرتھ۔ نیوکاسل۔ ڈارون۔ کیرنز۔ ماؤنٹ عیسیٰ۔ ہوبرٹ

سرکاری زبان:

انگریزی (اطالوی۔ یونانی)

مذاہب:

عیسائیت (اینگلیکن 26 فیصد۔ رومن کیتھولک 25 فیصد۔ پروٹسٹنٹ 25 فیصد)

اہم نسلی گروپ:

برطانوی یورپی 95 فیصد۔ ایشیائی 4 فیصد۔ دیگر ایک فیصد

یوم آزادی و یوم وفاق:

یکم جنوری 1901ء

رکنیت اقوام متحدہ:

یکم نومبر 1945ء

کرنسی یونٹ:

آسٹریلین ڈالر=100 سینٹ (ریزرو بینک آف آسٹریلیا 1911ء)

انتظامی تقسیم:

6 ریاستیں۔ 2 علاقے

موسم:

گرم۔ خشک اور مرطوب ہوتا ہے۔ اندرونی علاقوں میں بارشیں کم ہوتی ہیں۔

اہم زرعی پیداوار:

گندم۔ جو۔ گنا۔ غلہ۔ پھل اور سبزیاں (بھیڑیں۔ سؤر)

اہم صنعتیں:

فولاد۔ ایلومینیم۔ گاڑیاں۔ پارچہ بافی۔ مشینری۔ سیاحت۔ اون۔ گوشت کی پیکنگ

اہم معدنیات:

خام لوہا۔ کوئلہ۔ باکسائٹ۔ تانبا۔ سونا۔ چاندی۔ قلعی۔ یورینیم۔ پٹرولیم۔ گیس۔ ہیرے۔ جست۔ سیسہ

مواصلات:

قومی فضائی کمپنی ''Qantas آسٹریلین ایئر لائنز'' (441 ہوائی اڈے)۔ سڈنی۔ ملبورن۔ نیو کاسل۔ پورٹ کیمبلا۔ فریمانٹل۔ گیلانگ۔ 6 بڑی بندرگاہیں۔

تاریخ

آسٹریلیا کو خوش بختی کی سرزمین بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں سب سے پہلے جو لوگ آکر آباد ہوئے وہ غالباً تسمانین تھے جو کہ 40 ہزار سال قبل جنوبی ایشیا سے ہجرت کر کے تسمانیہ (Tasmania) میں آباد ہوئے۔

10 ویں صدی عیسوی میں پہلا مسلمان یہاں تجارت کی غرض سے پہنچا۔ 14 ویں صدی عیسوی میں مسلمان باشندے آسٹریلیا کے شمالی ساحل کی طرف آباد ہونا شروع ہوئے جس پر عرب تاجروں کو کنٹرول حاصل تھا۔

آسٹریلیا میں سب سے پہلے سیاحت یورپی اقوام نے 17 ویں صدی عیسوی میں کی۔ 18 ویں صدی عیسوی کے شروع میں ولندیزی یہاں آئے اور انہوں نے اسے نیو ہالینڈ کا نام دیا۔ 20/ اپریل 1770ء کو کیپٹن جیمز کک (Cook) نے برطانیہ عظمیٰ کی طرف سے آسٹریلیا کے مشرقی ساحل پر قبضہ کیا۔ اس وقت یہاں مختلف وحشی قبائل آباد تھے۔

1786ء میں برطانوی آبادکاروں نے نیوساؤتھ ویلز کے مقام پر پہلی آبادی قائم کی۔ برطانیہ نے اپنی تجارتی چوکیاں قائم کرنی شروع کیں۔ اپنے فوجی اور حکومتی افسر یہاں آباد کئے۔ 1819ء میں پورا براعظم آسٹریلیا برطانیہ کے قبضے میں آگیا۔ برطانیہ نے 1825ء میں تسمانیہ، 1829ء میں مغربی آسٹریلیا، 1834ء میں جنوبی آسٹریلیا اور 1851ء میں کوئنز لینڈ کی کالونیاں قائم کیں۔ اس طرح کسی یورپی قوم کو اس طرف آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ 1830ء میں برطانیہ نے یہاں بغیر کسی اجازت یا ویزہ کے آباد ہونے کی اجازت دے دی۔ 1851ء میں وکٹوریہ میں سونا دریافت ہوا جس سے تارکین وطن بڑی تعداد میں یہاں آئے۔

1876ء میں برطانیہ نے تسمانین باشندوں کو یہاں سے نکال دیا۔ ان کی جگہ یورپی، برطانوی اور آئرش نسل کے لوگوں کو آباد کیا گیا۔ یکم جنوری 1901ء کو چھ کالونیوں نے نیوساؤتھ ویلز، وکٹوریہ، کوئنز لینڈ، جنوبی آسٹریلیا، مغربی آسٹریلیا اور تسمانیہ کے ادغام سے دولت مشترکہ آسٹریلیا کا قیام عمل میں آیا اور یہ دولت مشترکہ کے اندر ایک آزاد ملک بنا۔ ایک وفاقی آئین تشکیل پایا اور قومی پرچم رائج ہوا۔ سر ایڈمنڈ بارٹن آسٹریلیا کے پہلے وزیراعظم بنے۔

1902ء میں عورتوں کو ووٹ دینے کا حق ملا۔ 14 مئی 1907ء کو ملک کے پہلے عام انتخابات منعقد ہوئے۔ 1911ء میں شمالی علاقے کے سوا تمام ریاستیں وفاق میں شامل ہوگئیں۔

پہلی جنگ عظیم (1914-18ء) کے دوران تین لاکھ آسٹریلوی فوجیوں نے برطانیہ کے ساتھ جنگ میں حصہ لیا۔ 2 فروری 1923ء کو وزیراعظم ہیوز سے جبراً استعفیٰ لیا گیا اور سٹینلے بروس نے وزارت عظمیٰ سنبھالی۔

9 مئی 1927ء کو کینبرا آسٹریلیا کا دارالحکومت بنا اور یہاں پارلیمنٹ کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔

1933ء کو مغربی آسٹریلیا نے وفاق سے علیحدگی اختیار کرلی۔ 7 نومبر 1934ء کو ''یونائیٹڈ آسٹریلیا پارٹی'' (UAP) کے جوزف لائیونز وزیراعظم بنے۔

1941ء میں ''آسٹریلیا لیبر پارٹی'' (ALP) اقتدار میں آئی۔ 1942ء میں آسٹریلیا کو جاپانی دھمکی کی وجہ سے اتحادی بحیرہ کورل کی جنگ نہ جیت سکے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران آسٹریلوی فوج نے برطانیہ کے شانہ بشانہ جنگ میں حصہ لیا۔

1949ء میں لبرل اور دوسری جماعتوں کی مخلوط حکومت بنی جس کے وزیراعظم رابرٹ مینز یز تھے۔

1954ء میں آسٹریلیا (SEATO) کا رکن بنا۔

2 دسمبر 1972ء کو آسٹریلین لیبر پارٹی انتخابات میں کامیاب ہوئی۔ 5 دسمبر کو پارٹی لیڈر گف وٹلیم وزیراعظم بنے۔ 1973ء میں نسلی تعصب کی حکمت عملی کے خاتمہ کی وجہ سے تین ملین یورپی جن میں آدھے برطانوی تھے۔ 1945ء سے اب تک آسٹریلیا میں داخل ہو چکے تھے۔

11 نومبر 1975ء کو گورنر جنرل نے وزیراعظم وٹلیم کو برطرف کردیا۔ 13 دسمبر کو عام انتخابات ہوئے جن میں میلکم فراسر (پ 21 مئی 1930ء) وزیراعظم منتخب ہوگئے۔ یکم جولائی 1978ء کو شمالی علاقے کو محدود خودمختاری دے دی گئی۔ اسی سال جواہرات کے ذخائر دریافت ہوئے۔ 1980ء میں وزیراعظم فراسر نے امریکہ کو پرتھ (Perth) کے نزدیک کاک برن ساؤنڈ کا بحری اڈا دے دیا۔

18/ اکتوبر 1980ء کو فراسر کی جماعت پارلیمانی انتخاب جیت گئی۔ 1983ء کے انتخابات میں لیبر پارٹی کو کامیابی ملی اور رابرٹ ہاک (پ 9 دسمبر 1929ء) وزیراعظم بنے۔ دسمبر 1984ء، جولائی 1987ء اور مارچ 1990ء کے انتخابات میں لیبر پارٹی نے اپنی اکثریت برقرار رکھی۔ 1986ء میں آسٹریلیا ایکٹ کے تحت ملکہ برطانیہ ایلزبتھ کی سربراہی میں آسٹریلیا کو مکمل قانونی آزادی دے دی گئی۔

16 فروری 1989ء کو ولیم ہائیڈن گورنر جنرل بنے۔ 20 دسمبر 1991ء کو پال کیٹنگ (پ 18 جنوری 1944ء) وزیراعظم مقرر ہوئے۔ مارچ 1993ء کے انتخابات میں کیٹنگ کی جماعت نے دوبارہ کامیابی حاصل کی۔ حالانکہ ملک میں اقتصادی بحران جاری تھا۔

15 فروری 1996ء کو ولیم ڈین نے گورنر جنرل کا عہدہ سنبھالا۔ 2 مارچ 1996ء کو عام انتخابات ہوئے۔ اپوزیشن جماعت لبرل پارٹی اور نیشنل پارٹی کے اتحاد کو 13 سال کے بعد کامیابی حاصل ہوئی۔ 11 مارچ کو کنزرویٹو پارٹی کے جان ہاورڈ (پ 26 جولائی 1939ء) آسٹریلیا کے 25 ویں منتخب وزیراعظم بن گئے۔ اس طرح لیبر پارٹی کا 13 سالہ دور ختم ہوا۔

12 فروری 1998ء کو ایک تاریخی کنونشن کے

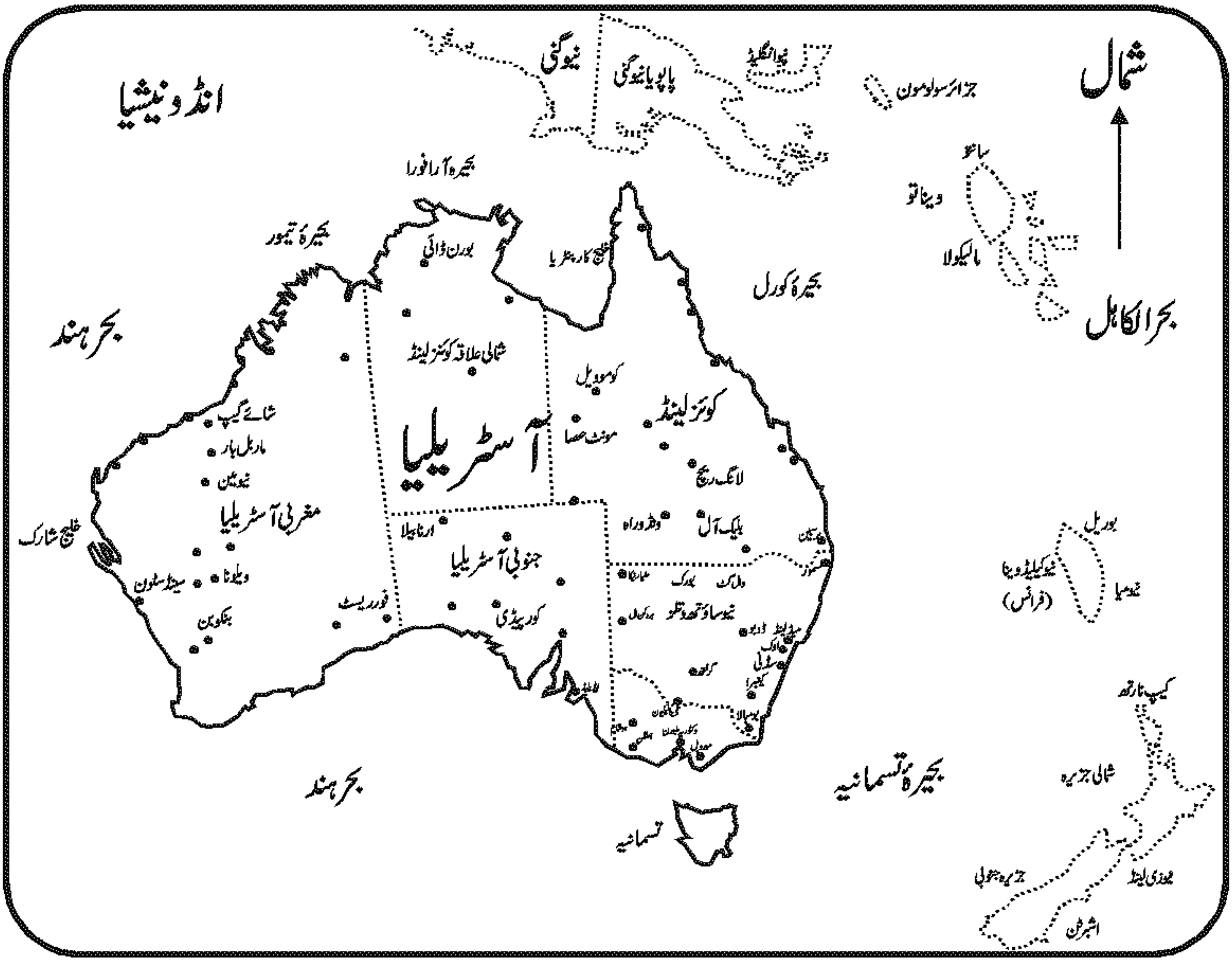

دوران پارلیمنٹ نے ملک کو جمہوریہ کا درجہ دینے کے لئے یکم جنوری 2001ء کو ریفرنڈم کروانے کی منظوری دے دی۔ 3/اکتوبر 1998ء کو انتخابات میں ہاورڈ نے کامیابی حاصل کی۔ 13/اکتوبر کو آسٹریلیا نے اپنے فوجی دستے مشرقی تیمور روانہ کئے۔ 6 نومبر 1999ء کو آسٹریلیا کو جمہوریہ بنانے کے لئے ریفرنڈم ہوا۔ عوام نے ملکہ الزبتھ کو آئینی سربراہ برقرار رکھنے اور جمہوریہ کو مسترد کردیا۔ 15 ستمبر 2000ء کو سڈنی میں 27ویں اولمپکس مقابلے شروع ہوئے۔

طرز حکومت

آسٹریلیا ایک فیڈریشن ہے جہاں آئینی بادشاہت اور برطانوی طرز کی پارلیمانی جمہوریت قائم ہے۔ ملکہ الزبتھ دوم ریاست کی سربراہ مملکت (ہیڈ آف سٹیٹ) اور مسلح افواج کی سپریم کمانڈر ہیں۔ ملکہ کی نمائندگی گورنر جنرل کرتا ہے۔ حکومت کا سربراہ اور تمام انتظامی اختیارات کا مالک وزیراعظم ہے جو پارلیمنٹ میں اکثریتی پارٹی کا لیڈر ہوتا ہے۔ وزیراعظم اپنی کابینہ کا انتخاب خود کرتا ہے۔

قانون سازی کا اختیار دو ایوانی پارلیمنٹ کو حاصل ہے۔ قومی اسمبلی 147 اور سینیٹ 76 ارکان پر مشتمل ہے۔

آسٹریلین لیبر پارٹی (ALP)، آسٹریلین لبرل پارٹی (LP)، آسٹریلین نیشنل پارٹی (ANP) بڑی سیاسی جماعتیں ہیں۔

آسٹریلیا کے وزرائے اعظم

1۔ سرایڈمنڈ برٹن 1901ء تا 1903ء
2۔ الفریڈ ڈیکن 1903ء تا 1904ء
3۔ جان واٹسن 1904ء تا 1904ء
4۔ جارج ریڈ 1904ء تا 1905ء
5۔ الفریڈ ڈیکن 1905ء تا 1908ء
6۔ اینڈریو فشر 1908ء تا 1909ء
7۔ الفریڈ ڈیکن 1909ء تا 1910ء
8۔ اینڈریو فشر 1910ء تا 1913ء
9۔ سرجوزف کک 1913ء تا 1914ء
10۔ اینڈریو فشر 1914ء تا 1915ء
11۔ ولیم مورس ہیوز 1915ء تا 1923ء
12۔ سٹینلے بروس 1923ء تا 1929ء
13۔ جیمز ہنری سکولن 1929ء تا 1932ء
14۔ جوزف لائیونز 1932ء تا 1939ء
15۔ سرارل کرسس پیج 1939ء تا 1939ء
16۔ رابرٹ مینزیز 1939ء تا 1941ء
17۔ آرتھر فیڈن 1941ء تا 1941ء
18۔ جان جوزف کورٹن 1941ء تا 1945ء
19۔ فرانس فورڈ 1945ء تا 1945ء
20۔ جوزف چیفلے 1945ء تا 1949ء
21۔ رابرٹ مینزیز 1949ء تا 1966ء
22۔ ہیرالڈ ہالٹ 1966ء تا 1967ء
23۔ جان میکون 1967ء تا 1968ء
24۔ سرجان گورٹن 1968ء تا 1971ء
25۔ ولیم میکوہن 1971ء تا 1972ء
26۔ گف وٹلہم 1972ء تا 1975ء
27۔ جان میلکولم فراسر 1975ء تا 1983ء
28۔ باب ہاک 1983ء تا 1991ء
29۔ پال کیٹنگ 1991ء تا 1996ء
30۔ جان ہاورڈ 11 مارچ 1996ء

خالد سیف اللہ خان صاحب

آسٹریلیا کے قدیم باشندے

آسٹریلیا کا تعارف یہاں کے قدیمی باشندوں کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ یہ لوگ جنہیں ایبورجنی (ABORIGINES) کہا جاتا ہے۔ کم از کم چالیس ہزار سال سے یہاں رہ رہے ہیں۔ ان کا قصہ جہاں کئی علوم کے ماہرین کے لئے دلچسپی کا حامل ہے وہاں خدا اور اس کے رسولوں کے ماننے والے بھی اس سے کئی دلچسپ نتائج اخذ کر سکتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو بھی اس معاملہ میں بہت دلچسپی تھی چنانچہ آپ نے اپنی کتاب ریویلیشن ...... کے صفحات 217 تا 234 میں ان قدیمی باشندوں کے مذہب اور خدا کے تصور پر خود اپنی اور دوسروں کی تحقیق درج فرمائی ہے۔ سوال و جواب پروگرام منعقدہ 18 نومبر 1994ء کو آپ نے ایک سوال کے جواب میں آدم کی حقیقت، اس کے ارتقائی مراحل اور آسٹریلیا کے قدیم لوگوں کے سماجی اور مذہبی حالات پر خوب روشنی ڈالی تھی۔

(روزنامہ الفضل 30 جنوری 2003ء)

موجودہ انسان کوئی ڈیڑھ دو لاکھ سال قبل افریقہ سے اچانک ابھرا۔ ''اچانک'' اس لئے کہ آدمی سے مشابہ کھڑا ہونے اور چلنے والے جس جاندار سے یہ علیحدہ ہوا اس کے اعضاء اور قویٰ اس کے مقابلہ میں بہت کم درجہ کے تھے اور یہ ان سے غیر معمولی طور پر افضل تھا مثلاً آدم کا دماغ اس کے دماغ سے بہت بڑا تھا اور عجیب بات یہ ہے کہ درمیانی منازل غائب تھیں۔ ان کا کہیں نشان نہ ملا جبکہ یہ زبردست تبدیلیاں نہ پہلے کا جاندار آگے منتقل کر سکتا تھا۔ اور نہ وہ از خود پیدا ہو سکتی تھیں۔ بہر حال انسان بہتر غذا اور ٹھکانوں کی تلاش میں افریقہ سے باہر نکلا۔ سائنسدانوں کا خیال تھا کہ وہ پہلے مصر میں آیا اور پھر وہاں سے دنیا میں پھیلا لیکن حال ہی کی تحقیق جو اپنے اپنے طور پر کیمرج یونیورسٹی اور نیشنل یونیورسٹی آسٹریلیا نے کی ہے کے مطابق انسان افریقہ سے نکل کر سب سے پہلے مصر کی بجائے عرب میں آیا تھا اور وہاں سے 56 ہزار سال قبل بحیرہ ہند کے ساحل کے ساتھ چلتے چلتے انڈونیشیا سے ہوتے ہوئے آسٹریلیا پہنچا اور بعد میں دوسرا گروپ (اب سے تیس چالیس ہزار سال قبل) یورپ کی طرف پھیل گیا۔ اب آگے مذہب کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ آج سے قریباً 6155 قمری سال پہلے (آنحضرت ﷺ کی پیدائش سے 4739 قمری سال قبل) وہ آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تھے جو ہمارے نبی کریم ﷺ کے جد امجد تھے۔ غالباً وہ اس گروپ کے لئے مبعوث ہوئے تھے جو مکہ کے ارد گرد عرب ہی میں ٹھہر رہا تھا۔ اسی کو خدا نے عربی زبان سکھائی تھی۔ ابتدائی شریعت دی۔ انہیں کے لئے مکہ میں خدا کا پہلا گھر تعمیر ہوا اور چونکہ ان کی زبان عربی تھی اس لئے دنیا کی سب زبانیں اسی سے نکلیں اور جہاں سے وہ دنیا میں پھیلے تھے وہی بستی ام القریٰ یعنی بستیوں کی ماں کہلائی۔

یہ ابتدائی انسان دنیا کے کئی حصوں میں آباد ہوا، چلّی میں ایسے انسان کے قدموں کے نشان ملے ہیں جو ساڑھے بارہ ہزار سال پہلے وہاں رہتا تھا۔ اور ایک جدید تحقیق یہ بھی کہتی ہے کہ چودہ ہزار سال قبل امریکہ اور برازیل میں آسٹریلیا کے ABORIGINES نسل کے لوگ آباد تھے جس پر آسٹریلیا کے اخباروں نے بڑے فخر سے یہ لکھا تھا کہ امریکہ کے قدیم ترین باسی تو ہم آسٹریلین تھے۔

آسٹریلیا کے ذکر میں ایک انگریز آسٹریلوی پروفیسر کا ذکر بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا جس کو حضرت مسیح موعود سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اور ان کی موت دین حق پر ہوئی۔ ان کا ذکر حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے اپنی کتاب ''ذکر حبیب'' کے صفحات 409 تا 422 میں کیا ہے ان کا اسم گرامی پروفیسر کلیمنٹ ریگ (PROF.CLEMENT WRAIG) تھا۔ آپ ایک مشہور سیاح، ہیئت دان اور لیکچرر تھے۔ آپ کا اصلی وطن انگلستان تھا لیکن آسٹریلیا میں بہت مدت تک گورنمنٹ سروس کرتے رہے۔ بہت غیر متعصب اور انصاف پسند انسان تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ بعد میں نیوزی لینڈ چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔

جن دنوں حضرت مسیح موعود اپنے وصال سے قبل لاہور میں قیام فرما تھے پروفیسر صاحب بھی لاہور آئے ہوئے تھے۔ حضرت مفتی صاحب جن کو دعوت الی اللہ کی ایک قسم کی لو اور دھت لگی ہوئی تھی انہوں نے موقع غنیمت جانا اور اس سے مل کر دعوت الی اللہ کی۔ اس نے حضور سے ملنے کا شوق ظاہر کیا مفتی صاحب نے حضرت مسیح موعود سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے ہنستے ہوئے فرمایا کہ مفتی صاحب تو انگریزوں کو ہی شکار کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس کی اجازت دے دی کہ وہ آکر ملاقات کرے۔ چنانچہ وہ اور اس کی بیوی دو دفعہ حضور کی ملاقات کے لئے احمدیہ بلڈنگ آئے اور بہت سے دلچسپ علمی سوالات کئے جو پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ دوسری ملاقات میں ان کا چھوٹا لڑکا بھی ساتھ تھا۔ پروفیسر صاحب حضور کی ملاقات سے بہت متاثر ہوئے اور کہا کہ مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ کا مذہب سائنس کے مطابق ہے۔ جس پر حضور نے فرمایا کہ اسی لئے تو خدا نے ہمیں بھیجا تا ہم دنیا پر ظاہر کریں کہ مذہب کی کوئی بات سچی اور ثابت شدہ سائنس کے خلاف نہیں۔ حضرت مفتی صاحب لکھتے ہیں:۔

''پروفیسر بعد میں احمدی ہو گیا تھا اور مرتے دم تک اس عقیدہ پر قائم رہا۔ اور اس کے خطوط میرے پاس آتے رہے۔''

(ذکر حبیب صفحہ 422)

بائبل تو آدم سے انسانیت کا آغاز بتاتی ہے جس کو صرف چھ ہزار سال کا ہی عرصہ گزرا ہے جبکہ سائنسی شواہد اس کے خلاف ہیں کیونکہ انسان اس عرصہ سے بہت پہلے کا زمین پر آباد ہے تو پھر کس بات کو سچا سمجھا جائے؟ معلوم ہوتا ہے یہی سوال پروفیسر ریگ کو بھی پریشان کرتا ہوگا کیونکہ وہ تو آسٹریلیا میں رہائش پذیر تھا اور جانتا تھا کہ وہاں کے قدیم باشندے ہمارے آدم سے بہت پہلے کے وہاں رہ رہے ہیں۔ چنانچہ پروفیسر صاحب نے 18 مئی 1908ء کو جو حضرت مسیح موعود سے سوالات پوچھے ان میں امریکہ اور آسٹریلیا کے اصل باشندوں کی بابت بھی پوچھا کہ ''کیا یہ لوگ جو دنیا کے مختلف حصوں امریکہ، آسٹریلیا وغیرہ میں پائے جاتے ہیں یہ اس آدم کی اولاد میں سے ہیں؟

حضرت مسیح موعود نے فرمایا:۔

''ہم اس بات کے قائل نہیں اور نہ ہی اس مسئلہ میں ہم توریت کی پیروی کرتے ہیں کہ چھ سات ہزار سال سے ہی جب سے یہ آدم پیدا ہوا تھا اس دنیا کا آغاز ہوا ہے اور اس سے پہلے کچھ نہ تھا اور خدا گویا معطل تھا اور نہ ہی ہم اس بات کے مدعی ہیں کہ یہ تمام نسل انسانی جو اس وقت دنیا کے مختلف حصوں میں موجود ہیں یہ اسی آخری آدم کی نسل ہے ہم تو اس آدم سے پہلے بھی نسل انسانی کے قائل ہیں جیسا کہ قرآن شریف کے الفاظ سے پتہ لگتا ہے۔ خدا نے یہ فرمایا کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (البقرۃ: 31)

خلیفہ کہتے ہیں جانشین کو۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آدم سے پہلے بھی مخلوق موجود تھی۔ پس امریکہ اور آسٹریلیا وغیرہ کے لوگوں کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس آخری آدم کی اولاد میں سے ہیں یا کسی دوسرے آدم کی اولاد میں سے ہیں۔''

(ملفوظات جلد دہم صفحہ 432)

1989ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع آسٹریلیا کے دورہ پر تشریف لائے تھے تو آسٹریلیا کے قدیم باشندوں کے لیڈر برنم برنم بھی ایک گروپ کے ساتھ حضور کو ملنے آئے تھے۔ وہ ایبورجینز کی اس نسل کے نمائندہ تھے جنہیں مسروقہ نسل (STOLEN GENERATION) کہا جاتا ہے۔ وہ ان ہزاروں بچوں میں سے ایک تھے جن کو حکومت نے ان کے والدین سے زبردستی چھین کر مختلف اداروں اور چرچوں کی کفالت میں دے دیا تھا۔ ان کا ماضی ان سے چھین لیا گیا تھا۔ انہیں عیسائی مذہب اور کلچر سکھایا گیا تھا۔ ان کے والدین اور قبیلوں سے ان کا تعلق منقطع کر دیا گیا اور ان پر طرح طرح کے ظلم کئے گئے۔ برنم برنم 1936ء میں پیدا ہوئے تھے ابھی پانچ ماہ کے تھے کہ گوروں نے زبردستی ان کی والدہ کی گود سے انہیں چھین لیا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں وہاں انسان نہیں بلکہ حیوان سمجھا جاتا تھا۔ رات کے وقت ان کے سامنے بے حیائی کے کام کئے جاتے تھے۔ ان بچوں سے ان کی طاقت سے بڑھ کر سخت کام لئے جاتے بھوکا رکھا جاتا علاج کی سہولت سے بھی محروم رکھا جاتا۔ چنانچہ بہت تھے جو وقت سے پہلے مر جاتے۔

(سڈنی مارننگ ہیرلڈ 24 مئی 1997ء)

برنم برنم 1997ء میں وفات پا گئے تھے۔

گوروں کی آمد سے کم از کم چالیس ہزار سال پہلے سے ایبورجینز آسٹریلیا میں رہتے تھے ان کے مذہب کی بنیاد خوابوں پر ہے جن کے بارہ میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ سچی مبشر رویا نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ یعنی خدا کی طرف سے ملنے والی ہدایت کا آغاز خوابوں کے ذریعہ ہوتا ہے جو ترقی کرتے کرتے شریعت اور ماموریت کے الہام تک پہنچتا ہے۔ ایبورجینز مختلف قبائل میں بٹے ہوئے تھے۔ چھ سو سے زائد زبانیں بولی جاتی تھیں۔ نہ ان کا آپس میں کوئی رابطہ تھا نہ کوئی مشترک زبان تھی لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اس کے باوجود وہ سبھی یہ مانتے تھے کہ کائنات کی ایک طاقت ہے جو رویا کے ذریعہ ہم سے رابطہ رکھتی ہے۔ ان کی خوابوں کا ایک نظام ہے خوابوں کی تاویل کرنے والے ان میں بزرگ موجود ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ خوابوں میں جو پیغام ملتے ہیں وہ مستقبل میں اسی طرح پورے ہوتے ہیں یہ گویا اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا نے کسی بھی قوم اور نسل کو بغیر ہدایت کے نہیں چھوڑا (تفصیل کے لئے دیکھیں حضور کی کتاب اور روزنامہ الفضل 30 جنوری 2003ء) ان کو یقین تھا کہ اس کائنات میں ایک برتر ہستی ہے جو ہر چیز سے پہلے موجود تھی جس نے دنیا کو پیدا کیا اور پھر آسمانوں پر چلی گئی (جس طرح قرآن کہتا ہے کہ خدا نے مخلوقات کو پیدا کیا اور عرش پر قرار فرما ہو گیا یعنی مخلوق سے منزہ جو تنزیہی صفات ہیں ان کے پردہ میں مستور ہو کر اور تشبیہی صفات کو ظاہر کر کے تدبیر امور کائنات فرمانے لگا)۔

یورپین اقوام نے ان سے ملک چھینا۔ جہاں تک ہو سکا ان کو ختم کیا۔ وہ اپنے اپنے قبیلہ کے رسم و رواج کے پابند تھے۔ جنگلوں میں جو کچھ ملتا اسے کھا کر اپنی بھوک مٹاتے بیاہ، شادی اور موت کی رسومات بھی ان میں تھیں۔ باوجود نیم برہنہ رہنے کے ان میں عفّت کا ایک معیار تھا۔ شادی سے پہلے لڑکا لڑکی ایک دوسرے کو چھوتے تو ان کو سزا دی جاتی۔ یہ لوگ نہ تو شراب سے آشنا تھے نہ نشوں کے عادی تھے نہ کوئی جوئے کی لت انہیں تھی اور اب ان کا مذہب عیسائیت تھا۔ چرچ سختی سے نگرانی کرتے ہیں کہ کوئی دوسرا مذہب ان میں نفوذ کرنے نہ پائے۔ منشیات کے عادی ہو چکے ہیں کچھ نہ ملے تو پٹرول کو ہی سونگھ کر نشہ کی عادت پوری کرتے ہیں۔ جو وظیفہ حکومت سے ملتا ہے اور ان کو دوسروں کے مقابلہ میں بہت فراخ دلی سے ملتا ہے وہ اکثر جوئے اور نشہ کی نذر ہو جاتا ہے اور جب خرچ پورے نہیں ہوتے تو چوریاں کرتے اور ڈاکے ڈالتے ہیں۔ حکومت چونکہ ان کو اتنا دیتی ہے کہ بغیر کوئی کام کئے زندگی گزار سکتے ہیں۔ اس لئے اکثر بیکار رہتے

ہیں جس کی وجہ سے وہ اخلاقی اور سماجی برائیوں میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ ان میں وہ سب برائیاں رچ بس گئی ہیں جن میں گورے خود بھی مبتلا ہیں۔ بغیر شادی کے اکھٹے رہنا بھی عام ہے۔ اسی حالت میں بچے بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں جن کا اکثر کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔ ان میں سمجھدار لوگ بھی ہیں۔ بعض تو خاصے پڑھے لکھے اور ذہین بھی ہیں۔ وہ ان برائیوں سے تنگ آ چکے ہیں۔ لیکن کچھ نہیں کر سکتے بلکہ شخصی آزادی کے نام پر کھلی چھٹی دینے پر مجبور ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ ان طور طریقوں سے تنگ آنے کے باوجود کچھ سننا بھی گوارا نہیں کرتے۔ دوسروں کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اپنی زندگی اپنے ہاتھوں سے برباد کر رہے ہیں۔ نشہ آور اشیاء کھا کر بیکار پڑے رہتے ہیں۔ یا ادھر ادھر پھرتے رہتے ہیں۔

مجھے ایک احمدی دوست نے بتایا کہ ایک ایبورجینی احمدی ہو گیا ہے۔ کچھ عرصہ بعد اس کے دوستوں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں احمدی ہو کر کیا ملا؟ کہنے لگا میں اب صاف ستھرا رہتا ہوں کیونکہ نماز پڑھنی ہوتی ہے۔ باقاعدہ شادی کر کے بیوی بچوں کے ساتھ رہتا ہوں۔ نہ میں شراب پیتا ہوں نہ کوئی اور نشہ کرتا ہوں۔ جوا بھی نہیں کھیلتا۔ کام کر کے کھاتا ہوں میرے پاس پیسے بچتے ہیں اس لئے میں نے اپنا مکان بھی قسطوں پر خرید لیا ہے۔ جبکہ تم سب اپنے پیسے ادھر ادھر ضائع کر دیتے ہو اور کرایہ کے مکانوں میں رہتے ہو۔ اب بتاؤ کہ میں اچھا ہوں کہ تم؟

جو کچھ اس نے کہا اگر وہ سچ ہے تو اس نے احمدی ہونے کا دنیا ہی میں فائدہ اٹھا لیا اور آخرت کا فائدہ الگ ہے یہی ایبورجینز کے لئے پیغام ہے۔ اگر سوچیں تو دین حق کے قلعہ کے اندر آ جائیں تو سب دکھوں اور پریشانیوں سے بچ جائیں گے۔

آسٹریلیا میں پہلی بیت الذکر کے سنگ بنیاد کی تقریب سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا ولولہ انگیز خطاب

آج کا دن آسٹریلیا کی مذہبی اور روحانی دریافت کا پہلا دن ہے۔آسٹریلیا کی تاریخ کا عظیم ترین دن

ہم شان فقیرانہ کے ساتھ روحانی بستیاں آباد کرتے اور اپنے خون سے بے رنگ زمینوں کو رنگ بخشتے ہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 30 ستمبر 1983ء کو دورہ آسٹریلیا کے دوران سڈنی میں پہلی احمدیہ بیت الذکر ''بیت الھدیٰ'' کا سنگ بنیاد رکھا اس موقع پر حضور نے اہل آسٹریلیا سے ایک معرکۃ الآراء خطاب فرمایا۔جس کے کچھ حصوں کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ اور آسٹریلیا کی تاریخ میں ایک اہم سنگ میل

آج جبکہ ہم براعظم آسٹریلیا میں پہلی احمدیہ (بیت الذکر) کا سنگ بنیاد رکھنے کی غرض سے اکٹھے ہوئے ہیں ۔ یہ دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک نئے سنگ میل کا اضافہ کر رہا ہے۔آج ہمارے دل اپنے رب کی حمد سے لبریز ہیں اور اس کے احسان پر اس کی حمد وثناء کے ترانے گا رہے ہیں۔

بلاشبہ یہ دن آسٹریلیا کی تاریخ میں بھی ایک عظیم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ ایک ایسی جماعت جو اس دور میں اللہ کی توحید کو تمام دنیا پر غالب کرنے کا عزم لے کر اٹھی ہے اس عظیم براعظم میں پہلی مرتبہ خدائے واحد و یگانہ کی پرستش کے لئے ایک گھر تعمیر کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔ یہ پہلی اینٹ ہے جو خالصۃً للہ اس کی عبادت کی خاطر تعمیر ہونے والے اس گھر کی بنیاد میں رکھی جا رہی ہے۔لیکن یہ اینٹ آخری اینٹ نہیں رہے گی اور نہ خدائے واحد کا یہ گھر آخری گھر ہوگا بلکہ یہ تو خانہ ہائے خدا کے نہ ختم ہونے والے سلسلہ کا ایک نہایت عاجزانہ آغاز ہے۔

بظاہر یہ ایک عام سی بنیاد ہے جو میں رکھ رہا ہوں اور یہ مٹی میں دب کر نظروں سے غائب ہو جائے گی لیکن ان بنیادوں پر ایک ایسی عمارت بلند ہوگی جو زمین پر ہوتے ہوئے بھی اپنی ذات میں ایک آسمانی عمارت ہوگی اور جو عرش کے خدا تک رسائی پائے گی۔ دن میں پانچ وقت اس کے میناروں سے اللہ کی وحدت اور محمد ﷺ کی رسالت کے اعلان بلند ہوں گے۔اس (بیت الذکر) کے مینارے اس مادی دور میں بسنے والے مردوں اور عورتوں کو ان کا بھولا ہوا یہ سبق یاد دلائیں گے کہ اصل اور حقیقی رفعتیں مادی ترقی سے نہیں بلکہ روحانی ترقی سے حاصل ہوتی ہیں ......

آج آسٹریلیا کے اس عظیم براعظم میں احمدیہ ...... مشن کا آغاز بلاشبہ آسٹریلیا کی تاریخ کا عظیم ترین واقعہ ہے۔ میں جانتا ہوں کہ میرے اس دعویٰ کو باور کرنے کی راہ میں ایک بہت بڑا ''اگر'' حائل ہے۔ یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ اس غریبانہ اور عاجزانہ آغاز کا انجام کیا ہے۔لیکن مجھے اتنا ضرور کہنے دیجئے کہ اہل بصیرت اور اولوا الالباب کسی صداقت کو پہچاننے کے لئے مستقبل کا انتظار نہیں کیا کرتے۔انہیں اس ننھے سے بیج میں ہی وہ آثار دکھائی دیتے ہیں جو ایک عظیم درخت کا خاکہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ وہ شفق صبح کی پیش رو علامتوں ہی سے بھانپ لیتے ہیں کہ کتنے بڑے اور روشن دن کی صبح طلوع ہونے والی ہے۔

آسٹریلیا کی روحانی دریافت کا پہلا دن

آپ اہل آسٹریلیا جو اس وقت میرے مخاطب ہیں شاید اپنی تاریخ کے حوالے سے میری بات کو آسانی سے سمجھ سکیں۔ اس لئے آیئے اب میں آپ کو یہ بتاؤں کہ آسٹریلیا کی سابقہ تاریخ کے پس منظر میں آج کے دن کی کیا حیثیت ہے۔ میرے نزدیک یہ دن آسٹریلیا کی روحانی اور مذہبی دریافت کا پہلا دن ہے۔ گویا آج ہم نے آپ کو اعلیٰ مذہبی اور روحانی اقدار سکھانے کی غرض سے از سرنو دریافت کیا ہے۔ پس اس دن کو اس دن سے ایک گونہ مناسبت ہے جس دن کیپٹن جیمز کک نے آسٹریلیا کو از سرنو دریافت کیا تھا۔ گو اس سے پہلے ولندیزی اور پرتگالی ملاح اسے دریافت کر چکے تھے لیکن کیپٹن جیمز کک وہ شخص ہے جس نے انگلستان کی نوآبادی کے طور پر اسے از سرنو دریافت کیا۔ اسی طرح آج جماعت احمدیہ آپ کو (دین) کے لئے از سرنو دریافت کر رہی ہے اور دم نہیں لے گی جب تک اس پورے براعظم کو محبت اور پیار اور عقل و دانش اور مضبوط عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ جیت نہ لے۔

☆ یہ ایک روحانی فتح کا پروگرام ہے جس کا جغرافیائی اور سیاسی غلبہ سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔

☆ یہ ایک دل جیتنے کا منصوبہ ہے جس کا جبر واکراہ سے کسی قسم کا واسطہ نہیں۔

☆ یہ ایک عقل اور دلیل کی جنگ ہے جس کا تیر و تفنگ اور توپوں اور راکٹوں سے کوئی بعید کا بھی علاقہ نہیں۔

☆ یہ امن کا پیغام ہے جو دلوں کی راجدھانی سے تعلق رکھتا ہے۔

☆ یہ ایک نئی تہذیب اور نئے تمدن کے نفاذ کا سوال ہے جو اس زمانہ کے تمام مسائل کا حل اور اس مادی دور کی ہر بے چینی کا علاج پیش کرتا ہے۔

یہ انسان کو از سرنو انسانیت کی اعلیٰ اقدار سکھانے اور اسے حیوانی سطح سے ایک مرتبہ پھر انسانی سطح تک بلند کرنے کی ایک مہم ہے جو سخت جانکاہی اور جانسوزی اور صبر اور استقلال کا تقاضا کرتی ہے۔

یہ انسان کو انسانیت سکھانے کے بعد اسے اپنے رب اور خالق سے ملانے کا ایک عظیم پروگرام ہے جو صرف اس دنیا میں ہی وصل خداوندی کے وعدوں پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ اس دنیا میں ہی وصل الٰہی کی ایک قوی امید دلاتا ہے اور اپنی تائید میں قطعی شواہد پیش کرتا ہے اور دکھلاتا ہے کہ اس راستہ پر چل کر پہلے بھی ہزارہا بندگان خدا با خدا اور خدا نما انسان بن گئے۔

جماعت احمدیہ کی روحانی نوآبادی کی تاریخ

خالق کے لئے مخلوق کے دل جیتنے کی خاطر کسی نئے براعظم یا ملک یا خطے کی دریافت جماعت احمدیہ کی تاریخ میں کوئی نیا واقعہ نہیں اور وہ ان مسائل سے پوری طرح باخبر ہے جو نئے علاقے دریافت کرنے والوں کو درپیش ہوتے ہیں۔ جب انگلستان نے براعظم آسٹریلیا کو آباد کرنے کا فیصلہ کیا تو آپ جانتے ہی ہیں کہ اس کی آبادی کی تاریخ کتنی محنتوں اور مشقتوں اور دکھوں اور لرزہ براندام کرنے والے مظالم کی داستانوں سے بھری پڑی ہے۔ جماعت احمدیہ کی روحانی نوآبادی کی تاریخ بھی اسی قسم کے واقعات سے معمور ہے لیکن اس ظاہری مشابہت کے باوجود دونوں میں اہم اور بنیادی فرق ہے اور دونوں ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہوئے بھی مشابہ نہیں رہتے۔ ......

اے اہل آسٹریلیا! یاد رکھنا

پس اے اہل آسٹریلیا! اگر ہم وہی ہیں جو اس عزم اور اس صبر اور اس استقلال اور اس شان فقیرانہ کے ساتھ نئی روحانی بستیاں آباد کیا کرتے ہیں اور دوسروں کے خون سے نہیں بلکہ خود اپنے ہی خون سے بے رنگ زمینوں کو رنگ بخشتے ہیں اور بے آب و گیاہ صحراؤں کو چمن زار بنا دیتے ہیں۔ اگر ہم وہی ہیں جو بالآخر دلوں پر فتح پاتے ہیں اور روحوں کو تسخیر کرتے ہوئے خیالات اور نظریات کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیتے ہیں، تو یاد رکھنا کہ آج کا دن جبکہ ہم اپنی پہلی (بیت الذکر) اور پہلے مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھ رہے ہیں براعظم آسٹریلیا کی تاریخ کا عظیم ترین دن ہے۔ یہ وہ دن ہے جس کی آب و تاب گزرتے ہوئے وقت کے ساتھ بڑھتی چلی جائے گی اور وہ دن جب کیپٹن جیمز کک نے پہلی مرتبہ آسٹریلیا کی سرزمین پر قدم رکھا تھا اس نئے دن کی روشنی کے سامنے پھیکا اور ماند پڑ جائے گا۔ وہ زمانہ بہت دور نہیں جب آسٹریلیا کے باشندے جوق در جوق اس (بیت الذکر) کی زیارت کے لئے آیا کریں گے اور اس خانہ خدا میں عبادت کرتے ہوئے اس عظیم دن کو یاد کریں گے جبکہ اللہ کے ایک عاجز بندے نے بڑی متضرعانہ دعاؤں کے ساتھ ایک چھوٹی سی بیت الذکر کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ وہ اس بیت الذکر کے صحن میں آنسو بہاتے ہوئے دعائیں دیں گے ان سب مخلصین کو جنہوں نے (دین) کی فتح کے اس پہلے یادگاری نشان یعنی اس خانہ خدا کی تعمیر میں مال اور جان کی قربانی پیش کی تھی اور حسرت کریں گے کہ کاش ہم بھی اس زمانہ میں ہوتے تو ہمارا نام ان مجاہدین کی صف میں لکھا جاتا جنہوں نے آسٹریلیا میں (دین) کے غلبہ کی داغ بیل ڈالی۔

(الفضل یکم اکتوبر 1983ء)

آسٹریلیا میں احمدیت کی ابتدائی تاریخ۔ پہلا احمدی۔ پہلی بیت الذکر

حضرت صوفی حسن موسیٰ خان نے 1903ء میں بیعت کی۔ 1983ء میں بیت الھدیٰ آسٹریلیا کا سنگ بنیاد رکھا گیا

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت

آسٹریلیا میں سب سے پہلے افغان قوم کے مسلمان داخل ہوئے۔ چنانچہ 1863ء کے قریب آسٹریلیا کے بعض یورپین سرمایہ داروں کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ایشیائی قوم میں سے ایسے لوگ آسٹریلیا لائے جائیں جن سے ملک کو آباد کرسکیں۔ اس مقصد کے لئے ایلڈر سمتھ اینڈ کمپنی ایڈیلیڈ (Elder Smith & Co. Adelaide) نے بمبئی گورنمنٹ سے خط و کتابت شروع کی کہ کچھ افغانان جو دنبے چرانے کا کام جانتے ہوں۔ تین سال کے لئے یہاں روانہ کئے جائیں جس پر کمشنر سندھ نے کراچی میں خان بہادر مرادخان سے جو اس زمانہ میں ایک نہایت معزز افغان رئیس سمجھے جاتے تھے۔ رابطہ قائم کیا اور موزوں افغانوں کی بھرتی کا کام ان کے سپرد کیا۔ خان بہادر موصوف نے بڑی مشکل سے اکیس افغانوں کو جو 'ترین' قوم سے تعلق رکھتے تھے، آسٹریلیا کی طرف جانے کے لئے تیار کیا۔ اس زمانہ میں آسٹریلیا کو دخانی جہاز نہیں جاتے تھے بلکہ بادبانی جہاز کراچی اور بمبئی سے سال میں دو یا تین دفعہ روانہ کئے جاتے تھے چنانچہ یہ لوگ قریباً تین مہینے میں کراچی سے ایڈیلیڈ ساؤتھ آسٹریلیا میں پہنچے۔ پھر دوسری بھرتی کے لئے کم وبیش پچیس آدمی کراچی سے منتخب کئے گئے۔ یہ لوگ بھی افغان تھے۔ اسی طرح تین تین سال کے بعد دو اور بھرتیاں افغانوں کی کی گئیں۔ اب افغانوں کو وہ ملک پسند آیا اور بہت سے لوگ خود بخود ادھر جانے لگے۔ اس عرصہ میں دخانی جہاز بھی آسٹریلیا کی طرف چلنے لگے۔

(مقالہ حضرت صوفی حسن موسیٰ مطبوعہ پیغام صلح لاہور 5/اکتوبر 1913ء)

افغانوں کے بعد پنجابی، سندھی، بلوچی، مکرانی اور بنگالی بلکہ بعض عرب مسلمانوں نے بھی آسٹریلیا کی طرف رخ کرنا شروع کیا اور آہستہ آہستہ وہیں بودوباش اختیار کرلی۔

آسٹریلیا کے پہلے احمدی

ان افغانوں میں سے جو ابتداء میں سندھ سے آسٹریلیا تشریف لے گئے نواب مرادخان مرحوم کے عزیز اور حاجی موسیٰ خان کے ایک صاحبزادے حضرت صوفی حسن موسیٰ خان صاحب بھی تھے۔ جو پہلے کان کنوں کے لئے رسد کے قافلوں کے مینیجر تھے اور بعدازاں نیوزایجنٹ، بک سیلر اور سٹیشنر کے فرائض انجام دیتے رہے۔ آپ کی رہائش پرتھ شہر (95, Bristbane Street Perth) میں تھی۔ آپ مسلمانوں کی تنظیم اور ترقی وبہبود کے لئے کمال جانفشانی کے ساتھ سرگرم عمل رہتے تھے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آسٹریلیا میں مقیم مسلمانوں کے پچیس نمائندوں نے 13/اگست 1903ء کو پرتھ میں ایک عظیم الشان مسجد کی تعمیر کے لئے ایک کمیٹی تجویز کی تو آپ کو بھی اس کا ممبر چنا گیا اور دی محمڈن ماسک The Mohammadan Mosque کے نام سے جو پہلا رجسٹرڈ ادارہ مسلمانان آسٹریلیا کی جدوجہد سے معرض وجود میں آیا اس کے آنریری سیکرٹری حضرت صوفی حسن موسیٰ صاحب ہی منتخب ہوئے۔ یہ مسجد آسٹریلیا میں مسلمانوں کی پہلی مسجد تھی جو 1905-06ء میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ حضرت صوفی صاحب وہ خوش نصیب بزرگ اور تاریخی شخصیت ہیں جنہیں اس براعظم میں سب سے پہلے تحریک احمدیت سے وابستہ ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

حضرت حسن موسیٰ خان صاحب کی بیعت

حضرت حسن موسیٰ خان صاحب نے ستمبر 1903ء میں جبکہ آپ آسٹریلیا میں تھے حضرت مسیح موعود کی خدمت اقدس میں بیعت کا خط لکھا۔ جس کی منظوری کی اطلاع دیتے ہوئے حضرت مولانا عبدالکریم صاحب نے آپ کو حسب ذیل مفصل مکتوب لکھا۔

مخدومی مکرم اخویم سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط 3 ستمبر کا پہنچا اور سابق ازیں آپ کے بھائی صاحب محمد ابراہیم خان صاحب سے آپ کا ذکر خیر اچھی طرح معلوم ہوچکا ہے۔ حضرت اقدس آپ کے اخلاص اور محبت اور خداداد فہم رسا سے بہت خوش ہوئے ہیں اور آپ کے حق میں دعا فرماتے ہیں کہ خداتعالیٰ آپ کو دینی اور دنیاوی برکت دے اور آپ کی ہدایت اور (دعوت الی اللہ) سے بہتوں کو فائدہ دے اور ایک جماعت کے قلوب کو اس سلسلہ کی طرف متوجہ کردے۔ آمین۔

درخواست بیعت آپ کی حضرت اقدس نے قبول فرمالی ہے۔ آپ کو چاہئے کہ نمازوں کو سنوار کر ادا کریں۔ استغفار بہت پڑھتے رہیں۔ تقویٰ، طہارت اللہ رسولؐ کی سچی فرمانبرداری میں کوشش کریں۔ نمازوں میں اور رات کو تہجد میں دعائیں کریں اور یقیناً یاد رکھیں کہ دونوں جہان کے خزانے صرف خداتعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں جس کو چاہے وہ دے اور جس سے چاہے وہ روک دے، اسی سے مانگیں، اسی سے امید رکھیں، اسی سے ڈریں، اپنا کامل توکل اور بھروسہ اسی پر رکھیں۔ حضرت اقدس کی تصانیف کا مطالعہ کرتے رہیں اور ہم کو اس بات سے بہت خوشی ہے کہ خداتعالیٰ نے ایسے دور دراز اور اجنبی ملک میں اس سلسلہ کی سچائی اور صداقت کو کس طرح آپ کے دل پر کھول دیا ہے یہ محض اس کا فضل ہے۔ چونکہ بیعت کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ سلسلہ دینی کو حسب استطاعت نہ اس قدر کہ اکراہ ہو مالی امداد دے۔ اس لئے آپ کو لکھا جاتا ہے کہ حسب توفیق چندہ ماہواری سے لنگر و مدرسے میں امداد دیں۔ والسلام مع الاکرام۔ خط کی رسید سے مطلع فرمائیں۔ 3/اکتوبر 1903ء قادیان۔

آپ کے بھائی صاحب کو کچھ کتابیں ارسال کی گئی ہیں کہ وہ آپ کو ارسال کردیں۔

خاکسار عبدالکریم کاتب خطوط۔

(رسالہ رفقاء احمد قادیان جلد 2 تا 4 ص 29,28 ایڈیٹر ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے)

خاندانی کوائف

حضرت صوفی حسن موسیٰ خان صاحب افغانوں کے مشہور قبیلہ ترین کے چشم و چراغ تھے۔ خواجہ نعمت اللہ ھروی مؤلف ''تاریخ جہانی ومخزن افغانی'' کی تحقیق کے مطابق ترین افغانوں کے جد امجد قیس عبدالرشید پٹھان کا پڑپوتا تھا۔ کہا جاتا ہے قیس کا نام خود آنحضرت ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے رکھا تھا اور اسے پٹھان کے خطاب سے بھی رسول اللہؐ نے ہی سرفراز فرمایا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(اردو ترجمہ ص 415 تا 417 شائع کردہ مرکزی اردو بورڈ گلبرگ لاہور)

ترین قبیلہ میں بہت سے مشائخ اور اولیاء گزرے ہیں جن کی سیرت اور کرامات کا تذکرہ بھی اس کتاب میں موجود ہے جس میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان مرحوم سابق صدر پاکستان بھی ترین قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ عرصہ تک یہ قوم ہزارہ کے علاقہ میں حکمران رہی۔

(تاریخ ہزارہ از ڈاکٹر شیر بہادر خان ص 264 ناشر دارالشفاء ایبٹ آباد)

حضرت صوفی صاحب کے دو اور بھائی تھے۔ 1۔حضرت محمد حسین موسیٰ خان صاحب۔ 2۔حضرت محمد ابراہیم خان اور دونوں ہی حضرت مسیح موعود کے بے مثال فدائی اور شیدائی تھے اور آپ سے بھی پہلے داخل احمدیت ہوئے تھے۔ حضرت محمد ابراہیم خان صاحب ہی کے ذریعے ڈاکٹر حاجی خان صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ کراچی کا خاندان احمدیت کے نور سے منور ہوا۔ آغا احسان اللہ خان جو کسی زمانہ میں ہائی کمشنر برائے پاکستان متعینہ دہلی کے سیکرٹری کے معزز عہدہ پر فائز تھے اور پھر آسٹریلیا میں بھی رہے۔ آپ ہی کے صاحبزادہ ہیں۔ اخبار ''البدر'' قادیان کی 16 مارچ 1904ء کی اشاعت سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب محمد ابراہیم خان صاحب شریف بن حاجی موسیٰ خان صاحب برادرزادہ خان بہادر مرادخان مرحوم کراچی سے حضرت مسیح موعود کی زیارت کے لئے قادیان پہنچے اور آپ 27 فروری 1904ء کے دربار شام میں موجود تھے۔ اس موقعہ پر بعض احباب کو واپسی کی رخصت عطا ہوئی مگر انہیں حضرت مسیح موعود نے ان کے اخلاص کے پیش نظر ارشاد فرمایا کہ ''چند دن اور رہیں، آمدن بارادت رفتن باجازت''۔ ان ایام کی ایک تحریری یادگار ''شعبہ تاریخ احمدیت'' ربوہ میں محفوظ ہے جو ایک فارسی مکتوب کی صورت میں ہے جسے حضرت محمد ابراہیم خان صاحب نے غالباً حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی خدمت میں دستی پیش کیا اور جس کے آغاز میں یہ تحریر تھا کہ بندہ آج برادر عزیز (حسن موسیٰ خان) کا ایک خط مع اشتہار کے جو آسٹریلیا سے ارسال کیا ہے پیش کررہا ہے۔ امید ہے مناسب وقت اس کو حضرت جناب اقدس کی خدمت میں پیش کردیں گے۔ بندہ کا اصلی مقصود حضرت اقدس کی توجہ اور دعا کا حصول ہے اس فارسی تحریر پر جو نہایت خوبصورت رسم الخط میں سیاہ رنگ سے لکھی ہے کوئی تاریخ درج نہیں البتہ اس پر راقم کا پتہ یہ لکھا ہے ''بندہ محمد ابراہیم احمدی بن حاجی موسیٰ خان مرحوم از کراچی بندر قریب سرکاری باغیچہ'' حضرت محمد ابراہیم خان صاحب نے 20 مئی 1931ء کو بمقام خیرپور سندھ انتقال کیا۔

(کتاب مکتوبات احمدیہ جلد ہفتم حصہ اول ص 62 مرتبہ مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے قادیان)

حضرت خلیفہ اول کی طرف سے اظہار خوشنودی

حضرت صوفی صاحب دعوت احمدیت میں مصروف تھے کہ حضرت مسیح موعود کا وصال ہوگیا اور حضرت خلیفہ اول مولانا نورالدین بھیروی مسند

خلافت پر متمکن ہوئے جس پر آپ نے آسٹریلیا سے 5 جولائی 1908ء کو بیعت خلافت کا مکتوب حضرت خلیفہ اول کی خدمت میں لکھا یہ بیعت نامہ آپ کے بچوں کی طرف سے بھی تھا جن کے نام یہ ہیں عبدالحمید خان صاحب۔ مریم شرف النساء بیگم صاحبہ۔ فاطمہ امۃ اللہ صاحبہ۔ (رسالہ رفقاء احمد جلد 2 تا 4 ص 27,26)

آپ کی ابتدائی دینی خدمات جو آپ نے آسٹریلیا میں انجام دیں۔ ناقابل فراموش ہیں اور حضرت خلیفہ اول نے ان پر اظہار خوشنودی فرمایا جس کا ایک دستاویزی ثبوت حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا وہ خط بھی ہے جو انہوں نے حضرت خلیفہ اول کے حکم سے 18 فروری 1909ء کو قادیان سے ان کے نام لکھا اور جس کے ابتدائی الفاظ یہ تھے کہ:۔

آپ کا خط مورخہ 11 جنوری آج ملا اور موجب فرحت ہوا اور اس کے ساتھ اخبار کا ایک ٹکڑا ملا جس میں آپ کا مضمون متعلق پیغام صلح چھپا ہے۔ اس کو حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضرت نے پسند فرمایا کہ آپ نے اس ملک کے لوگوں کو کسی نہ کسی طرح سلسلہ عالیہ احمدیہ کے حالات سے آگاہ کرنے کی سعی کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ آمین۔ آپ ہر سہ برادران کے اخلاص اور نیکی سے حضرت خوش ہیں اور دعا کرتے ہیں۔ آپ تو بالخصوص ایسے ملک میں رہتے ہیں جہاں چاروں طرف عیسائیوں کی آبادی ہے۔ دعا کرتے رہیں۔ آپ کا وہاں رہنا (دین) کی خدمت کا موجب ہو جائے''۔

مکتوب کے آخر میں آپ نے تحریر فرمایا کہ:۔

''آپ کے فرمانے کے مطابق حضرت کی خدمت میں عرض کر کے دو تین سطریں لکھوائی گئی ہیں جو کہ اوپر ہیں۔ خدا کا فضل آپ کے ساتھ ہو مسز موسیٰ خان کو السلام علیکم خادم۔ محمد صادق عفی اللہ عنہ، قادیان 18-2-09

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی جس تحریر مبارک کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم اے قادیان نے رسالہ ''رفقاء احمد'' مئی 1955ء میں اس کا عکس حضرت مفتی صاحب کے مکتوب کے ساتھ شائع کر دیا ہے جو یہ ہے:۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء ایسے میں خدمت (دین) کا خوب موقع ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق بخشے۔ آمین۔ نورالدین۔

حضرت صوفی صاحب نے خلافت اولیٰ کے عہد میں اعلائے کلمہ دین کے لئے جو مساعی جمیلہ کیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ انفرادی دعوت الی اللہ کے علاوہ سلسلہ احمدیہ کے مرکزی اخبار ''بدر'' کو بھی اس ملک کے حالات سے باخبر رکھتے تھے اور اس ضمن میں آسٹریلیا کے بعض اہم انگریزی اخبارات کی ضروری باتوں پر نشان لگاتے اور باقاعدگی سے ایڈیٹر اخبار ''البدر'' حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی خدمت میں بھجوا دیتے تھے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے ''بدر'' 13 جنوری 1911ء کے ص 2 پر ''ڈاک آسٹریلیا'' کے عنوان سے لکھا کہ

''ہم اس مکرم بھائی کے مشکور ہیں کہ وہ اتنی دور سے اس قدر محبت کے ساتھ یہ اخبارات ہم کو بھیجتے ہیں۔ یہ ہر سہ برادران محمد ابراہیم موسیٰ خان، محمد حسین موسیٰ خان اور حسن موسیٰ خان اخلاص و محبت میں اپنی آپ ہی نظیر ہیں''۔

اس زمانہ کے سلسلہ احمدیہ کے مرکزی اخبارات میں آسٹریلیا میں مقیم نو لکھا بازار لاہور کے ایک اور احمدی بزرگ ملک محمد بخش صاحب کا ذکر ملتا ہے۔ جنہوں نے آسٹریلیا سے اپنی وصیت لکھ کر بھیجی کہ ان کی تمام جائیداد کا جو وہاں اور ہندوستان میں ہے۔ چہارم حصہ برائے اشاعت (دین) صدر انجمن احمدیہ کے سپرد کیا جائے۔ حضرت صوفی حسن موسیٰ صاحب نے حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی ''غلبت الروم'' کے ظہور پر آسٹریلیا کے ایک اخبار میں ایک نوٹ شائع بھی کرایا جس سے احمدیت کی آواز متعدد حلقوں تک پہنچی''۔

(اخبار ''بدر'' 3 اپریل 1913ء و ریویو آف ریلیجنز 1918ء ص 77)

حضرت صوفی صاحب کی قادیان میں آمد اور درس رمضان سے استفادہ

حضرت صوفی صاحب چند سال بعد آسٹریلیا سے اپنے بھائیوں کے پاس خیر پور سندھ میں آئے اور پھر اگست 1912ء میں قادیان پہنچے اور رمضان المبارک کا پورا درس حضرت خلیفہ اول کی زبان مبارک سے سنا جس کا پتہ آپ کے مکتوب 15 ستمبر 1912ء سے چلتا ہے جو آپ نے حضرت خلیفہ اول کی خدمت میں ارسال کیا اور رسالہ رفقاء احمد جلد نمبر 2، نمبر 3، نمبر 4 ص 29 پر شائع شدہ ہے۔ آپ اگلے سال دوبارہ قادیان حاضر ہوئے تا حضور کے مبارک درس سے فیضیاب ہو سکیں۔ (بدر 17 اگست 1913ء ص 2 والفضل 6 اگست 1913ء ص 1) الفضل سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس دفعہ آپ حیدر آباد سندھ سے وارد قادیان ہوئے تھے۔

حضرت خلیفہ اول کا ارشاد

آسٹریلیا سے آنے کے بعد آپ اکثر بیمار رہتے تھے اور جب کھانسی اور دمہ کا دورہ شروع ہوتا تو ایک دو ماہ تک بستر سے اٹھنے کی توفیق نہ ملتی تھی اور آپ کے اہل و عیال ابھی آسٹریلیا میں تھے اور آپ کا ارادہ تھا کہ انہیں واپس وطن میں بلا لیا جائے۔ بلکہ حضرت خلیفہ اول کے مشورہ کے بعد آپ نے ان کے لئے ٹکٹ کا خرچہ بھی بھیج دیا تھا اور بار بار حضور کی خدمت میں درخواست دعا کر رہے تھے۔ اسی اثناء میں حضور نے ان کے ایک خط کے جواب میں تحریر فرمایا کہ ''اگر تمہاری صحت اچھی ہے۔ تم خود آسٹریلیا کو جاؤ اس میں تمہاری بہتری ہے''۔ اس ہدایت پر آپ نے حضرت خلیفہ اول کی خدمت میں 18 اگست 1913ء کو مزید راہنمائی کے لئے درخواست کی کہ ''آپ کیا حکم فرماتے ہیں؟ اہل و عیال کے آنے کا انتظار کروں یا میں خود آسٹریلیا کو جاؤں اور وہاں (دعوت الی اللہ) کے کام میں مشغول رہوں۔ الحمد للہ اس وقت اللہ کے فضل سے صحت اچھی ہے۔ دمہ یا کھانسی کی شکایت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کر لی ہے''۔

اس عریضہ پر حضرت خلیفہ اول نے رقم فرمایا ''السلام علیکم۔ آپ بہتر ہے کہ خود تشریف لے جائیں۔

والسلام نورالدین''۔

(رسالہ رفقاء احمد جلد 2 تا 4 ص 31)

خلافت ثانیہ میں خدمات

حضرت صوفی صاحب خلیفہ وقت کی زیارت اور قادیان دارالامان کی برکات سے مستفید ہونے کے بعد 22 فروری 1914ء کو تیسری بار فرنچ میل جہاز میں بمبئی سے آسٹریلیا تشریف لے گئے (رپورٹ صدر انجمن احمدیہ 32-1931ء ص 14) اور 1939ء یعنی اپنی وفات تک وہیں رہے اور باوجود پیرانہ سالی اور ضعف کے ایک پُر جوش داعی الی اللہ کی حیثیت سے آسٹریلیا میں احمدیت کا نور پھیلاتے رہے۔ 1914ء سے 1939ء کے دوران آپ نے جو شاندار خدمات سر انجام دیں ان کا مختصر خاکہ یہ ہے کہ آپ نے پرتھ ایڈیلیڈ اور بروم میں خصوصاً اور آسٹریلیا کے باقی حصوں میں عموماً دورے کئے اور دعوت الی اللہ کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ آپ کا بے پناہ جذبہ جنون کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ آپ نے کئی ایک رومن کیتھولک فرقہ کے پادریوں سے بھی گفتگو کی۔ جب وہ وفات مسیح اور قبر مسیح کے حالات سنتے تو دنگ رہ جاتے۔ آپ کی دعوت الی اللہ سے متعدد افراد سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ آسٹریلیا میں آباد مسلمانوں پر آپ کی شاندار خدمات کا گہرا اثر تھا اور وہ آپ کو دین کا مخلص خادم تسلیم کرتے تھے۔

(رپورٹ مجلس مشاورت 1927ء ص 36)

آپ سینکڑوں خطوط ہر سال لکھتے اور اپنے خرچ پر ٹریکٹ اور کتابیں تقسیم کرتے۔ اشاعت لٹریچر میں ان کی امداد حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب حیدر آباد دکن فرمایا کرتے تھے۔ فجی کے بعض مسلمانوں سے بھی آپ کی خط و کتابت جاری رہی۔ (رپورٹ مجلس مشاورت 1929ء ص 187)۔ فجی کے علاوہ آسٹریلیا کے مختلف شہروں اور جزیروں میں مقیم غیر احمدی دوستوں تک بھی بذریعہ خط و کتابت پیغام حق پہنچانا ان کا محبوب مشغلہ تھا (رپورٹ مجلس مشاورت 1930ء ص 167) صدر انجمن احمدیہ قادیان کی سالانہ رپورٹ 32-1931ء ص 14 سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان دنوں بروم میں قیام پذیر تھے جہاں اخبار الفضل، سن رائز (Sun Rise) اور ''ریویو آف ریلیجنز قادیان'' سے اور رسالہ ''دی مسلم سن رائز'' امریکہ سے باقاعدہ جا رہے تھے۔ 30-1929ء کے جماعتی لٹریچر سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمانہ میں حضرت صوفی حسن موسیٰ صاحب کے علاوہ دو اور بزرگ علی بہادر اور شیر محمد صاحب بھی آسٹریلیا میں پہنچ چکے تھے اور اشاعت احمدیت میں ہاتھ بٹانا شروع کر دیا تھا۔ مکرم علی بہادر صاحب برس بین کے شہر میں رہتے تھے۔ ان کی دعوت سے ایک شخص داخل سلسلہ ہوا جس کا اسلامی نام مسٹر رشید برڈ رکھا گیا (رپورٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ 32-1931ء ص 15) 1931ء میں ان حضرات کے علاوہ ڈاکٹر محمد عالم صاحب قندھاری کی دعوتی سرگرمیوں کا بھی اضافہ ہوا جو پہلے اڈیمٹر میں بود و باش رکھتے تھے اور پھر برس بین (Brisbane) میں اشاعت سلسلہ کے لئے کوشاں ہو گئے تھے۔

(رپورٹ صدر انجمن احمدیہ سال 33-1932ء ص 164)

حضرت صوفی حسن موسیٰ صاحب کے بعد

حضرت صوفی حسن موسیٰ صاحب نے 1939ء میں انتقال کیا۔ (الفضل 28 دسمبر 1939ء) اور ''پرتھ'' شہر (Perth) میں دفن کئے گئے۔ آپ کی وفات کے بعد کچھ عرصہ تک جناب شیر محمد صاحب پرتھ میں ہی آنریری طور پر دعوت الی اللہ کا کام کرتے رہے۔ اس کے جلد بعد دوسری جنگ عظیم چھڑ گئی جو 10 اگست 1945ء کو ختم ہوئی۔ خاتمہ جنگ کے ٹھیک دو سال بعد برصغیر کی تقسیم عمل میں آگئی اور حضرت مصلح موعود 31 اگست 1947ء کو ہجرت کر کے پاکستان تشریف لے آئے۔ حضور کی فقید المثال قیادت میں جماعت کی از سر نو تنظیم ہوئی اور ربوہ جیسا عظیم الشان مرکز قائم ہوا۔ اس درمیانی عرصہ میں آسٹریلیا میں دعوت حق کا فریضہ کس کس بزرگ نے ادا کیا؟ اور کس طرح اس دور افتادہ ملک میں احمدیت کے جھنڈے کو بلند رکھنے کی جدوجہد جاری رکھی؟ اس کی تفصیلات تحریک جدید کے مرکزی ریکارڈ میں موجود نہیں۔ البتہ یہ ضرور پتہ چلتا ہے کہ 1952ء میں حضرت مصلح موعود کے ارشاد پر آسٹریلیا میں مربی بھجوانے کی کوشش کی گئی مگر حکومت سے اجازت نہ مل سکی۔

1953ء میں پاکستان کے مندرجہ ذیل احمدی آسٹریلیا میں موجود تھے اور اپنی بساط کے مطابق زبانی اور تحریری دونوں طریق سے دعوت الی اللہ کر رہے تھے۔

1۔ مکرم حفیظ احمد صاحب گنا چوری۔ 2۔ مکرم شادی خان صاحب۔ 3۔ مکرم رشید الدین صاحب قمر ابن مکرم مولانا قمر الدین صاحب فاضل۔ 6 اپریل 1953ء کی ایک رپورٹ میں درج ہے کہ ملبورن کی پبلک لائبریری میں ٹیچنگ آف اسلام (Teaching of Islam) اور انگریزی ترجمہ قرآن رکھوایا گیا۔ اسی طرح رسالہ ریویو بھی جاری کروایا گیا۔ 1958ء سے 1961ء تک کی جو

رپورٹیں تحریک جدید کے ریکارڈ میں موجود ہیں، ان میں نہایت مخلص احمدی جناب خواجہ امیر بخش صاحب اور جناب حمید احمد صاحب کی مساعی جمیلہ کا بھی ذکر ملتا ہے اوران مجاہدوں کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔

خلافت ثالثہ کا دور

آسٹریلیا کی تاریخ احمدیت کا ایک نیا دور خلافت ثالثہ کے عہد مبارک سے شروع ہوتا ہے جبکہ ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب (سابق پرنسپل ڈینٹل کالج لاہور و قائد خدام الاحمدیہ لاہور) آسٹریلیا تشریف لے گئے۔ جماعت آسٹریلیا منظّم ہوئی اور اجلاسوں اور نمازوں میں باقاعدگی ہونے لگی۔سڈنی اورایڈیلیڈ شہر میں افراد جماعت پہلے سے زیادہ فعال ہوگئے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی ہدایت کے مطابق آسٹریلیا کا پہلا نمائندہ وفد جلسہ سالانہ کی برکات حاصل کرنے کے لئے ربوہ میں پہنچا اور حضور کی ایمان افروز تقریر برموقع جلسہ سالانہ 1980ء اور خطبہ جمعہ کی کیسٹ جماعت فجی کے نمائندہ ظفراللہ صاحب کے ذریعہ آسٹریلیا پہنچی جسے سن کر احباب جماعت نے اپنی روح کو زندہ اور اپنے ایمان کو تازہ کیا۔ اسی دور میں جماعت احمدیہ آسٹریلیا کا قانون (Constitution) مرتب ہوا اور محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے یہ ہدایت جاری فرمائی کہ مرکز سے جو مربی بھی جزائر فجی وغیرہ ممالک کی طرف بھجوائے جائیں۔ ان کا پروگرام اس طرح مرتب کیا جائے کہ کچھ عرصہ آسٹریلیا میں بھی قیام فرما رہیں اور جماعت کی اشاعت اور تربیت میں مدد کریں

(الفضل 29 ستمبر 1983ء)

احمدیہ بیت الذکر کی تعمیر کے لئے چندہ کی منظوری

مگر اس بابرکت دور کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ اس میں جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی طرف سے سڈنی (Sydney) میں احمدیہ بیت الذکر کی تعمیر کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں درخواست پہنچی جسے حضور نے ازراہ شفقت شرف قبولیت بخشا۔تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب امیر جماعت احمدیہ آسٹریلیا نے مخلصین جماعت سے مشورہ کے بعد 5 جنوری 1981ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت اقدس میں تحریری درخواست ارسال کی کہ سڈنی جنوب مشرقی دنیا میں بہت اہم شہر اور سیاسی اور تمدنی اور اقتصادی مرکز ہے اور آسٹریلیا کی قریباً ایک چوتھائی آبادی یہاں آباد ہے اور یہ شہر بہت پھیل رہا ہے۔شہر کے مرکز میں باموقع پلاٹ موزوں قیمتوں میں فروخت ہورہے ہیں۔ہمیں اجازت دی جائے کہ آسٹریلیا کے مخلص احمدیوں سے زمین کی خرید کے لئے چندہ جمع کیا جاسکے۔کئی مراحل سے گزرنے کے بعد 15 راگست 1981ء کو مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ نے یہ درخواست سفارش کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے حضور پیش کی جس پر حضور نے اپنے دست مبارک سے ''منظور ہے'' کے الفاظ رقم فرمائے۔

اس منظوری کے بعد جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی طرف سے زمین کے خریدنے اور تعمیر کے لئے قرض کی درخواست کی گئی۔ اسی دوران میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا وصال مبارک ہوگیا اور 10 جون 1982ء کو خلافت رابعہ کا تاریخ ساز عہد شروع ہوا اور براعظم آسٹریلیا کی روحانی تاریخ کے ایک نئے باب کا ورق الٹنے کا وقت قریب آ گیا۔

خلافت رابعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع بیت بشارت سپین کے شاندار افتتاح کے بعد مرکز احمدیت میں تشریف لائے تو حضور کی خدمت میں 14 نومبر 1982ء کو جناب ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب امیر جماعت آسٹریلیا نے سڈنی سے جماعت آسٹریلیا کے کوائف ارسال کئے جن کا خلاصہ یہ تھا کہ ہم یہاں 27 مرد 23 مستورات اور 24 بچے یعنی کل پچھتر احمدی سڈنی ملبورن اور ایڈیلیڈ میں رہائش رکھتے ہیں اور یہ تینوں شہر قریباً ایک ایک ہزار کلومیٹر کے فاصلہ پر ہیں۔ سب سے زیادہ احمدی سڈنی میں ہیں۔ان میں سے پندرہ سولہ افراد فجی سے ہیں، ایڈیلیڈ میں مکرم منیر احمد عابد صاحب اور شادی خان صاحب مرحوم کے بیٹوں میں سے بہت مخلص ہیں۔ جماعت نے ایک پریس بھی خریدا ہوا ہے۔جس پر ہر مہینہ ایک سرکلر چھاپا جاتا ہے۔ ہماری تنظیم تین سال سے ہے۔ اس عرصہ میں وصیت، چندہ عام، تحریک جدید، جوبلی فنڈ وغیرہ جتنی رقوم ہوتی ہیں ان کو جمع کر رہے ہیں۔قریباً بیس ہزار ڈالر جمع ہو چکے ہیں۔ اس تفصیل کے بعد عرض کی کہ ہم نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں درخواست کی تھی کہ اگر ہمیں کچھ رقم مرکز بطور قرض دے دے تو ہم زمین کی قیمت نقدادا کردیں گے اور پھر مرکز کو قسط وار ادا کریں گے (ملخص) حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس پر 30 نومبر 1982ء کو تحریک جدید کو ارشاد فرمایا کہ ''آسٹریلیا کی طرف توجہ دیں۔ وہاں مربی کے لئے بھی فوری کوشش ہونی چاہیئے اسے نظرانداز کئے کافی دیر ہوچکی ہے۔ ایسی متفرق جماعتیں جہاں مقامی احمدی مشن نہیں بنا سکے ان کے ذمہ آسٹریلیا مشن کا کام ڈالا جاسکتا ہے''۔حضور کی اس تحریک خاص پر مخلصین جماعت نے ایسے والہانہ انداز میں لبیک کہا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔حضور نے 30 نومبر 1982ء کو مزید ہدایت یہ جاری فرمائی کہ ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب آسٹریلیا کے متعلق ابتدائی جائزہ لیں جلد از جلد وہاں مشن کے قیام کا منصوبہ مکمل ہونا چاہیئے۔ زمین بیس پچیس ایکڑ سے کم نہ ہو۔اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ برحق کی اس خواہش کو چند مہینوں کے اندر اندر پورا کرنے کے سامان کردیئے اور سڈنی سے تقریباً پچاس میل کے فاصلہ پر بیت الذکر اور مشن ہاؤس کے لئے ستائیس ایکڑ سے کچھ زائد رقبہ قریباً ڈیڑھ لاکھ ڈالر پر خرید لیا گیا۔

(الفضل 15 مارچ 1983ء ص 7)

اس ابتدائی مرحلہ کی تکمیل ہوچکی تو دعاؤں کے بعد حضور نے براعظم آسٹریلیا کی اس پہلی تاریخی احمدیہ بیت الذکر کے سنگ بنیاد کی تاریخ 30 ستمبر 1983ء تجویز فرمائی اور براعظم آسٹریلیا کو یہ اعزاز عطا کرنے کا بھی فیصلہ فرمایا کہ حضور بنفس نفیس مشرق بعید کا سفر اختیار فرمائیں گے اور اس تاریخی بیت الذکر اور مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا مبارک دورہ مشرق بعید

چنانچہ اس فیصلہ کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ربوہ سے 22 راگست 1983ء کو روانہ ہوئے اور چند روز کراچی وسندھ میں رونق افروز رہنے کے بعد 8 ستمبر کو سنگاپور میں تشریف لے گئے اور پھر فجی کو اپنے مبارک قدموں سے برکت دینے اور علمی اور دینی اور تربیتی برکات سے مالامال کرنے کے بعد 30 ستمبر کو آسٹریلیا کی اس پہلی احمدیہ بیت الذکر اور مشن ہاؤس کی بنیادی اینٹ اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھی۔

خصوصی دعاؤں کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے مشرق بعید کے دورے پر روانگی سے چند دن قبل 2 ستمبر 1983ء کو ناصر آباد سندھ میں ایک یادگار خطبہ ارشاد فرمایا جس میں دنیا بھر کے احمدیوں کو اس تقریب کی کامیابی کے لئے خصوصی دعاؤں کی تحریک فرمائی نیز فرمایا:۔

''ابھی چند دن تک انشاء اللہ تعالیٰ ہم مشرق کے دورہ پر پاکستان سے روانہ ہوں گے اور اس دورہ میں براعظم آسٹریلیا میں سب سے پہلی احمدیہ (بیت الذکر) کی بنیاد رکھنے کا سب سے اہم فریضہ ادا کرنا ہے۔ یہ (بیت الذکر) کی بنیاد بھی ہوگی اور مشن ہاؤس کی بنیاد بھی ہوگی۔ یعنی اس (بیت الذکر) کے ساتھ ایک بہت ہی عمدہ مشن ہاؤس کی عمارت بھی تعمیر ہوگی جہاں (مربی) اپنے ہر قسم کے فرائض پورے کرسکے گا۔اس لحاظ سے یہ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک بہت ہی اہم (بیت الذکر) ہے کہ ایک نئے براعظم میں ہمیں اس کی بنیاد رکھنے کی توفیق مل رہی ہے اس سے قبل براعظم آسٹریلیا خالی پڑا تھا اور جماعت یہ تو کہہ سکتی تھی کہ دنیا کے ہر براعظم میں ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے (دین) کا پیغام پہنچایا ہے لیکن براعظم آسٹریلیا میں اگر پیغام پہنچایا تو اتفاقاً انفرادی کوشش سے پہنچا جماعت کی طرف سے کوئی باقاعدہ مشن نہیں بنایا گیا اور کوئی (بیت الذکر) نہیں بنائی گئی تھی۔ (بیت الذکر) کے لئے جو زمین دی گئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت باموقع اور کافی بڑا رقبہ ہے۔ آسٹریلیا کا ایک مشہور شہر سڈنی ہے سڈنی سے تقریباً پچاس میل کے فاصلہ کے اندر یہ جگہ واقعہ ہے اور بڑے بڑے شہروں میں پچاس میل کا فاصلہ کوئی چیز نہیں ہوا کرتا۔ 127 ایکڑ سے کچھ زائد رقبہ ہے جس میں انشاء اللہ (بیت الذکر) بھی بنائی جائے گی اور مشن ہاؤس بھی اور آئندہ جماعت کی دلچسپیوں کے لئے ہر قسم کے مواقع وہاں مہیا ہوسکیں گے۔ 127 ایکڑ میں تو ماشاء اللہ ہمارا جلسہ سالانہ ہوسکتا ہے اس لئے ہم بڑی امید لے کر اتنا بڑا رقبہ لے رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ جلد اس کو بھر بھی دے اور چھوٹا بھی کردے اور یوں ہماری توقعات ناکام ہوجائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل اس سے بہت آگے نکل جائیں۔ان دعاؤں کے ساتھ انشاء اللہ (بیت الذکر) کا سنگ بنیاد رکھا جائے گا''۔

(الفضل 8 ستمبر 1983ء ص 2,1)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا دورہ آسٹریلیا (11 اپریل تا 25 اپریل 2006ء)

تاریخ وار مصروفیات

11 اپریل 2006ء

☆سوا پانچ بجے صبح حضور انور ایدہ اللہ کا جہاز سڈنی کے ایئر پورٹ پر اترا۔ مکرم محمود احمد صاحب شاہد امیر جماعت آسٹریلیا کے ساتھ ایئرپورٹ کے ڈیوٹی مینیجر اور کسٹم آفیسر نے استقبال کیا اور VIP لاؤنج میں لے گئے۔ جہاں جماعت کے بعض عہدیداران نے خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔ اسی طرح صدر صاحبہ لجنہ اور اہلیہ امیر صاحب نے حضرت بیگم صاحبہ کا استقبال کیا۔

☆ساٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر جماعت کے مرکز بیت الہدیٰ تشریف لائے۔ جہاں ملک بھر سے آئے احباب نے جوش وخروش سے نعروں کے ساتھ والہانہ استقبال کیا اور بچوں نے ترانے پڑھے اور پھولوں کے تحفے پیش کئے۔

☆ظہر وعصر کی نمازیں جلسہ گاہ مردانہ کی مارکی میں ادا کیں اور پورے ماحول کا تفصیلی جائزہ لیا جلسہ کے لئے قائم دفاتر سے متعلق امور دریافت فرمائے۔

☆علاقہ کے فیڈرل ممبر پارلیمنٹ Roger Price نے حاضر ہو کر ایک گھنٹہ تک شرف ملاقات حاصل کیا۔ زراعت تعلیم اور صحت کے متعلق معلومات پوچھیں۔ نیک خواہشات کا اظہار کیا اور دلی خوشنودی ظاہر کی۔

☆آج 45 گھرانوں کے 170 افراد نے ملاقات کی اور تصاویر بنوائیں۔

12 اپریل 2006ء

☆معمولات کے علاوہ ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دس بجے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ پاکستان بنگلہ دیش اور ماریشس کے 50 گھرانوں کے 147 افراد نے ملاقات کی سعادت پائی۔

☆نمازوں کے بعد Solomon Island کے وفد نے شرف ملاقات حاصل کیا۔ یہاں 1994ء میں جماعت قائم ہوئی اور پہلی دفعہ دین حق کا آغاز ہوا۔

☆اس جزیرہ کے ممبران وفد اور عہدیداران سے گہری دلچسپی کے ساتھ جائزہ لیا اور ہدایات دیں۔ یہاں کے صدر خدام الاحمدیہ عنقریب جزیرہ کے پیراماؤنٹ چیف بننے والے ہیں۔ ان کے ساتھ آئندہ کے پروگرام بنائے اور معلم صاحب کو بھی تفصیلی ہدایات سے نوازا۔ ہر ممبر کو انگوٹھی عطا فرمائی۔

☆آسٹریلیا کی متعدد جماعتوں کے علاوہ کینیڈا اور پاکستان سے آئے 55 گھرانوں کے 145 افراد نے ملاقات کی اور تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

13 اپریل 2006ء

☆روزانہ کے معمولات کے بعد ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

☆ظہر وعصر کے بعد جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ فرمایا۔ رجسٹریشن، استقبال، رہائش، انفارمیشن، ٹرانسپورٹ، طبی امداد، بک سٹال، نمائش، ایم ٹی اے، لنگر خانہ، سٹور، صفائی، رابطہ، وائنڈ اپ، ویب ٹیلی کاسٹ اور جلسہ گاہ لجنہ اور متعلقہ نظامتوں خصوصاً چائلڈ کیئر ٹینٹ کا تفصیلی معائنہ فرمایا اور ہدایات دیں۔

☆ڈیوٹیوں کی افتتاحی تقریب میں تشریف لے گئے۔ تمام ناظمین اور منتظمین کو شرف مصافحہ بخشا۔ خطاب میں قیمتی ہدایات دیں اور بعد میں ریفریشمنٹ کے پروگرام میں بھی شرکت فرمائی۔

☆شام کے وقت جماعت کے 28 ایکڑ رقبہ میں لمبی سیر کے دوران ہر طرف سے اس قطعہ زمین کے متعلق معلومات دریافت فرمائیں۔

☆جرمنی سے آئے احباب ملے۔ انہوں نے دریافت کرنے پر بتایا کہ وہ مختلف فلائٹس کے ذریعے 25 گھنٹے کا سفر کر کے پہنچے ہیں۔

14 اپریل 2006ء

☆معمولات کے بعد ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

☆بائیسویں جلسہ سالانہ کا آغاز خطبہ جمعہ سے فرمایا۔ اس سے پہلے پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔

☆آج تاریخ ساز دن تھا۔ یہاں کے جلسہ میں پہلی دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح شامل ہوئے اور آپ کا خطبہ براہ راست MTA کے ذریعہ دنیا بھر میں نشر ہوا۔ جلسہ میں 13 ملکوں کے قریباً 1400 افراد شریک ہوئے۔

☆3500 کلومیٹر سفر کر کے آنے والی Perth کی فیملیز نے شرف ملاقات حاصل کیا۔

15 اپریل 2006ء

☆معمولات کے بعد ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور سرانجام دیئے۔

☆جلسے کا دوسرا دن تھا۔ لجنہ سے خطاب فرمایا۔ لجنہ نے پُر جوش استقبال کیا اور بچیوں نے استقبالیہ ترانہ سنایا۔

☆چھ طالبات کو اعلیٰ کارکردگی پر گولڈ میڈلز اور شیلڈز عطا فرمائیں۔

☆شام بیت الہدیٰ کے احاطہ میں تقریب عشائیہ ہوئی جس میں غیر مذاہب کے 177 غیر از جماعت مہمان شریک ہوئے۔ حکومتی نمایاں شخصیات بھی شامل ہوئیں۔ اسی طرح ڈاکٹرز، پروفیسرز، مقتدر شخصیات نے خوش آمدید کہا، ایڈریسز پیش کئے گئے۔ آخر پر حضرت صاحب نے خطاب میں دین کی اعلیٰ تعلیم پیش فرمائی۔

☆کھانے کے دوران بھی مقتدر شخصیات سے گفتگو رہی بعد میں شیلڈز عطا فرمائیں اور سب نے تصاویر بنوائیں۔

16 اپریل 2006ء

☆معمولات کے بعد ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور سرانجام دیئے۔

☆جلسے کے اختتامی خطاب کے لئے تشریف لائے تو احباب نے پُر جوش نعروں سے استقبال کیا۔

☆بیس طلباء کو اعلیٰ کامیابیوں پر میڈلز اور شیلڈز عطا فرمائیں۔

☆اختتامی خطاب فرمایا۔ اختتامی دعا کے بعد ولولہ انگیز نعروں کی فضا میں سب کو دعائیں دیں اور السلام علیکم کہا۔ پھر لجنہ کی طرف تشریف لے گئے سب نے شرف زیارت حاصل کیا اور بچیوں نے کورس کی شکل میں نظمیں پڑھیں۔

☆تیرہ ملکوں سے قریباً ایک سو مہمان تشریف لائے۔ اندرون ملک دور دور سے احباب آئے بعض جہاز کے ذریعہ چار چار گھنٹے کا مسلسل سفر کر کے پہنچے۔

☆ظہر وعصر کے بعد تین نکاحوں کا اعلان ہوا۔ اس موقع پر دعا کے بعد انڈونیشیا سے آئے ہوئے وفد کے 16 ممبران نے شرف ملاقات حاصل کیا اور تصاویر بنوائیں۔

☆احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن آسٹریلیا کے ممبران نے شرف ملاقات پایا۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ میلبورن کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔ جائزہ لیا اور دعاؤں کے ساتھ قیمتی ہدایات سے نوازا۔

☆آسٹریلیا، کینیڈا، پاکستان اور انڈونیشیا کے 70 گھرانوں کے 265 افراد نے ملاقات کی اور تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

17 اپریل 2006ء

☆معمولات کے بعد ڈاک ملاحظہ فرمائی اور اس کے بعد واقفین نو بچوں کی کلاس شروع ہوئی۔ مختلف پروگرام ہوئے۔ حسب موقع ضروری ہدایات دیں اور نصائح سے نوازا۔ آخر پہ بچوں کو قلم عطا فرمائے۔

☆واقفین نو بچوں کے بعد دیگر بچوں کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔ مختلف پروگرام ہوئے۔ بچوں کو ہدایات سے نوازا اور قلم عطا فرمائے۔

☆نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ آسٹریلیا کے ساتھ میٹنگ میں تمام ممبرات کے شعبوں کا جائزہ لیا اور رہنمائی فرمائی۔

☆نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کے ساتھ ظہر وعصر کے بعد میٹنگ ہوئی۔ تمام شعبہ جات کا تفصیل سے جائزہ لیا اور ضروری نصائح کے ساتھ ہدایات سے نوازا۔ عاملہ نے تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

☆احمدی آرکیٹیکٹس، انجینئرز اور آئی ٹی پروفیشنلز کی بیت الہدیٰ میں میٹنگ ہوئی۔ ہر ایک سے الگ الگ تعارف بھی ہوا اور سب نے تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی اور ضروری ہدایات حاصل کیں۔

☆شام آسٹریلیا کے علاوہ کینیڈا اور امریکہ سے آئے کل 34 گھرانوں کے 135 افراد نے شرف ملاقات حاصل کیا اور تصاویر بنوائیں۔

18 اپریل 2006ء

☆معمولات کے بعد ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

☆دس بجے بیت الہدیٰ میں واقفات نو کی کلاس شروع ہوئی۔ مختلف پروگرام ہوئے، ترانے پیش کئے گئے، تقریریں ہوئیں۔ حسب موقع ہدایات و نصائح کے بعد آخر پر بچیوں کو تحائف عطا فرمائے۔

☆گیارہ بجے واقفات نو کے علاوہ بچیوں کی کلاس ہوئی۔ متعدد پروگراموں اور نصائح کے بعد آخر میں تحائف عطا فرمائے۔

☆بارہ بجے نیشنل عاملہ خدام الاحمدیہ آسٹریلیا کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔ تمام شعبوں کا جائزہ لیا اور ہدایات سے نوازا، تربیتی امور، تنظیمی کاموں اور خدمت خلق کے متعدد گوشوں کو نمایاں فرمایا۔ بیویوں سے پردہ کی پابندی کرانے کی تاکید فرمائی۔ آخر پر عاملہ کو تصویر بنوانے کا شرف حاصل ہوا۔

☆ایک ممبر پارلیمنٹ اپنے خاوند اور دو بچوں کے ساتھ ملاقات کے لئے آئیں اور چالیس منٹ تک شرف ملاقات حاصل کیا۔

☆ظہر وعصر کے بعد تقریب آمین ہوئی جس میں 8 بچے اور 9 بچیاں شامل ہوئیں۔

☆قریباً 5 بجے مجلس عاملہ آسٹریلیا کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔ تمام سیکرٹریان سے مختلف امور دریافت فرماتے ہوئے قیمتی ہدایات سے نوازا۔ آخر میں گروپ فوٹو کی سعادت بخشی۔

☆ساڑھے چھ بجے آسٹریلیا کی دو جماعتوں نیز جرمنی اور نیوگنی سے کل 24 گھرانوں کے 70 افراد نے شرف ملاقات حاصل کیا اور تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

☆مغرب وعشاء کے بعد جلسہ سالانہ کے جملہ کارکنان کے ساتھ تقریب عشائیہ میں شرکت فرمائی۔ ڈیوٹی دینے والوں نے شعبہ وار الگ الگ تصاویر بنوانے کا بھی شرف حاصل کیا۔

19 اپریل 2006ء

☆معمولات کے بعد نو بجے ملک کے دارالحکومت کینبرا کے لئے دعا کے ساتھ روانگی ہوئی۔ 280 کلومیٹر دور دارالحکومت سے 150 کلومیٹر کے فاصلے پر بحراوقیانوس کے پاس ایک ہوٹل میں صدر جماعت اور احباب نے استقبال کیا۔

☆ظہر کے بعد نیشنل میوزیم کی سیر کی اور وہاں ایک استقبالیہ میں شرکت فرمائی۔ میوزیم کے ڈائریکٹر نے خوش آمدید کہا۔ ایک انٹرویو میں مختلف سوالوں کے جواب دیئے۔ گائیڈ نے ہر گوشئہ میوزیم کے متعلق معلومات دیں اور نہایت دلچسپ امور و عجائب سے آگاہ کیا۔

☆میوزیم کے Friends Loung میں استقبالیہ تقریب تھی۔ 16 ملکوں کے سفیر، ہائی کمشنرز اور ملکی اعلیٰ عہدیداران درجنوں نمایاں شخصیات نے شرکت کی۔ میوزیم کے ڈائریکٹر نے خوش آمدید کہا اور دلی مسرت کا اظہار کیا۔ تعارف وغیرہ کے بعد خطاب میں دین حق کی نمایاں خصوصیات کا ذکر فرمایا اور جبر و تشدد اور ظلم و ستم کے خلاف تعلیمات پیش فرمائیں۔ بعد میں تمام شخصیات کو شرف ملاقات و مصافحہ بخشا۔

☆آسٹریلیا کے نیشنل اخبار The Canberra Times نے 20 اپریل کی اشاعت میں بڑی تصویر کے ساتھ تعارف اور استقبالیہ کے اہم نکات بیان کئے اور لکھا کہ:

"دو کروڑ سے زائد احمدیہ جماعت کے رہنما حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے کینبرا کے مقام پر فرمایا کہ دہشت گردی کلیتۃً دینی تعلیمات کے خلاف ہے"۔

☆رات 280 کلومیٹر کا واپسی سفر کر کے قیامگاہ تشریف لے آئے۔

20 اپریل 2006ء

☆معمولات کے بعد سڈنی کے پرفضا مقام Blue Mountain پہنچے نیلے پہاڑوں کے اس مقام تک کا سفر سڈنی سے کار کے ذریعہ ایک گھنٹہ میں طے ہوا۔ اس سرسبز و شاداب پہاڑی سلسلہ اور وادیوں کی سیر کے دوران بے شمار غیر ملکی سیاحوں نے دلچسپی کے ساتھ دیکھا۔

☆شام سیر سے واپسی پر ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور سرانجام دیئے اور مغرب وعشاء کے بعد رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

21 اپریل 2006ء

☆معمولات کے بعد ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور سرانجام دیئے۔

☆خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو MTA کے ذریعہ براہ راست ساری دنیا میں نشر ہوا۔

☆پونے تین بجے بیت الھدیٰ کے احاطہ میں Khilafat Centenary Hall کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس وسیع و عریض پراجیکٹ میں بڑا ہال، ذیلی تنظیموں کے دفاتر، بڑا کچن برائے جلسہ سالانہ شامل ہے۔ ہال میں 1363 افراد نماز پڑھ سکیں گے اور آٹھ کھیلوں کا انتظام ہوگا۔

☆سنگ بنیاد کے ساتھ حضرت بیگم صاحبہ امیر جماعت آسٹریلیا اور دیگر اعلیٰ جماعتی عہدیداران نے بھی ایک ایک اینٹ نصب کی۔ اسی طرح واقفین نو بچوں اور بچیوں کے نمائندوں نے بھی اینٹ نصب کی۔

☆شام کو دعا کے ساتھ برسبین (Brisbane) کے لئے روانہ ہوئے۔ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ ہوائی سفر کے بعد کوئنز لینڈ کے اس مرکزی شہر پہنچے جو سیاحت کے لئے بہت مشہور ہے۔ 70 کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک ہوٹل میں قیام کا انتظام تھا۔ عہدیداران اور احباب جماعت نے گرمجوشی سے استقبال کیا۔

22 اپریل 2006ء

☆معمولات کے بعد رہائشی حصہ سے باہر لوکل Aboriginal Community کے ممبر نے روایتی انداز میں خوش آمدید کہا اور میوزک کی مختلف ٹیونز نکالیں۔ روایتی آلات اور ہتھیار وغیرہ دکھائے اور شکار کے طریق بتائے۔

☆ہوٹل کی مالکہ کی درخواست پر ہوٹل کے ایک احاطہ میں رکھے جانور دیکھے اور ان میں دلچسپی کا اظہار فرمایا۔

☆لوکل نیوز میڈیا کی نمائندہ حاضر ہوئیں۔ تصاویر بنائیں اور متعدد سوالات پوچھے۔

☆سوا دس بجے یہاں کے مرکزی مشن ہاؤس تشریف لائے۔ ساری جماعت نے پُرجوش استقبال کیا ترانے پیش کئے۔ لوائے احمدیت اور قومی جھنڈا لہرایا گیا۔ لجنہ اماء اللہ نے حضرت بیگم صاحبہ کا والہانہ استقبال کیا۔

☆جماعت کے سنٹر "بیت المسرور" کا افتتاح فرمایا اور تختی کی نقاب کشائی کی اس سنٹر کا رقبہ دس ایکڑ ہے یہاں 286 مربع میٹر کا ہال تعمیر کیا گیا ہے۔

☆ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ کل 71 گھرانوں کے 290 افراد نے شرف ملاقات حاصل کیا اور تصاویر بنوائیں۔

☆ظہر وعصر کے بعد مستورات کی مارکی میں تشریف لے گئے۔ صدر صاحب جماعت نے اپنے بیٹے کی دعوت ولیمہ کا الگ مارکی میں انتظام کر رکھا تھا اس میں شرکت فرمائی۔

☆جماعتی اور ذیلی تنظیموں کی مجالس عاملہ نے الگ الگ تصاویر بنوائیں۔ ازاں بعد مربی سلسلہ کی رہائش گاہ کا معائنہ فرمایا۔

☆ساڑھے چار بجے دعا کے بعد روانگی ہوئی اور ساڑھے چھ بجے بذریعہ جہاز Adelaide تشریف لے گئے جو جنوبی آسٹریلیا کا مرکزی شہر ہے۔ ایئرپورٹ پر صدر جماعت اور ان کی عاملہ نے اسی طرح صدر لجنہ اور ان کی عاملہ نے آپ کا اور حضرت بیگم صاحبہ کا پرتپاک استقبال کیا اور بچیوں نے پھول پیش کئے۔

☆ایک ہوٹل میں قیام کا انتظام تھا۔ ہوٹل میں ہی مغرب وعشاء کی نمازیں ہوئیں۔

23 اپریل 2006ء

☆معمولات کے بعد 46 کلومیٹر دور جماعت ایڈیلیڈ کے مرکز تشریف لے گئے۔ جماعت نے پُرجوش استقبال کیا۔ خصوصاً ابو رجینز فیملی نے اپنے روایتی انداز میں استقبال کیا۔ بچوں بچیوں نے کورس کی شکل میں نظمیں پڑھیں اور قومی پرچم لہراتے ہوئے سب نے اظہار مسرت کیا۔

☆یہ مرکز 20 ایکڑ رقبے پر مشتمل پہاڑی سلسلے اور سمندر کے درمیان پرفضا مقام ہے۔ آپ نے اور حضرت بیگم صاحبہ نے مرکز میں پودے لگائے۔

☆61 گھرانوں کے 261 افراد نے شرف ملاقات حاصل کیا اور تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

☆ظہر وعصر اور کھانے کے بعد زیتون کے باغ میں چہل قدمی فرمائی اور اچھی نگہداشت کے سلسلہ میں ہدایات سے نوازا۔

☆تقریب آمین ہوئی جس میں تین بچوں نے شرکت کی۔ ازاں بعد سڈنی واپس جانے کی تیاری ہونے لگی۔ سب کی نظریں حضرت صاحب کے چہرے پر مرکوز رہیں۔ بچے نظمیں پڑھتے رہے۔ ہاتھ ہلا کر سلام کیا اور اجتماعی دعا کے ساتھ روانگی ہوئی۔

☆قریباً آٹھ بجے سڈنی پہنچے۔ شہر کے درمیان سے سمندر کا ایک حصہ گزرتا ہے۔ اس پر 50 کلومیٹر چوڑے 134 میٹر بلند اور ایک کلومیٹر لمبے پل کا نظارہ کیا۔ وہاں بحری جہازوں اور کشتیوں نے رات کے وقت روشنیوں میں عجیب سماں باندھ رکھا تھا۔

☆بیت الھدیٰ میں جماعت محبت بھرے جذبات کے ساتھ منتظر تھی۔ والہانہ استقبال کے بعد رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

24 اپریل 2006ء

☆معمولات کے بعد ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ آج آسٹریلیا میں اس دورے کا آخری دن تھا۔

☆آسٹریلوی فن تعمیر کی منفرد عمارت اوپرا ہاؤس پہنچے تو پروٹوکول آفیسر اور سینئر گائیڈ نے استقبال کیا۔ یہ انوکھی عمارت کھلے ہوئے پھول کی پتیوں کی شکل پر تعمیر ہے جس کے تین طرف سمندر ہے۔

☆سربراہان حکومت کو سیر کرانے والے سینئر گائیڈ نے پوری معلومات بیان کیں۔ بڑے ہال میں 2700 افراد بیٹھ سکتے ہیں۔

☆چالیس منٹ کے روح پرور وزٹ کے بعد ظہر وعصر کی ادائیگی کے علاوہ مقامی احباب کے ساتھ تصویریں بنائیں۔

☆جاذب نظر "سڈنی ہاربر برج" کی تفصیلاً سیر کی جس پر ٹریفک گزرنے کی آٹھ Lane ہیں اور ریلوے ٹریک الگ ہے۔

☆سمندر کے کنارے وسیع و عریض دلکش درختوں پودوں اور پھولوں سے سجے ہوئے "رائل بوٹینک گارڈن" کی سیر کی اور باغ میں سینکڑوں آسٹریلوی طوطے اور دیگر پرندوں کو اپنے دست مبارک پر رکھے دانے چگوائے۔

☆شام تین گھرانوں نے شرف ملاقات حاصل کیا۔

☆جماعت کی لائبریری کا نام "حسن موسیٰ لائبریری" ارشاد فرمایا۔

25 اپریل 2006ء

☆آسٹریلیا کے حالیہ دورہ کی تکمیل پر آج فجی کے لئے روانگی کا دن ہے۔

☆دور ونزدیک سے احباب لب دعا اور دیدہ تر لئے صبح سے الوداع کہنے دورویہ حاضر تھے۔

☆محترم امیر صاحب جہاز کے دروازہ تک ساتھ گئے جبکہ اعلیٰ عہدیداران نے VIP لاؤنج میں الوداع کہا اور دعاؤں کی فضا میں رخصت کیا۔

خطبہ جمعہ

14 اپریل 2006ء

آسٹریلیا سے کسی خلیفۃ المسیح کا دنیا بھر میں براہ راست نشر ہونے والا اولین خطبہ جمعہ۔ اس خطبہ جمعہ کے اہم نکات حسب ذیل ہیں:

☆آسٹریلیا میں احمدیت کا آغاز 1903ء میں حضرت صوفی موسیٰ خان صاحب کی بیعت سے ہوا۔ حضرت مسیح موعود کی طرف سے آپ کے نام مکتوب میں نصائح تھیں۔

☆فرمایا: ظاہری و باطنی صفائی کے ساتھ ہر قسم کے کسل اور سستی کو دور کرتے ہوئے وقت پر سنوار کر نمازیں ادا کریں۔

☆وقت پر نماز ادا کرنے والے شیطانی حملوں سے محفوظ اور خدا کا قرب حاصل کرنے والے بن جاتے ہیں۔

☆جب بندہ نماز کو ترجیح دے گا تو خدا خود اس کی تمام ضروریات پوری کرنے کا سامان کر دے گا۔

☆نماز سنوار کر یعنی باجماعت پڑھنا تمام

ترقیات کی جڑاور زینہ ہے۔

☆استغفار بہت پڑھتے رہیں۔ اللہ اپنے بندے کی توبہ پر بہت خوش ہوتا ہے۔

☆تقویٰ، طہارت اور اللہ و رسولؐ کی فرمانبرداری کی پوری کوشش کریں۔تقویٰ سے خالی عمل خدا تک نہیں پہنچتا۔

☆حضرت مسیح موعود نے حکم الٰہی سے نظام وصیت جاری فرمایا۔آسٹریلیا کے اولین موصی حضرت موسیٰ خان تھے۔ انہوں نے مارچ 1905ء میں وصیت کی ۔ یہ نظام دلوں کو پاک کرنے والا نظام ہے۔

☆نمازوں اور تہجد میں بہت دعا کیا کریں نیز احمدیت کا پیغام دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کریں۔

☆اللہ کے فضل اور روحانی پانی کی نہر کو دوسروں تک پہنچا کر روحانی انقلاب پیدا کریں۔

☆زمانے کی لغویات سے بچیں اور بھائی چارے کی فضاء کو زندگیوں کا حصہ بنالیں۔

خطبہ جمعہ

21/اپریل 2006ء

آسٹریلیا میں فرمودہ دوسرے خطبہ جمعہ کے اہم نکات:۔

☆ تجربہ کار اور مخلص احمدیوں کی ذمہ داری ہے کہ ان کے کسی عمل سے کسی احمدی نوجوان یا نئے احمدی کو ٹھوکر نہ لگے۔اس لئے ہمیشہ اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔

☆ حضرت مسیح موعود کی تعلیم سے چمٹتے ہوئے اپنی دنیا و آخرت کو سنوارنے کی کوشش کرتے چلے جائیں۔

☆خود اپنی راہ صاف رکھیں، دلوں کے داغ دھونے کی کوشش کریں اور اخلاق درست کریں۔

☆ہر احمدی بڑا ہو یا چھوٹا،عہدیدار ہو یا غیر عہدیدار ہر ایک کو اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

☆زبان پر قابو رکھیں، زبان کی بد اخلاقیاں دشمنیاں ڈال دیتی ہیں۔

☆ ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ تقویٰ اور اخلاق کے اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کرے جن کا عہد بیعت میں ذکر ہے۔

ہدایات ونصائح

سالومن آئی لینڈز کے وفد کو ہدایات

12 اپریل/ 2006ء

سالومن آئی لینڈز سے چھ افراد کا وفد جلسہ سالانہ آسٹریلیا میں شامل ہوا۔ ملاقات کے دوران ان کو نصائح سے نوازا:۔

☆ان جزائر میں دین حق کا نفوذ پہلی دفعہ احمدیت کے ذریعہ 1994ء میں ہوا۔ ان کو تاکید فرمائی کہ ہر جزیرہ کی تجنید مکمل ہونی چاہئے۔

☆صدر خدام الاحمدیہ 99 جزائر میں پھیلے اپنے قبیلہ کے جلد ہی چیف بننے والے ہیں۔ان کو تاکید فرمائی کہ ہر جزیرہ میں جہاں خدام ہیں ایک قائد مقرر کریں اور اپنے مربی کے ساتھ مل کر آرگنائز کریں۔

☆جزائر میں MTA کی ٹیم کے ذریعہ ڈاکومنٹری تیار کریں۔

☆صدر صاحب جماعت سالومن آئی لینڈز کو ہدایت فرمائی کہ جزائر کا دورہ کریں وہ اور معلم صاحب امیر صاحب آسٹریلیا کو اپنی رپورٹ بھجوایا کریں اور آمد وخرچ کا حساب رکھا کریں۔

ط☆اب تو جماعت رجسٹرڈ ہے اس لئے پراپرٹی بھی خریدی جاسکتی ہے۔

معائنہ انتظامات جلسہ سالانہ کی افتتاحی تقریب سے خطاب

13/اپریل 2006ء

☆جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ شعبہ وار کرنے کے بعد ڈیوٹیوں کی افتتاحی تقریب سے خطاب میں نصائح سے نوازا۔

☆جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کا انتظام منظّم ہو چکا ہے۔افسران اپنے منتظمین اور معاونین کو ٹرینڈ کررہے ہوتے ہیں۔ معاونین ہر شعبہ میں ہر سال بدل بدل کر آنے چاہئیں تاکہ ہر شعبہ کی ہر ایک کو واقفیت ہوتی جائے۔

☆ آپ کے امیر صاحب کی انتظامی صلاحیت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت زیادہ ہے۔خدام کو چاہئے کہ خود ہی سوال کرکے ان کے تجربہ سے فائدہ اٹھائیں۔

☆افسران کوشش کیا کریں کہ کارکنان میں زیادہ سے زیادہ کام کرنے کی روح پیدا کریں پھر ان پر اعتماد کریں۔اعتماد کریں گے تو ان میں خدمت کی روح پیدا ہوتی چلی جائے گی۔

☆مہمان نوازی میں ہر کارکن کو چاہئے کہ کبھی بھی کوئی صورتحال پیدا ہو تو صبر کے ساتھ مہمان کی بات سن کر ضرورت پوری کرے اور ضرورت سے افسر جلسہ سالانہ اور منتظم کو آگاہ کرے۔

☆کسی کارکن نے مہمان کے ساتھ سخت کلامی نہیں کرنی اور سخت زبان میں بات نہیں کرنی۔

☆افسر سے لے کر معاون تک ہر کوئی خدمت کو اعزاز سمجھ کر انجام دے۔

☆شعبہ صفائی لجنہ کو خاص طور پر بہت برداشت اور حوصلہ سے فرائض انجام دینے چاہئیں۔اسی طرح شعبہ صفائی مردانہ بھی۔

☆ کھانا پکانے کے انتظام میں متبادل انتظام ہونا چاہئے۔

☆بنیادی بات یہی ہے کہ مہمانوں کے ساتھ احترام سے پیش آئیں اور ان کا خیال رکھیں۔

☆شعبہ Wind Up کو فعال ہونا چاہئے۔

تقریب عشائیہ سے خطاب

15/اپریل 2006ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں بیت الھدیٰ کے احاطہ میں تقریب عشائیہ کا اہتمام کیا گیا جس میں 177 غیر مذاہب کے اور غیر از جماعت معزز مہمان بھی شامل ہوئے ۔ اس تقریب سے خطاب کے اہم نکات حسب ذیل ہیں۔

☆ ہر مذہب والے اپنے حقوق حاصل کرنے میں جدوجہد کررہے ہیں مگر دین حق میں شامل لوگوں کی ایسی کوششوں کو دہشت گردی کہا جاتا ہے۔

☆اگر سپر پاورز دوہرے معیار کو استعمال نہ کریں تو امن کی راہ نکل سکتی ہے۔

☆سوسال پہلے قوموں نے قیام امن کے معاہدے کئے لیکن انہیں کامیابی نہیں ہوئی۔

☆دین حق کی رواداری اور خوبصورت تعلیم احمدی ساری دنیا میں پھیلا رہے ہیں جس کے اہم پہلو ہیں کہ:۔

☆تم بہترین قوم ہو تاکہ مخلوق خدا سے ہمدردی کرو اور ظلم نہ کرو۔

☆ہمسائے سے حسن سلوک کرو۔

☆ قانون پر کاربند رہو۔

☆ظلم میں کسی کی مدد نہ کرو۔

☆زمین پر فروتنی سے چلو۔

☆ جاہل مخاطب ہوں تو جواب میں سلام کہو۔

☆عفو سے کام لو۔

☆قرآن کریم کی تعلیم انسانی فطرت کے مطابق ہے۔

☆سزائیں جرائم ختم کرنے کے لئے ہیں زیادتی کے لئے نہیں۔

☆ مکی زندگی میں رسول اللہؐ پر ہر ظلم ڈھایا گیا اور مدنی دور میں جنگیں مسلط ہوئیں پھر اللہ تعالیٰ نے تائید و نصرت سے 313 کو 1000 پر غالب کردیا۔

☆رسول اللہؐ دس ہزار رفقاء کے ساتھ فتح مکہ پر ہر طرح کا ظلم کرنے والوں کو یکسر معاف کردیا۔مقصد قیام امن تھا۔

☆ پس دین حق پر حملہ کرنے کی بجائے اس تعلیم اور عمل کو دیکھیں تو دنیا جنت نظیر بن سکتی ہے۔

جلسہ سالانہ پر مستورات سے خطاب

15/اپریل 2006ء

☆احمدی عورتیں پاکیزہ عملی نمونوں اور عبادتوں کے بلند معیار کے ساتھ بچوں کی تربیت کریں۔

☆اپنی تعداد بڑھانے کی کوشش کریں اس کے مختلف ذرائع ہیں۔ دعوت الی اللہ کریں۔ دین کی خوبیاں بتائیں اور اپنے اندر پاک تبدیلیاں کریں تو ایک طبقہ خود بخود اس طرف کھنچا آئے گا۔

☆ تقریبات میں بلائیں، دوستی کا تعلق بنائیں۔ لٹریچر اور کیسٹس دیں۔ٹیمیں بنا کر دعوت الی اللہ کے لئے بھیجیں۔

☆عبادت کے بغیر ایک احمدی کی زندگی نامکمل ہے۔بچوں کو بتائیں کہ جو فضل ہو رہے ہیں ان کا تقاضا ہے عبادت گزار بنیں۔

☆اللہ کے فضل سے سب کچھ ہوسکتا ہے۔اللہ کا فضل سمیٹنے کے لئے عبادت گزار بنیں۔

☆ نیک احمدی عورت خدا کو خوش کرنے کے لئے خاوند کی اطاعت گزار، بچوں کی تربیت کرنے والی اور بچوں کا نظام جماعت و نظام خلافت سے رشتہ مضبوط کرنے والی ہوتی ہے۔

☆احمدی معاشرہ کا ہر گھر، ہر فرد احمدیت کا اثاثہ ہے۔کوئی نہیں چاہتا کہ اس کا اثاثہ ضائع ہو۔اس لئے جماعت کے ہر فرد کی تربیت کی کوشش کی جاتی ہے۔

☆ بچوں کی تربیت ماں اور باپ دونوں کی ذمہ داری ہے۔اچھی تربیت سے بڑھ کر اولاد کے لئے کوئی تحفہ نہیں۔

☆عبادتوں کے معیار بلند کریں۔ اعلیٰ اخلاق اپنائیں۔ نیکیوں کی تلقین کریں اور بدیوں سے روکیں ۔ رنجشوں، ناراضگی کو بھلا دیں، عاجزانہ راہیں اختیار کریں۔ حسد اور بڑائی سے بچیں۔ ناشکری اور بے صبری چھوڑ کر قناعت پیدا کریں۔

☆عملی نمونوں اور عبادتوں کے معیار بلند کریں گی تو دعوت الی اللہ کے مواقع بھی پیدا ہوں گے اور یوں آپ معاشرہ کو جنت نظیر بنا رہی ہوں گی۔اللہ سب کو حقیقی معنوں میں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی توفیق بخشے۔

جلسہ سالانہ کا اختتامی خطاب

16/اپریل 2006ء

☆ آسٹریلیا کے اس دور دراز براعظم میں جلسہ سالانہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا نشان ہے۔

☆جلسہ کا مقصد یعنی اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا نہ کی تو یہ جلسے بے فائدہ ہیں۔

☆حقیقی عابد و زاہد وہی بن سکتا ہے جو حقوق العباد ادا کرے۔

☆اخلاق فاضلہ اسی کا نام ہے کہ بغیر کسی معاوضہ کے ہمدردی خلائق کی جائے۔یاد رکھیں کہ بندوں کے حقوق ادا نہ کرنے سے تمام نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔

☆عہدیداران خاص طور پر اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کریں کہ خدا نے خدمت کا موقع دیا ہے تو تبدیلی پیدا نہ کرنے سے یہ مواقع چھن بھی سکتے ہیں۔

☆دین نے پورے معاشرے کے حقوق ادا

کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ والدین سے لے کر معاشرے کے اس شخص تک کے حقوق ادا کرو جس کو تم جانتے بھی نہیں ہو۔

☆ والدین، میاں بیوی، یتامیٰ، مساکین، ہمسائے، ہمسفر اور ساتھ کام کرنے والوں کے حقوق ہیں سب کو ملحوظ رکھو گے تو معاشرے میں امن ہوگا۔

☆ غریب رشتہ داروں، یتیموں اور مساکین کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لئے ان کی صلاحیتوں کو چمکانا چاہئے۔

☆ اپنی اناؤں سے جان چھڑانے والے ہوں گے تو حقوق العباد ادا کرسکیں گے ورنہ نہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہر احمدی اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے والا ہو۔ خدا تعالیٰ آپ کی دعاؤں کو قبول فرمائے۔

☆ گزشتہ سال جلسہ کی حاضری 765 تھی اس سال 1666 ہے۔ فالحمدللہ علی ذالک۔

نیشنل عاملہ انصار اللہ

آسٹریلیا کو ہدایات

17/اپریل 2006ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تجنید کے لحاظ سے سب سے چھوٹی اور سب سے بڑی مجلس کے متعلق دریافت فرمایا اور ہدایت کی کہ آپ کی مجالس 8 ہیں جبکہ لجنہ اماء اللہ کی 12۔ آپ بھی حالات دیکھ لیں۔

☆ تمام مجالس ہر ماہ آپ کو رپورٹ بھیجیں اور آپ ہر ماہ مجھے بھجوائیں۔

☆ صف دوم کے انصار کے لئے سیر، سائیکلنگ اور کھیلوں کے پروگرام بنائیں۔

☆ ہیومینیٹی فرسٹ رجسٹرڈ ہے اس کے تحت رفاہ عامہ اور خدمت خلق کے کام ہوسکتے ہیں۔

☆ میراتھن واک کے لئے وہ علاقہ چنیں جہاں لوگ جماعت کو نہیں جانتے اس طرح تعارف ہوگا اور رابطے بڑھیں گے۔ میراتھن واک کے ذریعہ جو چیریٹی فنڈز اکٹھے ہوں وہ اس علاقہ کے لوکل اداروں اور ہیومینیٹی فرسٹ کو دیں۔

☆ تجنید ہر لحاظ سے مکمل ہونی چاہئے اسی طرح جملہ اخراجات کا پورا آڈٹ ہونا چاہئے۔

☆ گزشتہ سالوں کے مبائعین سے رابطے رکھیں اور ٹیمیں بنا کر باہر کے علاقوں اور چھوٹی جگہوں پر جائیں۔ صرف شہروں میں سٹال لگانے اور لٹریچر تقسیم کرنے سے مقصد حاصل نہیں ہوگا۔ اصل چیز مستقل رابطے ہیں۔

☆ غریب علاقوں میں دعوت الی اللہ شروع کریں۔ مختلف ملکوں اور قوموں سے آئے لوگوں سے ملیں۔

☆ MTA کے ذریعہ تعارف بڑھائیں اور کیسٹس کے ذریعہ پیغام پھیلائیں۔

☆ وقف جدید میں تمام انصار کو شامل ہونا چاہئے خواہ بطور ٹوکن تھوڑا سا چندہ دیں۔

☆ اولڈ پیپل ہاؤس تلاش کریں، ہسپتالوں میں جائیں اور بوڑھوں بیماروں کے پاس بیٹھیں باتیں کریں۔

☆ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم میں سب بچوں کو بھی فعال بنائیں۔

☆ قائد عمومی سے فرمایا کہ مجالس سے آنے والی رپورٹس ہر قائد کو جانی چاہئیں تاکہ وہ اس پر تبصرہ کرکے بھجوائیں۔

☆ تعلیم القرآن کی کلاسز لگائیں ناظرہ پڑھائیں۔ صحیح تلفظ کے ساتھ سکھائیں وہ دوسروں کو سکھائیں۔

☆ شعبہ تعلیم کے تحت نصاب مقرر کرکے اس کا امتحان لیں اس سے کتب حضرت مسیح موعود پڑھنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔

☆ تحریک جدید میں تمام انصار کو شامل کریں۔

☆ انصار کے بجٹ میں سب کو شامل کریں اور چندہ کے معیار کو بلند کریں۔

☆ بعض بہت اچھا کمانے والے ہیں اور بعض کی آمد کم ہے سب کو ایک ہی سطح پر نہ رکھیں۔

☆ انصار اللہ کا اپنا ماہانہ بلیٹن ہونا چاہئے۔ خواہ چار ورق کا ہی نکالیں اس میں انصار اللہ کی مساعی اور پروگراموں کا ذکر کیا جائے۔ انصار اللہ کے لئے اعلانات وغیرہ دیئے جائیں۔

آرکیٹیکٹس اور آئی ٹی

پروفیشنلز کو ہدایات

17/اپریل 2006ء

31 انجینئرز، آرکیٹیکٹس اور IT پروفیشنلز کے ساتھ میٹنگ میں باری باری سب سے تعارف کے بعد حسب موقع قیمتی نصائح فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔

☆ رجسٹریشن کارڈز کے سکیننگ سسٹم کے متعلق استفسارات کے بعد فرمایا کہ آپ جو اپنا کمپیوٹر سسٹم ڈویلپ کررہے ہیں اس بارہ میں مرکز سے رابطہ کرکے رہنمائی لیں تاکہ ایک ہی سسٹم ہو۔

☆ انجینئرز اور آرکیٹیکٹس سے فرمایا کہ جماعت کی 128 ایکڑ جگہ ہے اس کا سروے کریں اور جائزہ لیں کہ کیا اس ایریا میں رہائشی مکانات بنائے جاسکتے ہیں۔ قانون بھی پڑھیں اور کالونی کی طرز پر کمپلیکس کا پلان بنائیں۔ ایک ماسٹر پلان بنائیں۔ جس میں پلاٹ اور گھروں کا سائز ہو پھر راستے وغیرہ بھی۔

تم ٹھنڈے ٹھنڈے گھر جاؤ

آسٹریلیا کے ابتدائی احمدیوں کے نام

آسٹریلیا میں احمدیت کی کونپل 1903ء میں پھوٹی اور سخت موسموں کے باوجود ایک نوزائیدہ شاخ کی صورت کئی دہائیوں تک لہلہاتی رہی۔ اس دور کے احمدیوں نے مرکز سے رابطہ رکھا، مالی قربانیوں میں حصہ لیا اور خود کو منظّم رکھنے اور دین کا پیغام آگے بڑھانے کا ذکر ملتا ہے۔ کچھ کے مزار دریافت ہوچکے ہیں۔ بعض کی تلاش ہے مگر اکثر تو شاید معدوم ہی رہیں۔ یہ چند اشعار ان سب ابتدائی احمدیوں کے نام ہیں۔

ہم آن ملے ہیں متوالو، بس دیر تھی کل یا پرسوں کی
اب بوجھ ہمارے کاندھوں پر، تم تھکن اتارو رستوں کی
تم نے جو دھوپ زمینوں میں بکھرائے بیج تھے سایوں کے
وہ پیڑ بنے اور ان کے تلے اب بستی ہے ہم بہتوں کی
سفر اب کی پہلی جنبش تم جو سر کی بنی، نغمہ بھی بنے
اک دور کی ہلکی خوشبو تم زینت جو بنے گلدستوں کی
اٹھتی سی موج اجالے کی، کرنیں جو بنی مہتاب بھی ہو
بارش سے پہلے کی پروا جو ہو تسکین ترسوں کی
اک کشتی آب جھمیلوں میں جو لہروں سے الجھے لپٹے
یوں سعی و عمل کی دعوت تم ڈھارس جو ہوئی کم دستوں کی
کاوش و خواہش سے تم نے دہکائی تھی جو پیار کی لو
وہ شمعیں جلیں اس لو سے جو قندیل ہوں سیدھے رستوں کی
یوں وقت کا آگا پیچھا کیا، رندوں کا جانا آنا کیا
یہ بھی وہی ساقی بھی وہی مستی بھی وہی لے مستوں کی
تم شہر میں ساروں سے پوچھو تم رات میں تاروں سے پوچھو
کہ گیت تمہارے ہونٹوں کے وہ آج بھی ہم دہراتے ہیں
تم پریم ڈگر کے راہی تھے ہم بھی تو ایک مسافر ہیں
تم ٹھنڈے ٹھنڈے گھر جاؤ، ہم پیچھے پیچھے آتے ہیں

ڈاکٹر ریاض اکبر

مکرم ثاقب محمود عاطف صاحب سیکرٹری اشاعت آسٹریلیا

براعظم آسٹریلیا میں احمدیت کی تاریخ

خلافت رابعہ اور خلافت خامسہ کے بابرکت ادوار میں

بیت الھدیٰ کا سنگ بنیاد

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے خلافت کے آغاز میں ہی ہدایت فرمائی کہ آسٹریلیا میں جلد از جلد مشن کے قیام کا منصوبہ مکمل ہونا چاہئے۔ زمین بیس پچیس ایکڑ سے کم نہ ہو۔ اللہ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی یہ خواہش بہت جلد پوری ہوئی اور 1983ء میں بیت الذکر کے لئے ستائیس ایکڑ کا رقبہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمادیا اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے بیت الذکر کے سنگ بنیاد کے لئے 30 ستمبر 1983ء کی تاریخ تجویز فرمائی اور بنفس نفیس بیت الذکر کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے آسٹریلیا تشریف لائے۔ حضور پہلی دفعہ آسٹریلیا 16 ستمبر 1983ء کو فجی جاتے ہوئے تشریف لائے لیکن حضور پُرنور کا آسٹریلیا کا باقاعدہ دورہ 25 ستمبر 1983ء سے شروع ہوا۔ حضرت مولوی محمد حسین صاحب سبز پگڑی والے رفیق حضرت مسیح موعود بھی اسی روز آسٹریلیا تشریف لائے۔ 30 ستمبر 1983ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے پُرسوز دعاؤں کے ساتھ بیت الھدیٰ سڈنی کا سنگ بنیاد رکھا۔ یہ سنگ بنیاد، جمعہ کے مبارک دن رکھا گیا۔ اس کی خبریں آسٹریلیا کے اخبارات کے علاوہ دنیا کے دوسرے ممالک کے اخبارات نے بھی شائع کیں۔ پاکستان کے اخبارات نے بھی بیت الذکر کے سنگ بنیاد کی خبریں شائع کیں۔ مورخہ 7/اکتوبر 1983ء کو حضور آسٹریلیا سے کولمبو سری لنکا کے لئے روانہ ہوئے۔

1984ء میں آسٹریلیا کا پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں تقریباً 80 افراد نے شرکت کی۔

5 جولائی 1985ء کو محترم مولانا شکیل احمد منیر صاحب نائیجیریا سے آسٹریلیا میں بحیثیت مربی تشریف لائے اور آپ آسٹریلیا کے پہلے امیر بھی مقرر ہوئے۔

آپ کی آسٹریلیا آمد کے بعد بیت الذکر کی باقاعدہ تعمیر بھی شروع ہوئی۔ جماعت کا پہلا میگزین ''الھدیٰ'' دسمبر 1985ء میں شروع ہوا۔

دسمبر 1986ء میں احمدیہ قبرستان کی منظوری حاصل کی گئی۔ اس قبرستان میں سب سے پہلے دفن ہونے والے احمدی مکرم شمس الدین صاحب تھے جو آسٹریلیا کی جماعت کے پہلے نائب صدر بھی تھے۔

1986ء میں پوپ جان پال دوم کی آسٹریلیا آمد پر جماعت نے ان کو خوش آمدید کہتے ہوئے امن مذاکرات کی بھی دعوت دی جو کہ یہاں کے مختلف اخبارات میں چھپی۔

7 ستمبر 1987ء کو جماعت احمدیہ آسٹریلیا باقاعدہ طور پر رجسٹرڈ ہوئی۔

حضور اقدس کا دوسرا دورہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 1989ء میں اپنے بابرکت وجود سے آسٹریلیا کو دوبارہ برکت بخشی۔ حضور پُرنور مورخہ 14 جولائی 1989ء کو فجی سے آسٹریلیا تشریف لائے۔ آپ صبح آٹھ بجکر پچپن منٹ پر سڈنی کے ایئرپورٹ پر اترے۔ اس دن جمعہ تھا اور عیدالاضحیہ بھی تھی۔ حضور انور کا قافلہ تقریباً گیارہ بجکر پندرہ منٹ پر بیت الھدیٰ پہنچا۔ حضور پُرنور نے بیت الھدیٰ میں عید کی نماز پڑھائی اور خطبہ عید ارشاد فرمایا۔ پھر بعد میں حضور انور نے خطبہ جمعہ بھی ارشاد فرمایا۔

بیت الھدیٰ سڈنی کا افتتاح 14 جولائی 1989ء کو ہی عمل میں آیا۔ 15 جولائی 1989ء کو حضور اقدس نیوزی لینڈ تشریف لے گئے اور 16 جولائی 1989ء کو حضور انور واپس سڈنی تشریف لائے۔ 18 جولائی 1989ء کو حضور انور کی آسٹریلیا سے روانگی ہوئی۔

17 جولائی 1991ء کو محترم محمود احمد صاحب بحیثیت امیر جماعت احمدیہ آسٹریلیا تشریف لائے۔ آپ مشنری انچارج بھی ہیں۔ آپ کے علاوہ دو اور مربیان ہیں۔ محترم مولانا قمر داؤد کھوکھر صاحب 13/اگست 1996ء کو سڈنی آسٹریلیا تشریف لائے اور 18/اکتوبر 1997ء سے وہ میلبورن (Melbourne) میں بطور مربی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ دوسرے مربی محترم مولانا مسعود احمد شاہد صاحب ہیں۔ آپ 9/اگست 1996ء کو سڈنی آسٹریلیا تشریف لائے اور 17 مارچ 1997ء سے لے کر اب تک جماعت احمدیہ (Brisbane) میں بطور مربی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

جماعتی ترقیات

جماعت احمدیہ آسٹریلیا جس کی کونپل حضرت صوفی حسن موسیٰ خان کے ذریعہ پھوٹی۔ اب اللہ کے فضل و کرم سے ہر جہت سے ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نفوس کے ساتھ ساتھ مالی وسعت بھی بہت عطا فرمائی ہے۔ بیت الھدیٰ کے دونوں ہالز اب کافی نہیں رہے۔ بیت الذکر کے ساتھ ایک اور بہت بڑا ہال انشاء اللہ جلد تعمیر ہوگا جس کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے حالیہ دورہ آسٹریلیا کے دوران اپنے دست مبارک سے رکھ چکے ہیں۔ جماعت احمدیہ برسبین نے بیت کی تعمیر کے لئے 10 ایکڑ کی جگہ حاصل کرلی ہوئی ہے جس میں نماز سنٹر، گیسٹ ہاؤس اور مشن ہاؤس کی تعمیر ہو چکی ہے۔

جماعت احمدیہ ایڈیلیڈ نے بیت کی تعمیر کے لئے 20 ایکڑ کا وسیع رقبہ اللہ کے فضل سے خرید لیا ہے۔

اسی طرح اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ میلبورن نے بھی ساڑھے سات ایکڑ پر مشتمل زمین کا ایک رقبہ خرید لیا ہے۔ جس پر ایک بہت بڑا ہال پہلے ہی سے تعمیر ہوا ہوا ہے۔ یہ ہال دو منزلوں پر مشتمل ہے۔

سولومن آئی لینڈز

سولومون آئی لینڈ میں (Solomon Islands) احمدیت کے قیام کی ذمہ داری جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے سپرد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے فرمائی تھی۔ محترم موسیٰ بن مصران کا تقرر وہاں پر بطور آنریری مربی ہوا۔ آپ نے نہایت نامساعد حالات اور مخالفت شدید کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا پیغام وہاں کے لوگوں کو پہنچایا۔ اب وہاں کے مقامی لوگوں کی تعداد (جو کہ نہایت مخلص ہیں) 150 ہے اور وہاں پر باقاعدہ مربی کا تقرر ہوا ہے اور جماعت رجسٹرڈ ہے اور اللہ کے فضل سے جماعت نے اپنا مشن ہاؤس بھی خرید لیا ہے۔

جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے ساتھ یہاں کی حکومت کا رویہ اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے ہمیشہ نہایت ہی اچھا رہا ہے اور آسٹریلیا کی جماعت بھی ملک کی تعمیر وترقی میں بھرپور حصہ لیتی ہے۔ جماعت اور ذیلی تنظیمیں ہر سال باقاعدگی سے Australia Clean Up Day میں حصہ لیتی ہے۔ اسی طرح سے ساری جماعتیں Red Cross Door Knock Appeal میں بھی حصہ لیتی ہیں۔ اسی طرح ذیلی تنظیمیں دوسری Charity Organization کے لئے بھی بہت ساری خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔

خدمت خلق

ہیومینیٹی فرسٹ Humanity First بھی اللہ کے فضل سے یہاں رجسٹرڈ ہوچکی ہے اور کام کررہی ہے۔ Deaf and Blind سوسائٹی کے لئے بھی جماعت کی ذیلی تنظیموں نے کافی کام کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود کے اس ارشاد کے تحت کہ

مرا مطلوب و مقصود و تمنا خدمت خلق است

جماعت احمدیہ آسٹریلیا نے نہ صرف آسٹریلیا کے اندر بلکہ انٹرنیشنل لیول پر بھی بنی نوع انسان کی خدمت کی توفیق پائی ہے۔ چند سال پہلے ایران میں زلزلہ زدگان کی امداد کے لئے جماعت نے عطیہ دیا۔

سونامی کی آفت نے جب انڈیا، سری لنکا اور انڈونیشیا وغیرہ کو اپنی لپیٹ میں لیا تھا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ آسٹریلیا نے دکھی انسانیت کی خدمت کے لئے بھرپور حصہ لیا۔ اس موقعہ پر انڈیا، سری لنکا، تھائی لینڈ اور انڈونیشیا کی حکومت کو مجموعی طور پر بیس ہزار ڈالر کا عطیہ جماعت نے پیش کیا اور قربانی کے کئی ایمان افروز واقعات سامنے آئے۔ ایک احمدی بچی نے پیسے بچا بچا کر گاڑی لینے کے لئے رقم جمع کی۔ جب سونامی کی وجہ سے وہاں کے متاثرین کے لئے تحریک ہوئی تو اس بچی نے اپنی ساری رقم جماعت کے سپرد کردی کہ یہ سونامی فنڈ میں دے دی جائے۔

جماعتی تنظیمیں خاص کر خدام خون کا عطیہ بھی باقاعدگی سے دیتے ہیں۔

حسن موسیٰ لائبریری

اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی اپنی لائبریری ہے جو کہ بیت الھدیٰ کی دوسری منزل پر واقع ہے۔ اس لائبریری میں 3000 سے زائد کتب ہیں۔ جو احمدی احباب کے استفادہ کے لئے میسر ہیں۔ اللہ کے فضل سے لائبریری کمپیوٹرائزڈ (Computerised) ہے اور لائبریری کی ممبر شپ (Membership) کے لئے باقاعدہ کارڈ بنتا ہے۔ اسی طرح سے Sale سسٹم بھی کمپیوٹرائزڈ ہے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق اس لائبریری کو ماسٹر لائبریری بھی بنایا جارہا ہے۔ اسی لائبریری سے جماعت کی دوسری لائبریریوں کے لئے بھی لٹریچر مہیا کیا جاتا ہے جو کہ میلبورن، برسبین اور ایڈیلیڈ میں ہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نے اپنے حالیہ دورہ آسٹریلیا کے دوران ازراہ شفقت لائبریری کا دورہ بھی فرمایا اور لائبریری کو ''حسن موسیٰ لائبریری'' کا نام بھی عطا فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کا دورہ آسٹریلیا

جیسا کہ اوپر ذکر گزر چکا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع دو دفعہ آسٹریلیا تشریف لائے تھے۔ اب سترہ سال بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ پہلی مرتبہ آسٹریلیا تشریف لائے اور جلسہ سالانہ میں بنفس نفیس شرکت فرمائی۔ جس پر ہم اہل آسٹریلیا اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 11/اپریل 2006ء بروز منگل صبح سوا پانچ بجے سڈنی ایئرپورٹ پر قدم رنجہ فرمایا اور صبح تقریباً سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بیت الھدیٰ پہنچے جہاں احباب جماعت کی ایک کثیر تعداد نے نہایت جوش اور ولولہ سے حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ دو ہفتہ کا دورہ اپنے اندر بے پناہ مصروفیات لئے ہوئے تھا۔ اللہ کے فضل سے آسٹریلیا کے سارے احمدی احباب نے مع اپنے اہل وعیال کے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے انفرادی ملاقات کی

توفیق پائی۔ جلسہ سالانہ آسٹریلیا کے لئے آسٹریلیا کے طول وعرض کے علاوہ باقی ملکوں سے بھی احمدی احباب آسٹریلیا تشریف لائے۔ حضور انور نے اپنے دورہ کے پہلے دن Chifley کے فیڈرل ممبر پارلیمنٹ سے ملاقات کی۔ یہ ممبر پارلیمنٹ حضور انور سے ملنے کے لئے حضور انور کی رہائش گاہ پر تشریف لائے تھے۔ 14 تا 16 اپریل 2006ء کو جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ کے دوران نہایت ایمان افروز خطابات فرمائے جو کہ دنیا بھر میں MTA کے ذریعہ Live نشر ہوئے۔

جلسہ سالانہ کے دوسرے دن یعنی 15 اپریل 2006ء کی شام کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اعزاز میں ایک تقریب عشائیہ کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں ایک بڑی تعداد میں غیراز جماعت افراد نے شرکت کی۔ اس تقریب میں ممبر وفاقی پارلیمنٹ اور اٹارنی جنرل آسٹریلیا Hon. Mr. Philip Ruddock کے علاوہ ممبر پارلیمنٹ Julie Owens، ممبر پارلیمنٹ Allan Shearan، ممبر پارلیمنٹ Tony Burke، ممبر پارلیمنٹ Mrs. Louise Markus، Mr. Laurie Ferguson وغیرہ شامل ہوئے۔ یہ سب ممبران یہاں کی وفاقی پارلیمنٹ کے ممبرز ہیں۔ اس کے علاوہ نیو ساؤتھ ویلز کی پارلیمنٹ کے سپیکر Mr. John Aquilian نے بھی شرکت کی اور بلیک ٹاؤن کونسل کے کونسلرز Cathy Collins اور Mr. George Bilic نے بھی شرکت کی۔ اس کے علاوہ اور بہت سارے دوسرے معززین بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حاضرین سے خطاب فرمایا اور بعد میں حاضرین سے جا کر ملاقات بھی فرمائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دورہ کے دوران جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی نیشنل مجلس عاملہ کے ساتھ میٹنگ کی اور اس کے علاوہ مجلس خدام الاحمدیہ، انصاراللہ، لجنہ کی مجالس عاملہ کے ساتھ بھی حضور انور نے میٹنگ کی۔ اس کے علاوہ ایک میٹنگ احمدی آرکیٹیکٹس وانجینئرز اور آئی ٹی پروفیشنلز کے ساتھ بھی ہوئی۔ 18 اپریل 2006ء کو ایک اور ممبر پارلیمنٹ Hon. Mrs. Louise Markus اپنی فیملی کے ساتھ حضور انور سے ملاقات کے لئے حضور انور کی رہائش گاہ پر تشریف لائیں۔ حضور انور نے اپنی رہائش گاہ پر ان کو شرف ملاقات بخشا۔ یہ ملاقات تقریباً چالیس منٹ تک جاری رہی۔

حضور انور نے ازراہ شفقت تقریب آمین میں بھی شرکت فرمائی اور بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم سنا جنہوں نے حال ہی میں قرآن کریم کا دور ختم کیا تھا۔

19 اپریل 2006ء کو حضور انور کینبرا (Canberra) تشریف لے گئے۔ وہاں حضور انور نے نیشنل میوزیم کی سیر کی۔ پھر اسی میوزیم کے ایک ہال (Friends Lounge) میں حضور انور کے اعزاز میں ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔ جس میں بہت سی اہم شخصیات نے شرکت کی۔ ان میں ممبران پارلیمنٹ کے علاوہ مختلف ملکوں کے سفیر شامل ہوئے۔ نیشنل اخبار The Canberra Time نے 20 اپریل 2006ء کی اشاعت میں اس تقریب کا احوال شائع کیا۔

21 اپریل 2006ء کو بعد از نماز جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بیت الھدیٰ کے احاطہ میں ہی خلافت جوبلی ہال Khilafat Centenary Hall کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس ہال کا نام بھی حضور انور نے ہی عنایت فرمایا۔ اسی دن شام کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ برسبین کے دورہ کے لئے روانہ ہوئے۔ برسبین میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بیت المسرور کمپلکس کا افتتاح فرمایا اور احباب جماعت کو ملاقات کا شرف بخشا۔ برسبین سے حضور انور ایڈیلیڈ کے لئے روانہ ہوئے۔ وہاں حضور انور نے جماعت کے افراد کو ملاقات کا شرف بخشا اور جماعت احمدیہ ایڈیلیڈ نے جو جگہ بیت الذکر کے لئے حاصل کی ہے اس جگہ کو دیکھنے بھی تشریف لے گئے۔ اسی دن رات کو یعنی 23 اپریل 2006ء کو حضور انور سڈنی واپسی تشریف لے آئے۔ جہاں احباب جماعت نے حضور انور کا استقبال کیا۔

24 اپریل 2006ء کو حضور انور سڈنی اوپیرا ہاؤس Opera House کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ احباب جماعت کی ایک کثیر تعداد بھی ساتھ تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اوپیرا ہاؤس کے سامنے Royal Botanic Garden کی سیر بھی فرمائی اور احباب جماعت کے ساتھ چائے بھی نوش فرمائی۔

شام کو واپسی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعض فیملیز کو شرف ملاقات بخشا۔ اس کے بعد حضور انور لائبریری کے معائنہ کے لئے تشریف لائے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بڑی تفصیل کے ساتھ لائبریری کے مختلف امور کے بارے میں دریافت فرمایا اور نہایت زریں ہدایات سے نوازا۔ خاکسار نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے لائبریری کا نام رکھنے کی درخواست کی تو حضور انور نے ازراہ شفقت لائبریری کا نام ''حسن موسیٰ لائبریری'' رکھا۔ 25 اپریل 2006ء کو حضور انور کا دورہ آسٹریلیا اختتام کو پہنچا اور حضور انور یہاں سے فجی تشریف لے گئے تھے۔ احباب جماعت نے اپنے پیارے آقا کو نہایت اداس دلوں کے ساتھ آنکھوں میں آنسو لئے ہوئے دعائیہ نظمیں پڑھتے ہوئے الوداع کہا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پُرسوز دعا کروائی۔ جماعت کے احباب کے پُرجوش نعروں کے جلو میں حضور انور سڈنی ایئرپورٹ کے لئے روانہ ہوئے جہاں محترم امیر صاحب آسٹریلیا مکرم محمود احمد صاحب نے جہاز کے دروازہ تک اپنے آقا کو الوداع کہا۔

مکرم ثاقب محمود عاطف صاحب

HE IS THE CHOSEN ONE

حضور انور کی دعا اور عظیم روحانی شخصیت کا اثر

خاکسار آسٹریلیا میں گزرنے والے دو نہایت ایمان افروز واقعات کا ذکر کرنا چاہتا ہے۔ پہلا واقعہ قبولیت دعا کا واقعہ ہے۔

خاکسار کے ایک دوست ہیں جو سکھ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ اولاد جیسی نعمت سے محروم تھے۔ IVF کے ذریعہ ان کی بیگم امید سے ہوئیں لیکن حمل کے آٹھویں ماہ بچہ پیٹ کے اندر ہی فوت ہو گیا۔ اس کے بعد پھر کافی دیر تک کوئی امید نہ بندھی تو ان کی بیگم صاحبہ نے خاکسار کی بیگم سے حضوانور ایدہ اللہ کی خدمت میں دعا کے لئے خط لکھنے کی درخواست کی۔ جس پر خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی خدمت اقدس میں سارے حالات لکھ کر دعا کی درخواست کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس خط کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں بھی دعا کروں گا۔ آپ بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ فضل کرے چنانچہ میں نے وہ خط اپنے دوست اور ان کی بیگم کو پڑھ کر سنا دیا۔ خاکسار اور خاکسار کی بیگم بھی دعا کرتے رہے۔ تقریباً دو ماہ بعد ہی میرے دوست نے خوشخبری سنائی کہ ان پر اللہ نے اپنا فضل فرما دیا ہے لہٰذا ہم حضور انور کی خدمت میں مزید دعا کے لئے خط لکھنا چاہتے ہیں۔

خاکسار نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں اپنے دوست کی طرف سے خط لکھا۔ (کیونکہ وہ اردو لکھ پڑھ نہیں سکتے لہٰذا انہوں نے مجھے کہا) حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے نام خط آیا کہ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے فضل کرے اور سارے مراحل خیریت سے طے ہوں۔ ہم بھی دعا کرتے رہے کہ اللہ کرے یہ بچہ خیریت سے پیدا ہو۔ آخر اللہ تعالیٰ نے 2 نومبر 2005ء کو ان کو بیٹی سے نوازا۔ اللہ کا شکر کہ اس نے اپنے پیارے خلیفہ کی دعا کو سنا۔ جب حضور انور آسٹریلیا تشریف لائے تو میرے دوست کی بیگم حضور انور سے ملاقات کے لئے بیت الذکر تشریف لائیں اور اپنی بیٹی کے ساتھ حضور انور سے ملاقات کی۔ انہوں نے حضور انور سے کہا کہ حضور یہ آپ کی دعاؤں کی بدولت ہمیں اللہ نے عطا کی ہے اس کے سر پر ہاتھ پھیر دیں۔ حضور انور نے ازراہ شفقت بچی کے سر پر ہاتھ رکھا اور فوٹو بھی بنوائی۔

دوسرا واقعہ ایک آسٹریلین خاتون کا ہے۔ جو حضور انور سے ملاقات کے لئے اپنی بیٹی کے ساتھ بیت الھدیٰ تشریف لائیں۔ یہ خاتون خاکسار کی Boss بھی ہیں۔ حضور انور سے ان کی ملاقات ہوئی تو بہت خوش تھیں۔ دونوں ماں بیٹیوں کے چہروں سے مسرت چھلک پڑتی تھی۔ حضور انور نے ان کو ازراہ شفقت قلم بھی عطا کئے۔ خاکسار نے پوچھا کہ آپ لوگوں نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوائی ہے تو کہنے لگیں کہ ہمیں خیال ہی نہیں رہا کہ ہم تصویر کا بھی کہتے۔ تاہم ان کی بیٹی نے کہا کہ میں اب ساری زندگی ان کو (حضور کو) نہیں بھولوں گی کیونکہ حضور تو بہت پر اثر شخصیت کے مالک ہیں۔ پھر خاکسار نے ان سے کہا کہ اگر آپ حضرت بیگم صاحبہ سے ملاقات کرنا چاہیں تو میری بیگم کے ساتھ چلی جائیں۔ لہٰذا وہ حضرت بیگم صاحبہ سے ملاقات کے لئے حضور انور کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئیں۔ اور تقریباً ایک گھنٹہ بیگم صاحبہ سے باتیں کرتی رہیں۔ اور باہر آ کر خاکسار سے حضرت بیگم صاحبہ کی بہت تعریف کی۔ انہوں نے حضور انور کو بھی اور بیگم صاحبہ کو بھی یہ بتایا کہ ہمیں دین کے بارے میں صرف وہی پتہ تھا جو کہ میڈیا بتاتا ہے لیکن ثاقب نے ہمیں دین کے بارے میں بہت کچھ بتایا ہے۔ جب حضور تشریف لے گئے اور خاکسار چھٹیوں کے بعد دوبارہ اپنی جاب پر گیا تو میری Boss Mrs.Juen Weissel نے پھر حضور انور کی باتیں شروع کر دیں۔ اور بہت تعریفیں کرتی رہی۔ باتوں باتوں میں نے پوچھا کہ ہمارے خلیفہ کیسے لگے۔ تو بے اختیار اس کے منہ سے نکلا کہ حضور کے چہرے کو دیکھ کر لگتا ہے کہ

He is the chosen one

(یعنی وہ خدا کا برگزیدہ بندہ ہے)

اور وہ کوئی عام آدمی نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضور انور کے دورۂ آسٹریلیا کے دور رس نتائج ظاہر فرمائے اور نیک روحوں کو دین واحد کی طرف کھینچ لائے۔

شکریہ احباب

الفضل کے سالانہ نمبر 2006ء کی تصاویر کے لئے ہم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب لندن، مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر، مکرم عمیر علیم صاحب مخزن تصاویر لندن، مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب امریکہ، مکرم محمود احمد شاہد صاحب امیر آسٹریلیا اور مکرم ثاقب محمود عاطف صاحب سیکرٹری اشاعت آسٹریلیا کے ممنون ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو اپنی رضا سے نوازے اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

جیمز کک

برطانیہ کی بحری فتوحات کی تاریخ میں جو مقام امیر البحر نیلسن کا ہے وہی مقام بحری مہمات کی تاریخ میں کیپٹن جیمز کک کا ہے۔

کیپٹن جیمز کک 28/اکتوبر 1728ء کو یارک شائر کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں پیدا ہوا تھا۔ اس کا گاؤں ساحل سمندر پر واقع تھا۔ وہیں جہازوں اور کشتیوں کو دیکھ دیکھ کر اس کے دل میں سمندر کے سفر کا شوق پیدا ہوا اور وہ ایک بحری جہاز پر ملازم ہو گیا۔

کیپٹن جیمز کک نے بہت جلد جہاز چلانا سیکھ لیا۔ اس نے کئی دریاؤں اور سمندروں کے سروے کئے اور ساحلی علاقوں کے چارٹ اور نقشے تیار کئے۔ جیمز کک کی اس قابلیت کی شہرت بہت جلد بحری فوج کے افسران تک پہنچ گئی اور اسے بحری فوج میں ایک اچھے عہدے کی پیشکش کر دی گئی۔

جیمز کک تو خود بھی یہی چاہتا تھا۔ یہاں اس نے بہت جلد اپنی قابلیت کا سکہ جما لیا۔ بحری فوج کے افسران نے اسے دریائے سینٹ لارنس کے سروے کا کام سونپا۔ جیمز کک نے یہ کام بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا اور اس کے اس کارنامے کے باعث برطانیہ نے کیوبک کا شہر فتح کر لیا۔ کچھ عرصے بعد اسے نیوزی لینڈ کے ساحلی علاقے کے نقشے اور چارٹ تیار کرنے کے کام پر لگایا گیا اور اس نے یہ کام بھی نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔

1758ء میں اسے ایک اور اہم کام کے لئے منتخب کیا گیا۔ جغرافیہ دانوں کا خیال تھا کہ بحرالکاہل کے جنوب میں ایک ایسا براعظم موجود ہے جس کی دولت کی کوئی حد نہیں۔ حکومت برطانیہ نے اس براعظم کا پتہ چلانے کی مہم جیمز کک کو سونپی اور یوں جیمز کک 25/اگست 1768ء کو اپنی زندگی کی سب سے اہم مہم پر روانہ ہو گیا۔

ایک طویل سفر کے بعد جیمز کک بالآخر اس براعظم تک پہنچ گیا جو آج آسٹریلیا کہلاتا ہے۔ جیمز کک نے اس براعظم کا نام نیو ساؤتھ ویلز رکھا اور وہاں برطانیہ کا پرچم لہرا دیا۔ یوں یہ نیا براعظم برطانوی تسلط میں آ گیا۔

آسٹریلیا دریافت کرنے کے بعد بھی جیمز کک نے کئی سفر کئے۔ ان سفروں میں اس نے براعظم انٹارکٹیکا کا چکر لگایا اور کرسمس آئی لینڈ ایسٹر آئی لینڈ اور ہوائی کے جزیرے دریافت کئے۔ اپنے آخری سفر کے اختتام پر جب وہ جزیرہ ہوائی سے روانہ ہونے لگا تو ایک افسوسناک واقعہ پیش آیا۔ جس میں ایک مقامی باشندے نے بھالا مار کر جیمز کک کو ہلاک کر دیا۔ یہ واقعہ 14 فروری 1779 کو پیش آیا۔

جمہوریہ فجی

پہلا آبادکار یہاں 3500 قبل مسیح میں آیا

300 جزیروں کا ملک۔تاریخ۔طرز حکومت اور حکمران

سرکاری نام:
جمہوریہ فجی (Republic of Fiji)

محل وقوع:
اوشینیا۔بحرالکاہل

حدود اربعہ:
اس کے شمال مغرب میں سولومن جزائر۔مشرق میں ٹونگا اور جنوب میں 200 کلومیٹر کی دوری پر نیوزی لینڈ واقع ہیں۔سڈنی (آسٹریلیا) 3100 کلومیٹر دور ہے۔

جغرافیائی صورتحال:
فجی 300 جزیروں پر مشتمل جنوبی بحرالکاہل میں واقع ہے اور میلی نیشیا کا حصہ ہے۔ان میں 106 جزیرے آباد ہیں۔یہ جزیرے شمال سے جنوب تک 586 کلومیٹر کی لمبائی اور مشرق سے مغرب تک 538 کلومیٹر کی چوڑائی میں پھیلے ہیں۔بڑے جزیرے وٹی لیوو Viti Levo (رقبہ 10,386 مربع کلومیٹر)، وانوآلیوو (5535 مربع کلومیٹر)، یہ کل رقبے کا 85 فیصد ہیں۔دوسرے جزیروں میں تاویونی (435 مربع کلومیٹر) کانڈاوو (412 مربع کلومیٹر)، آوالاؤ (104 مربع کلومیٹر) اور کورو (104 مربع کلومیٹر) اہم ہیں۔یہ تمام جزیرے چھوٹے جزیروں کے گروپ یا ساوا Yasawa (مغرب میں) اور گروپ لاؤ Lau (مشرق میں) کے ساتھ ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلے ہیں۔کئی مونگے مرجان کی چٹانوں نے بجیرہ کورو کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔شمال مغرب میں جزیرہ روٹوما (44 مربع کلومیٹر) ہے۔بڑے جزیرے پہاڑی اور آتش فشانی لیکن خوبصورت اور سرسبز ہیں۔ساحل 1129 کلومیٹر۔

رقبہ:
18330 مربع کلومیٹر

آبادی:
8 لاکھ نفوس (1998ء)

دارالحکومت:
سووا Suva (ایک لاکھ)

بلند ترین مقام:
ماؤنٹ ٹومانیوی (1323 میٹر)

بڑے شہر:
لاؤٹوکا۔لامی۔ناندی۔مالاؤ۔لاباسا۔ناندوری۔ناوآ۔ڈیوبا۔تاووآ۔با

سرکاری زبان:
فجین (انگریزی۔ہندی)

مذاہب:
عیسائی (میتھوڈسٹ۔رومن کیتھولک) 53 فیصد۔ہندو 38 فیصد مسلم 8 فیصد

اہم نسلی گروپ:
فجین (میلی نیشین نسل) 49 فیصد۔ہندی انڈین 46 فیصد۔باقی سکھ۔

یوم آزادی:
10 اکتوبر 1970ء

رکنیت اقوام متحدہ:
13 اکتوبر 1970ء

کرنسی یونٹ:
فجین ڈالر=100 سینٹ (نیشنل بینک آف فجی)

انتظامی تقسیم:
4 ڈویژن۔ایک ماتحت علاقہ

موسم:
گرم مرطوب ہوتا ہے۔لیکن ہوائیں چلنے سے حبس کم رہتا ہے۔بارش کی سالانہ اوسط 100 انچ تک ہے۔

اہم زرعی پیداوار:
ناریل۔گنا۔ادرک۔چاول۔کوکو۔کافی۔کیلا۔مکئی۔میٹھے آلو۔کاوا۔تارو۔بیج۔کدو۔اناس۔تمباکو (مویشی)

اہم صنعتیں:
چینی۔ناریل کا تیل۔مچھلی کی پیکنگ۔چاول کی پیکنگ۔کھوپرا پاؤڈر۔ڈیری۔سلاٹر ہاؤس۔بسکٹ۔چائے فیکٹری۔لکڑی۔سیاحت۔سیمنٹ۔چٹائیاں۔ٹوکریاں۔مٹی کے برتن۔اناس

اہم معدنیات:
سونا۔مینگانیز۔چونے کا پتھر

مواصلات:
قومی فضائی کمپنیاں ''ایئر پیسفک۔ایئر فجی'' (17 ہوائی اڈے)۔سووا،لوٹوکا 2 بڑی بندرگاہیں ہیں۔

تاریخی پس منظر

فجی جزائر میں پہلا آبادکار تقریباً 3500 سال قبل جزیرہ میلی نیشیا (انڈونیشیا) سے آکر آباد ہوا۔ایک چھوٹا گروپ پولی نیشن تقریباً 100ء میں یہاں آیا۔

6 فروری 1643ء کو ہالینڈ کے جہازراں اور مہم جو ایبل جانسز ون تسمان نے وانو ایوو اور تاویونی جزیرے دریافت کئے۔دوسری باقاعدہ دریافت برطانوی جہازراں کیپٹن جیمز کک نے کی۔اس نے 1774ء میں جنوبی حصے میں واقع جزیرہ واٹوا Vatoa دریافت کیا۔1789ء میں بڑی دریافت کیپٹن ولیم بلیگ کے ذریعے ہوئی جو کہ باؤنٹی جزیرے پر بغاوت کے بعد یہاں آیا۔اس نے ویٹی لیوو۔نگاؤ اور کورو کے جزیرے دریافت کئے۔1797ء میں برطانوی مشنری لیڈر کیپٹن جیمز ولسن نے وانوآملاوو اور دوسرے گروپ کے جزائر دریافت کئے۔

1840ء میں امریکیوں نے ان جزیروں کا پہلا مکمل جائزہ اور سروے کا بندوبست کیا جو کہ یہاں ایک مہم پر آئے تھے۔19ویں صدی کے شروع میں امریکی بحری جہازوں اور مشرقی ہندوستان کا ان جزائر سے رابطہ قائم ہوا۔

تاجر اور پہلے عیسائی مشنری 1835ء میں ٹونگا سے یہاں پہنچے۔1854ء میں مقامی سردار کاکوباؤ Cakobau نے عیسائی مذہب قبول کرلیا۔اس طرح یہاں آدم خوری کا زمانہ اختتام کو پہنچا۔اس دوران کئی قبائلی اقتدار کے لئے آپس میں لڑتے رہے۔

1855ء میں مقامی سردار (Chief) کاکوباؤ مغربی فجی کا بادشاہ (Tui Viti) بن گیا۔1857ء میں پہلا برطانوی قونصل جنرل لیووکا Levuka میں تعینات ہوا۔1871ء میں چیف کاکوباؤ نے فجی کے بیشتر علاقے پر اپنا اثرورسوخ قائم کرلیا۔اس سلسلے میں ٹونگا کے شاہ جارج توپواول نے 2000 جنگجو کاکوباؤ کی مدد کے لئے بھیجے۔کاکوباؤ نے فجی میں امن وامان قائم کیا۔

اندرونی قبائلی جنگوں کے باعث فجی کے مقامی سرداروں اور کاکوباؤ نے برطانیہ کو اس بات پر راضی کیا کہ وہ فجی کو اپنا زیرحفاظت علاقہ بنالے۔چنانچہ 10 اکتوبر 1874ء کو فجی کو برطانیہ کی کراؤن کالونی کا درجہ دے دیا گیا۔سرآرتھر گورڈن پہلا برطانوی گورنر جنرل تھا۔

1876ء میں مقامی حکومت قائم ہوئی۔1881ء میں جزیرہ روٹوما کو بھی فجی کے ساتھ منسلک کردیا گیا۔1879ء سے 1919ء تک تقریباً 60 ہزار انڈین مزدور گنے کی فصل کاشت کرنے کے لئے یہاں لائے گئے۔اس طرح یہاں ہندو کلچر اور زبان نے فروغ پایا۔اس عرصہ میں یہاں خوشحالی آئی۔1900ء میں نیوزی لینڈ کے ساتھ فجی کی فیڈریشن کو مسترد کردیا گیا۔1904ء میں 10 ارکان (7 یورپی دو فجین۔ایک ہندوستانی) پر مشتمل مجلس قانون ساز قائم کی گئی۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران فجی اتحادیوں کا اہم سپلائی سٹیشن بن گیا اور مختلف فضائی و بحری اڈے تعمیر کئے گئے۔اس کے علاوہ جنگ میں فجی کے باشندوں نے برطانوی مسلح افواج میں خدمات سرانجام دیں۔

1968ء میں سووا میں ''یونیورسٹی آف ساؤتھ پیسفک'' قائم ہوئی۔96 سال کے برطانوی راج کے بعد 10 اکتوبر 1970ء کو دولت مشترکہ کے اندر فجی کو مکمل آزادی دے دی گئی۔فجی کے آخری انگریز گورنر جنرل سر رابرٹ فاسٹر تھے۔

10 اکتوبر 1970ء کو ہی فجی کا آئین نافذ ہوا۔قبیلہ لاؤ Lau کے چیف اور نیشنل الائنس پارٹی (NAP) کے لیڈر راتو سر کامسس مارا Ratu Sir Kamisese Mara فجی کے پہلے وزیراعظم منتخب ہوئے۔مارا کی (NAP) نے 1972ء کا الیکشن جیتا۔1974ء میں برطانیہ نے اپنے تمام اڈے یہاں سے ختم کردیئے۔1977ء کے انتخابات میں بھی مارا نے کامیابی حاصل کی۔جولائی 1982ء کے انتخابات میں وزیراعظم مارا کی جماعت پھر کامیاب ہوئی۔

اپریل 1987ء کے عام انتخابات میں نیشنل فیڈریشن پارٹی (NFP) اور نیو لیبر پارٹی (NLP) کے مخلوط اتحاد نے انتخاب جیتا۔یہ کامیابی اس اتحاد کو بھارتی باشندوں کی مدد سے ملی۔ایک غیر تحریری معاہدے کے تحت صرف مقامی باشندوں کو حکومت کرنے کا حق حاصل تھا۔جبکہ بھارتی نژاد باشندے صرف کاروبار کرسکتے تھے۔انڈین نواز لیڈر اور (NFP) کے لیڈر ڈاکٹر ٹیموسی بیویدرا Timoci Bavadra نے وزارت عظمیٰ سنبھالی۔بیویدرا نے

بیشتر ہندوستانیوں کو اپنی کابینہ میں شامل کیا۔

چند روز بعد ہی مقامی فجین باشندوں نے بھارتیوں پر حملے شروع کر دیئے۔ اپوزیشن جماعت نے نئی حکومت کے خلاف نہ صرف مظاہرے کئے بلکہ کئی بھارتی نژاد وزراء کے دفاتر کو آگ لگا دی اور بھارتی حمایت یافتہ حکومت کو معزول کرنے کی کوشش کی۔ ملک میں شدید بحران پیدا ہوگیا۔ چنانچہ چند روز بعد ہی 14 مئی 1987ء کو فوجیوں کے ایک گروپ نے جن کی قیادت 37 سالہ کرنل سٹیوینی لیگا ما میڈار بوکا (پ 1948ء) کر رہے تھے نے فوجی انقلاب کے ذریعے اقتدار پر قبضہ کرلیا۔ ربوکا نے پارلیمنٹ ہاؤس پر قبضہ کر کے وزیراعظم ٹیموسی بیویدرا اور ان کی کابینہ کے بیشتر ارکان کو گرفتار کرلیا۔ ربوکا نے آئین معطل کر کے ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا اور خود کو ریاست کا سربراہ مملکت اور حکومت کا سربراہ قرار دے دیا۔

17 مئی 1987ء کو فجی کی اعلیٰ عدالت نے نئی فوجی حکومت کو غیر قانونی قرار دے دیا۔ چنانچہ گورنر جنرل راتو سر پینیا گینی لاؤ Penaia Ganilau نے ملک میں ہنگامی حالت نافذ کر کے حکومت کا کنٹرول بھی سنبھال لیا۔

چند دنوں بعد گورنر جنرل گینی لاؤ اور کرنل ربوکا میں اختلافات کی خلیج واضح ہونے لگی اور گینی لاؤ نے گرفتار شدہ وزراء کو بھی رہا کرنے کا اعلان کیا۔ اب ربوکا اور گینی لاؤ میں مذاکرات کا آغاز ہوا۔ جس کے نتیجے میں سابق وزیراعظم کامس مارا کو وزیراعظم اور کرنل ربوکا کو نائب وزیراعظم بنا دیا گیا۔ مگر یہ انتظام زیادہ دیر جاری نہ رہ سکا۔ 25 ستمبر 1987ء کو کرنل ربوکا نے ایک مرتبہ پھر بغاوت کر کے ملک کا مکمل اقتدار سنبھال لیا اور گورنر جنرل گینی لاؤ اور وزیراعظم کامس مارا دونوں کو ان کے عہدوں سے معزول کر دیا گیا۔ ربوکا نے پارلیمنٹ توڑ کر آئین اور حکومت کو معطل کر دیا۔ ملک میں دوبارہ ملٹری حکومت نافذ ہوگئی۔

6 / اکتوبر 1987ء کو فجی کو جمہوریہ قرار دے دیا گیا۔ چنانچہ ملکہ الزبتھ دوم کو سربراہ مملکت (ہیڈ آف سٹیٹ) کی حیثیت سے معزول کر دیا گیا۔ اسی پاداش میں فجی کو دولت مشترکہ سے خارج کر دیا گیا۔ یکم دسمبر 1987ء کو ربوکا Rabuka نے انتخابات کرائے۔ 5 دسمبر کو کرنل ربوکا نے استعفیٰ دے دیا۔ سابقہ گورنر جنرل راتو سر پینیا گینی لاؤ تو ڈینی (پ 1918ء) جمہوریہ فجی کے پہلے صدر بن گئے۔ جبکہ کامس مارا نے ایک بار پھر وزارت عظمیٰ سنبھالی۔ اس طرح ملک میں سویلین حکومت بحال ہوگئی۔

نئی حکومت نے 15 ستمبر 1988ء کو ایک عبوری آئین تشکیل دیا۔ جس میں تمام شہریوں کو مساوی حقوق عطا کئے گئے اور ایک ایوانی (71 رکنی) پارلیمنٹ کی منظوری دی گئی۔ 1990ء میں نیا آئین نافذ ہوا۔

مئی 1992ء کے پارلیمانی انتخابات میں سابقہ فوجی حکمران سٹیوینی ربوکا کی فجین پولیٹکل پارٹی (FPP) کامیاب ہوئی۔ چنانچہ 2 جون 1992ء کو ربوکا نے وزارت عظمیٰ سنبھالی۔ دسمبر 1993ء میں صدر گینی لاؤ (75) کا انتقال ہوگیا۔ 18 جنوری 1994ء کو سرداروں کی عظیم کونسل نے سابقہ وزیراعظم راتو سر کامس مارا کو نیا صدر منتخب کرلیا۔ اسی سال ربوکا دوبارہ وزیراعظم منتخب ہوا۔

6 جون 1997ء کو فجی کا نیا آئین منظور ہوا۔ ستمبر 1997ء میں فجی دوبارہ دولت مشترکہ میں شامل ہوگیا۔ مئی 1999ء کے عام پارلیمانی انتخابات میں بھارتی نژاد مزدور رہنما مہندر چودھری فجی کے وزیراعظم منتخب ہوگئے۔ مہندر کی لیبر پارٹی نے 71 رکنی کثیر النسل پارلیمنٹ کی 36 نشستیں جیت لیں۔ 19 مئی 1999ء مہندر چودھری نے وزارت عظمیٰ کا حلف اٹھا لیا۔

19 مئی 2000ء کو بھارتی نژاد وزیراعظم مہندر پال چودھری کو حکومت کا پہلا سال مکمل ہوتے ہی ان کا تختہ الٹ دیا گیا۔ کلاشنکوفوں سے مسلح سات افراد نے پارلیمنٹ میں داخل ہو کر وزیراعظم اور ان کی کابینہ کو یرغمال بنا لیا۔ سویلین انقلاب کے لیڈر جارج سپائٹ تھے جو کہ اپوزیشن رکن پارلیمنٹ سام سپائٹ کے بیٹے تھے۔ انقلابیوں نے اپوزیشن رکن پارلیمنٹ راتو ٹیموسی سیلا تولو کو عبوری وزیراعظم نامزد کر دیا۔ ان کا تعلق اپوزیشن فجی ایسوسی ایشن پارٹی (FAP) سے تھا۔ انقلاب کی خبر نشر ہوتے ہی دارالحکومت میں لوٹ مار شروع ہوگئی اور عمارتوں کو آگ لگا دی گئی۔ زیادہ دکانیں بھارتی باشندوں کی لوٹی گئیں۔ آئین منسوخ کر دیا گیا اور صدر کامس مارا نے ملک میں ہنگامی حالت نافذ کر دی۔ بعد ازاں جارج سپائٹ نے خود کو وزیراعظم قرار دے دیا۔

27 مئی 2000ء کو صدر مارا نے وزیراعظم مہندر چوہدری کی حکومت برطرف کر کے تمام اختیارات خود سنبھال لئے۔ صدر نے ایک نگران وزیراعظم راتو ٹوپیٹا مومو ڈونو کا تقرر کیا جو فوری طور پر مستعفی ہوگیا جس کے بعد تمام اختیارات صدر کے قبضے میں آگئے۔ صدر نے پارلیمنٹ اور حکومت چھ ماہ کے لئے برطرف کر دی۔ ملک میں سیاسی بحران شدت اختیار کر گیا۔

دس روز کے شدید بحران کے بعد 29 مئی کو آرمی چیف کموڈور فرینک بینی ماراما نے اقتدار سنبھال لیا۔ ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا اور صدر مارا نے استعفیٰ دے دیا۔ 30 مئی کو فوجی لیڈر نے آئین منسوخ کر دیا اور سابقہ آرمی کمانڈر اور مستعفی صدر مارا کے داماد راتو اپیلی نیلا ٹیکاؤ کو ملک کا وزیراعظم نامزد کیا لیکن اپوزیشن اور باغیوں کے مطالبہ پر اسے فوراً ہی برطرف کر دیا گیا۔ 1997ء کے آئین میں بھارتی نژاد باشندوں کو وزیراعظم بننے کی ضمانت دی گئی تھی۔

4 جولائی 2000ء کو فوجی حکمرانوں نے ایک بینکار لائیسنیا کاراسی کو وزیراعظم مقرر کیا۔ اس کابینہ میں کوئی انڈین باشندہ شامل نہ تھا۔ 13 جولائی کو معزول وزیراعظم مہندر چوہدری سمیت تمام یرغمالیوں کو رہا کر دیا گیا۔ فجی کی قبائلی سرداروں کی کونسل نے باغی لیڈر جارج سپائٹ کے حامی راتو جوزیفا لوئیلو کو ملک کا نیا صدر منتخب کرلیا۔ 18 جولائی کو لوئیلو نے حلف اٹھا لیا۔ 15 نومبر کو ہائیکورٹ نے مہندر چوہدری کی حکومت کو قانونی قرار دے دیا۔

3 ستمبر 2001ء کو عام انتخابات ہوئے۔ ان کی جماعت (لائسینیا کراسے) نے عام انتخابات میں کامیابی حاصل کی۔ 10 ستمبر کو نگران وزیراعظم لائسینیا کاراسے نے منتخب وزیراعظم کے طور پر حلف اٹھا لیا۔

18 فروری 2002ء کو فجی کی اعلیٰ عدالت نے باغی لیڈر جارج سپائٹ کو پھانسی کی سزا کا حکم سنایا لیکن صدر جمہوریہ نے سزا میں تخفیف کر کے اسے عمر قید میں تبدیل کر دیا۔

طرز حکومت

فجی دولت مشترکہ کے اندر ایک آزاد و خود مختار جمہوریہ ہے۔ جہاں صدارتی و پارلیمانی طرز حکومت قائم ہے۔ صدر ریاست کا سربراہ مملکت (ہیڈ آف سٹیٹ) مسلح افواج کا کمانڈر انچیف ہے۔ حکومت کا سربراہ وزیراعظم ہے جس کے پاس تمام انتظامی اختیارات ہیں۔ صدر کو مقامی سرداروں کی گریٹ کونسل 5 سال کے لئے چنتی ہے۔ گریٹ کونسل کے سردار فجی کے روایتی قبیلوں کے سردار ہوتے ہیں۔ اسمبلی میں اکثریتی پارٹی کے لیڈر کو صدر وزیراعظم نامزد کرتا ہے۔

قانون سازی کا اختیار دو ایوانی پارلیمنٹ کو حاصل ہے۔ 34 رکنی سینٹ میں 24 ملکی باشندوں کی۔ 9 دوسری نسلوں اور ایک جزیرہ روٹوما کی نشست ہے۔ 71 رکنی ایوان نمائندگان میں 37 مقامی فجین کے لئے۔ 27 بھارتیوں کی۔ 5 دوسری نسل اور ایک جزیرہ روٹوما کی نشست ہے۔ وزیراعظم کابینہ کو نامزد کرتا ہے۔

نیشنل فیڈریشن پارٹی (NFP)۔ فجین نیشنل پارٹی (FNP)۔ فجین الائنس پارٹی (FAP)۔ ویسٹرن یونائیٹڈ پارٹی (WUP)۔ فجی لیبر پارٹی (FLP) بڑی سیاسی جماعتیں ہیں۔

باقی صفحہ 53 پر

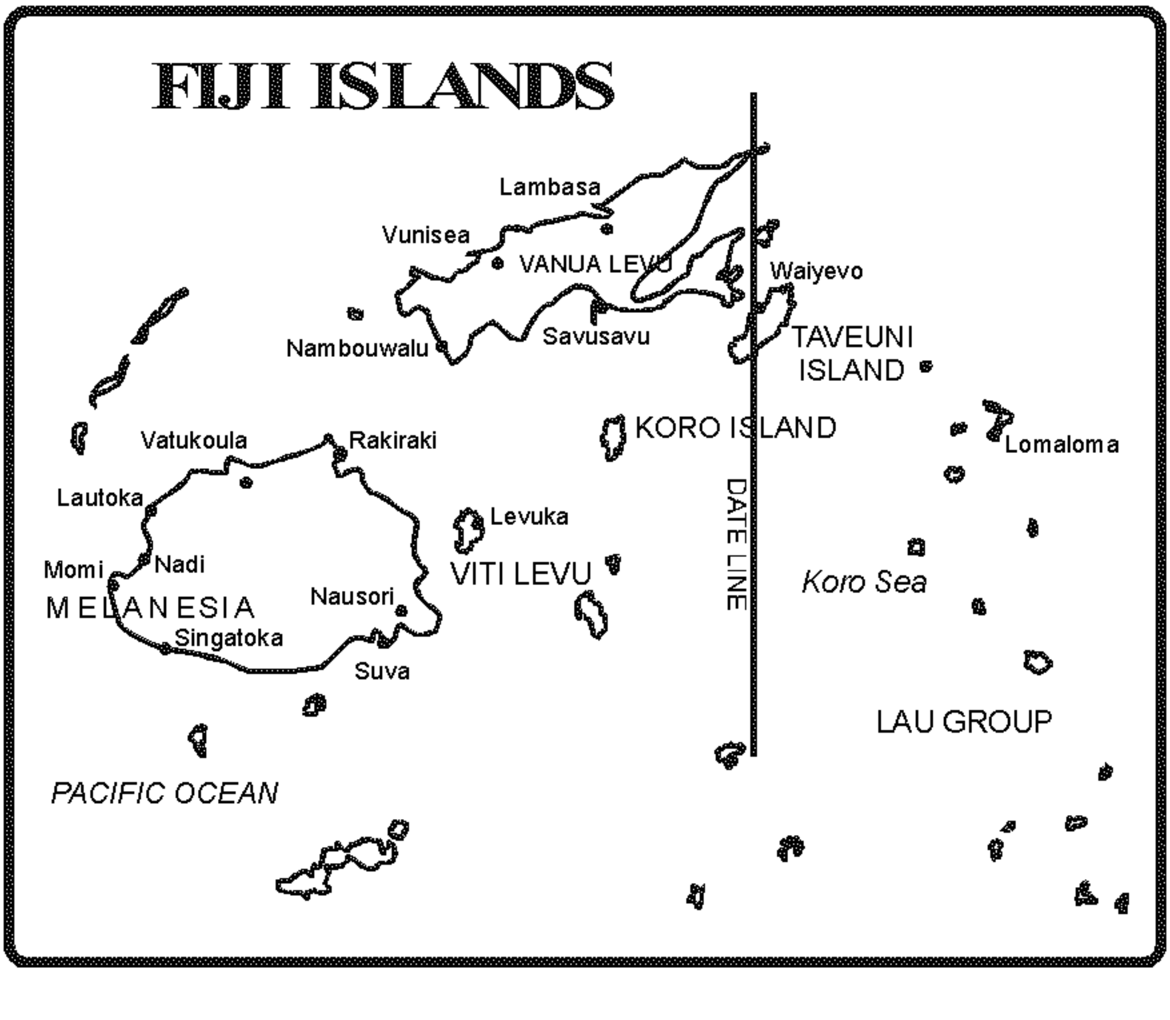

جماعت احمدیہ فجی کا تعارف، دور دراز جزائر میں جماعتوں کا قیام اور ترقیات

بیوت الذکر، سکولز اور مشن ہاؤسز کا قیام، مربیان کرام کی خدمات اور قرآن کریم کا ترجمہ

مکرم نعیم احمد محمود چیمہ صاحب۔ امیر و مشنری انچارج جزائر فجی

ماضی کے آدم خور جزائر فجی خدا تعالیٰ کی کاریگری کے حسن کو تھامے ہوئے ساری دنیا کے سیاحوں کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ جزائر فجی کو بحرالکاہل میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اور ہر سال ہزار ہا کی تعداد میں لوگ سیر و سیاحت کی غرض سے یہاں آتے ہیں، جنوبی بحرالکاہل کے جزائر میں سے فجی 332 جزائر پر مشتمل ہے۔ جن میں سے ایک سو سے زائد جزیرے آباد ہیں۔ فجی کا زمینی رقبہ صرف 7,054 ہزار مربع میل ہے جبکہ اس کے جزائر دو لاکھ پچاس ہزار مربع میل سمندر پر پھیلے ہوئے ہیں۔

فجی ٹونگن (TONGAN) زبان کے لفظ ویتی (VITI) کی بگڑی ہوئی شکل ہے جسکے معنی مقامی فجیئن کے نزدیک اپنا وطن ہے۔

فجی میں احمدیت

جزائر فجی میں احمدیت کی تاریخ پر جب نظر ڈالیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ فجی میں احمدیت کا پیغام پہنچنے سے قبل غیر مبایعین لاہوری احمدی موجود تھے۔ اس کا تاریخی پس منظر کچھ یوں ہے کہ 1879ء سے 1919ء تک قریباً 60 ہزار انڈین مزدور گنے کی فصل کاشت کرنے کے لیئے یہاں لائے گئے تھے، اسطرح یہاں ہندو کلچر اور زبان نے فروغ پایا۔ اور جب برصغیر پاک و ہند میں شدھی کی تحریک چلی تو اس کا اثر یہاں بھی پہنچا اور شدھی تحریک کا مقابلہ کرنے کے لئے یہاں کے مسلمانوں کا رابطہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سے ہوا اور پھر ان کے ایک عالم مرزا مظفر بیگ صاحب یہاں تشریف لائے اور اس طرح احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی یہاں بنیاد پڑی۔ انہی دنوں میں ایک تاجر مکرم چوہدری عبد الحکیم صاحب اپنی تجارت کے سلسلہ میں انڈیا سے فجی کے شہر ناندی پہنچے اور یہاں اپنا کاروبار شروع کردیا، آپ اللہ کے فضل سے خلافت احمدیہ سے وابستہ تھے اور جماعت کا لٹریچر اور الفضل اخبار منگواتے تھے اور آپ وہ اخبار اپنے غیر مبائع احمدی دوستوں کو پڑھنے کے لئے دیتے ان پڑھنے والوں میں سے خاص طور پر جن کا نام آتا ہے وہ درج ذیل افراد تھے۔ (1) مکرم حاجی محمد رمضان خان صاحب۔ (2) مکرم مبارک احمد خان صاحب۔ (3) مکرم محمد جان صاحب۔ جماعتی لٹریچر کے مطالعہ سے ان دوستوں پر جماعت احمدیہ کے دونوں گروپوں کا فرق ظاہر ہوا۔

مکرم حاجی محمد رمضان خان صاحب جو کہ ایک تاجر اور زمیندار تھے 1959ء میں حج کرنے مکہ مکرمہ گئے اور واپسی پر لاہور، قادیان اور ربوہ کی زیارت بھی کی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہیں بعد از تحقیق 11/ اگست 1959ء کو سیدنا حضرت مصلح موعود کے دست مبارک پر اپنی اہلیہ محترمہ اور پوتے مکرم محمد عقیب خان صاحب کے ہمراہ بیعت کی سعادت نصیب ہوئی۔ مکرم حاجی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں جزائر فجی میں دعوت الی اللہ کے لئے مربی سلسلہ کو بھجوانے کی درخواست کی جسے حضرت مصلح موعود نے ازراہ شفقت منظور فرمایا۔

1960ء کے آخر میں حضور نے مولانا عبدالواحد صاحب فاضل مربی سلسلہ کو دعوت الی اللہ کے لئے روانہ فرمایا۔ آپ 11/ اکتوبر 1960ء کو فجی کے ساحل پر اترے اور اسطرح فجی میں باقاعدہ طور پر نظام سلسلہ عالیہ احمدیہ کی داغ بیل پڑی۔

جزائر فجی میں جماعتوں کا قیام

جزائر فجی کے 100 آباد جزائر میں 2 بڑے جزائر (1) جزیرہ ویتی لیو (VITI LEVU) - (2) جزیرہ ونوالیوو (VANUA LEVU) ہیں اور جزائر فجی کی 90 فیصد آبادی انھیں دو بڑے جزیروں پر آباد ہے۔ اب تک کل 4 جزائر پر جماعت کا نفوذ ہوا ہے اور ان پر باقاعدہ گیارہ جماعتیں قائم ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

جزیرہ ویتی لیو

جزائر فجی کا سب سے بڑا جزیرہ ویتی لیو ہے۔ یہ جزیرہ ملک کے مغربی حصّہ میں واقع ہے۔ یہ جزیرہ 80 میل لمبا اور 55 میل چوڑا ہے۔ اس جزیرہ میں پانچ مقامات پر جماعتیں قائم ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

صووا (Suva)

صووا ملک کا دارالحکومت اور سب سے بڑا شہر بھی ہے۔ یہاں خدا کے فضل سے جماعت کی سب سے بڑی بیت، بیت فضل عمر، مشن ہاؤس، لائبریری اور مرکزی دفتر ہے۔

مارو (Maro)

یہ اپنے خوبصورت ساحل ناتندولا کی وجہ سے مشہور ہے۔

ناندی (NADI)

انٹرنیشنل ایئرپورٹ کی وجہ سے مشہور جگہ ہے

لٹوکا (LAUTOKA)

فجی کا دوسرا بڑا شہر۔ اسے بوجہ شوگر مل شوگر سٹی بھی کہا جاتا ہے

نیلینگا (NAILEQA)

نیلینگا ایک دیہاتی جماعت ہے۔ جو صووا سے 100 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

جزیرہ ونوالیوو

فجی کا دوسرا بڑا جزیرہ ونوالیوو (VANUA LEVU) ہے۔ یہ جزیرہ ملک کے شمال میں واقع ہے۔ اس لئے جماعتی طور پر شمالی ریجن کہلاتا ہے۔ اس جزیرہ پر کل چار جماعتیں قائم ہیں۔

لمباسہ۔ سینگا نگا (SEAQAQA)۔ ولودا (VALOCA)۔ نسروانگا (NASAROWAQA)

تاویئونی

(TAVEUNI ISLAND)

یہ فجی کا تیسرا بڑا جزیرہ ہے۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت قائم ہے اور یہی وہ جزیرہ ہے جہاں سے ڈیٹ لائن گزرتی ہے اور نئے دن کا آغاز ہوتا ہے اور یہ سیدنا حضرت مسیح موعود کے عظیم الشان نشان کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

رابی (RABI ISLAND)

1996ء میں یہاں جماعت قائم ہوئی۔ اس جماعت کے تمام ممبران دین حق قبول کرنے سے قبل عیسائیت کے پیروکار تھے اور ان کا تعلق کریباس کے جزائر سے تھا۔ جنگ عظیم کے بعد انھیں یہاں لاکر بسایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو سال قبل یہاں پر بیت تعمیر ہوئی ہے۔ جسکو پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ نے بیت المہدی کا نام عطا فرمایا۔

جزائر فجی میں بیوت الذکر

جزائر فجی میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی نو بیوت الذکر تعمیر ہو چکی ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1)۔ بیت مبارک:۔ جزیرہ ونوالیوو کے مقام وولودا پر تعمیر ہونے والی بیت مبارک فجی میں جماعت احمدیہ کی تعمیر ہونے والی پہلی بیت ہے۔ حاجی رحیم بخش آف وولودا نے یہ زمین بیت کے لئے جماعت کو تحفۃً پیش کی۔ افراد جماعت کی مالی قربانی اور وقار عمل کے نتیجہ میں یہ بیت 1965ء میں مکمل ہوئی اور فجی کے پہلے مربی سلسلہ مولانا شیخ عبدالواحد صاحب نے اس کا افتتاح فرمایا۔

2) بیت محمود:۔ 1965 میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جزائر فجی کے دورہ پر تشریف لائے تو آپ نے جزیرہ ویتی لیوو کی پہلی اور فجی کی دوسری بیت کا سنگ بنیاد رکھا۔ افراد جماعت کی دن رات کی محنت سے یہ بیت 1971ء میں پایۂ تکمیل کو پہنچی اور 1972ء میں مکرم مولانا صدیق امرتسری صاحب مربی سلسلہ فجی نے اس کا افتتاح فرمایا۔ بیت سے ملحقہ مشن ہاؤسز اور لائبریری بھی ہے۔ اور ابھی حال میں بیت سے علیحدہ ایک لجنہ ہال تعمیر کیا گیا جس کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

3)۔ بیت اقصیٰ:۔ جزیرہ ویتی لیوو کی دوسری اور مجموعی طور پر تیسری بیت ناندی کے مقام پر تعمیر ہوئی اور یہ بیت 1972ء میں مکمل ہوئی۔ یہ بیت دو منزلہ عمارت پر مشتمل ہے۔ اوپر والی منزل پر بیت ہے جس کی تعمیر کا سارا خرچ حاجی محمد رمضان صاحب نے دیا۔ اس بیت کی نچلی منزل میں مشن ہاؤس اور لائبریری ہے۔ اس بیت کا افتتاح بھی مکرم مولانا محمد صدیق امرتسری صاحب نے کیا۔

4)۔ بیت ناصر:۔ جزیرہ ونوالیوو کے مرکزی شہر لمباسہ کے مقام پر اس جزیرہ پر تعمیر ہونے والی دوسری بیت ہے۔ اس کی تعمیر کا آغاز 1972ء میں ہوا اور 1974ء میں مکرم مولانا غلام احمد فرخ صاحب امیر و مشنری انچارج فجی نے اس کا افتتاح فرمایا۔

5)۔ بیت بلال:۔ جزیرہ ونوالیوو کی تیسری بیت، بیت بلال ہے اس کی تعمیر کا آغاز 1977ء میں ہوا۔ بیت کی زمین مکرم حامد حسین صاحب آف نصروانگا نے پیش کی۔ 1978ء میں یہ بیت پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

6)۔ بیت فضل عمر:۔ جزائر فجی کے دارالحکومت صووا میں جماعت کے مرکزی دفاتر، لائبریری، مشن ہاؤس اور مرکزی بیت کے لئے منصوبہ

بنایا گیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے لئے پلاٹ حاصل کیا گیا اور 1974ء میں مکرم مولانا غلام احمد فرخ صاحب نے تمام جماعتوں کے نمائندگان، غیر از جماعت مہمانوں اور میڈیا کے نمائندوں کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اس مرکزی بیت کا سنگ بنیاد رکھا۔ ابتدائی طور پر اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے اڑھائی لاکھ فجیئن ڈالرز کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔ لیکن بعد میں منصوبے میں بعض تبدیلیوں اور تعمیراتی سامان کی قیمتوں میں مسلسل اضافے کے سبب اسکی تعمیر کا کام آہستہ آہستہ جاری رہا اور بالآخر خدا تعالیٰ کے فضل سے احباب جماعت کی قربانیاں اور لگا تار وقار عمل کی محنت رنگ لائی اور 1983ء میں آٹھ لاکھ فجیئن ڈالرز کی خطیر رقم سے یہ بیت اور اس کی باقی عمارت پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب پہلی دفعہ خلیفہ وقت جزائر فجی کے دورہ پر تشریف لائے تو 18 ستمبر 1983ء کو حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع نے افتتاح فرمایا۔

7) بیت رضوان:۔ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع نے فجی کے اپنے پہلے دورہ کے دوران 25 ستمبر 1983ء کو جزیرہ ویتی لیو کے شہر لٹوکا میں بیت رضوان کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس بیت کی تعمیر کا سارا خرچ دو بھائیوں حاجی محمد حنیف صاحب اور حاجی شاہ محمد صاحب اور ان کے خاندان نے دیا۔ بیت رضوان 1984ء میں مکمل ہوئی۔ اس کے احاطہ میں لائبریری اور مشن ہاؤس بھی تعمیر کیا گیا۔ یہ بیت اونچی جگہ پر واقع ہے اور ایک خوبصورت منظر پیش کرتی ہے۔

8)۔ بیت الجامع:۔ جزیرہ تاویئونی فجی کا وہ جزیرہ ہے جس میں 180 ڈگری میریڈین ڈیٹ لائن گزرتی ہے۔ گویا اس طرح نئے دن کا آغاز وہاں سے ہوتا ہے اور یہاں جماعت کا قیام سیّدنا حضرت مسیح موعود کا الہام ”میں تیری (-) کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ کا ایک زندہ نشان ہے۔ اس جزیرہ پر جماعت کا قیام تو ابتدائی مربیان کرام کے دور میں ہی ہوگیا تھا۔ جماعت نے 1990ء میں وہاں ایک مکان خریدا جو بطور نماز سنٹر و مشن ہاؤس استعمال ہوتا رہا۔ 1999ء میں وہاں بیت بنائے جانے کا منصوبہ بنایا گیا لیکن بعض وجوہات کی بناء پر اس منصوبہ پر کام کا آغاز نہ ہوسکا۔ دسمبر 2001ء میں ماسٹر صادق حسین صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ٹیچر احمدیہ پرائمری سکول نزیرے نے اس بیت کی تعمیر کی نگرانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے دسمبر 2001ء میں اس بیت کی بنیاد خاکسار نعیم احمد چیمہ نے عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ رکھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان اور احباب جماعت کی جان و مال کی قربانی کے نتیجہ میں یہ بیت صرف چار ماہ کے قلیل عرصہ میں تعمیر ہو کر مکمل ہوگئی۔ اپریل 2002ء میں مکرم محترم نواب منصور احمد خان صاحب وکیل التبشیر ربوہ نے اپنے دورہ جزائر فجی کے دوران اس بیت کا افتتاح فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس بیت کو بیت الجامع کا نام عطا فرمایا۔

9)۔ بیت المہدی:۔ جزیرہ ونوالیوو اور تاویئونی کے قریباً درمیان میں جزیرہ رامبی آباد ہے۔ اس جزیرہ پر جنگ عظیم دوم کے بعد کریباس کے لوگ لا کر آباد کیے گئے اور انکا مذہب عیسائیت ہے۔ 1996ء میں یہاں پہلا پھل عطا ہوا اور اس کے اب تک قریباً 45 کے قریب افراد احمدیت قبول کر چکے ہیں۔ اس جزیرہ کی ساری زمین رامبی کونسل کے ماتحت ہے اور 2000ء میں بیت الذکر و مشن ہاؤس تعمیر کرنے کی غرض سے زمین حاصل کرنے کے لئے کونسل میں جماعت کی طرف سے درخواست دی گئی۔ لیکن انکی طرف سے ٹال مٹول ہوتا رہا۔ ایک موقعہ پر انھوں نے کہا ہے ان کے پاس فی الحال کوئی مناسب جگہ نہیں ہے لیکن اگر ہمارا کوئی ممبر اپنی زمین دے دے تو کونسل اس پر غور کرسکتی ہے۔ 2002ء میں ایک نو مبائع احمدی خاتون نے اپنا آبائی گھر بغرض تعمیر بیت الذکر جماعت کو پیش کر دیا لیکن کونسل کے مختلف بہانوں سے ہماری درخواست تعطل کا شکار ہوتی رہی۔ مسلسل چار سال کی کوشش کے بعد وہاں کی کونسل نے جماعت احمدیہ کو بیت بنانے کی اجازت دی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مارچ 2004ء میں اس بیت کی بنیاد خاکسار نے عاجزانہ دعاؤں سے رکھی اور چھ ماہ کے قلیل عرصہ میں یہ اللہ کا گھر مکمل ہوا اور اگست 2004ء میں اس کا افتتاح عمل میں آیا۔ پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت اس بیت کو بیت المہدی کا نام عطا فرمایا۔

جزائر فجی میں سکول

1)۔ تعلیم الاسلام کنڈر گارڈن:۔ جماعت احمدیہ جزائر فجی کو 1965ء میں لٹوکا میں پہلا تعلیمی ادارہ جو ایک کنڈر گارڈن سکول تھا کھولنے کی توفیق ملی۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جب 1965ء میں تشریف لائے تو اس موقعہ پر آپ نے اس سکول کا دورہ بھی فرمایا۔

2)۔ احمدیہ پرائمری سکول لٹوکا:۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے 1969ء میں جماعت احمدیہ فجی کو دوسرا تعلیمی ادارہ اور پہلا پرائمری سکول ایک کلاس روم سے شروع کرنے توفیق ملی۔ اس سکول کا افتتاح اس وقت کے امیر و مربی انچارج مکرم ڈاکٹر ظہور احمد شاہ صاحب نے کیا۔ اسوقت اس سکول میں 18 کلاس رومز کے علاوہ آفس، لائبریری اور کنٹین شامل ہے اور قریباً چار سو طلباء اس میں زیر تعلیم ہیں۔ لٹوکا کی بیت رضوان بھی اس سکول کی زمین سے ملحقہ پہاڑ پر واقع ہے۔

3)۔ احمدیہ پرائمری سکول نزیرے:۔ جماعت احمدیہ فجی نے 1984ء میں ہاؤسنگ اتھارٹی کی نو آبادی نزیرے میں دوسرا پرائمری سکول تعمیر کرنا شروع کیا اور فروری 1985ء میں تین کلاس روم کے ساتھ اس سکول کا افتتاح عمل میں آیا۔ اس وقت اس سکول میں آفس، لائبریری کے علاوہ 17 کلاس روم ہیں اور قریباً 600 طلباء زیر تعلیم ہیں۔

4)۔ احمدیہ کالج نزیرے:۔ ہاؤسنگ اتھارٹی نزیرے ہی میں جماعت کو اپنا پہلا ہائی سیکنڈری سکول 1994ء میں چار کلاس روم سے کھولنے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سکول بھی مسلسل ترقی کر رہا ہے اور اس وقت اس سکول میں قریباً چار صد طلباء زیر تعلیم ہیں۔ سکول میں آفس، سائنس لیب، لائبریری اور 12 کلاس رومز، اور پرنسپل کوارٹر کے علاوہ تین بلاکس برائے ٹیکنیکل ڈرائینگ، ہوم اکنامکس، اور وڈورک بھی تعمیر ہو چکے ہیں۔ اور گزشتہ دو سال سے فورم VII تک تعلیم دی جارہی ہے۔

5)۔ احمدیہ سیکنڈری سکول ولودا:۔ جزائر فجی کے دوسرے بڑے جزیرہ ونوالیوو میں جماعت کے ایک مخلص احمدی مکرم محمد منیف صاحب نے جماعت احمدیہ فجی کی سب سے پہلی بیت بیت مبارک ولودا کے بالکل سامنے پانچ ایکڑ فری ہولڈ لینڈ زمین 1991ء میں جماعت کو سکول بنانے کے لئے پیش کی۔ 1992ء سے لے کر 2002ء تک جماعت حکومت سے وہاں سیکنڈری سکول بنائے جانے کی اجازت حاصل کرنے کی کوشش کرتی رہی آخر کار 2002ء میں محکمہ تعلیم نے جماعت کو وہاں سکول تعمیر کرنے کی اجازت دے دی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے چار کلاس روم اور 28 طلباء کے ساتھ نویں جماعت سے اس سکول کا اجراء فروری 2003ء میں ہوا۔ اسوقت طلباء کی تعداد 92 ہوچکی ہے اور آفس کے علاوہ چار ٹیچر کوارٹرز تعمیر ہو چکے ہیں۔ امسال حضور انور نے دورہ جزائر فجی کے موقعہ پر اس سکول کے ہوم اکنامکس بلاک کا افتتاح فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تین مزید کلاس روم کی تعمیر شروع ہوچکی ہے۔

جماعت احمدیہ نے تمام سکول خاص طور پر ان علاقوں میں تعمیر کئے ہیں جہاں کم آمدنی والے آباد ہیں اور اسی وجہ سے فجی حکومت نے ہمیشہ اس امر کو سراہا ہے۔

مربیان کرام

درج ذیل مربیان کرام اللہ تعالیٰ کے فضل سے دور دراز جزائر میں خدمات سلسلہ عالیہ احمدیہ بجالا چکے ہیں۔

1) مکرم شیخ عبد الواحد فاضل صاحب:۔ آپ جزائر فجی کے پہلے مربی سلسلہ ہیں اور 1960ء کے آخر میں یہاں تشریف لائے اور 1968ء تک آپ کو سلسلہ کی خدمات کی توفیق ملی۔

2) مکرم نور الحق صاحب انور:۔ آپ 1967ء میں تشریف لائے۔ آپ کو امیر و مشنری انچارج کے طور پر بھی خدمت کی توفیق ملی۔ 1968ء میں آپکی واپسی ہوئی۔

3) مکرم ڈاکٹر ظہور احمد شاہ صاحب:۔ امیر و مشنری انچارج، 1968ء تا 1970ء

4) مکرم غلام احمد صاحب بدّو ملہی:۔ 1970ء تا 1972ء

5) مکرم محمد صدیق صاحب امرتسری:۔ امیر و مشنری انچارج 1970ء تا 1973ء

6) مکرم غلام احمد صاحب فرخ:۔ امیر و مشنری انچارج 1972ء تا 1973ء

7) مکرم عبد الرشید صاحب رازی:۔ امیر و مشنری انچارج 1976ء تا 1977ء

8) مکرم دین محمد صاحب شاہد:۔ امیر و مشنری انچارج 1977ء تا 1979ء

9) مکرم سجاد احمد خالد صاحب:۔ 1977ء تا 1985ء آپ کو 1979ء سے 1985ء تک بطور امیر و مشنری خدمات کی توفیق بھی ملی۔

10) مکرم حافظ ملک عبد الحفیظ صاحب:۔ امیر و مشنری انچارج 1980ء تا 1983ء آپ یہاں قیام کے دوران ہی ایک کار حادثہ میں شہید ہوئے۔

11) مکرم عبد العزیز وینس صاحب شاہد:۔ امیر و مشنری انچارج 1985ء تا 1990ء

12) مکرم حافظ سعید احمد جبرائیل صاحب:۔ 1986ء تا 1989ء

13) مکرم عبد الستار رؤف صاحب:۔ 1989ء تا 1990ء

14) مکرم بشیر احمد صاحب قمر:۔ امیر و مشنری انچارج 1990ء تا 1992ء

15) مکرم محمد اشرف اسحاق صاحب:۔ امیر و مشنری انچارج 1992ء تا 1995ء

16) مکرم مظفر سدّھن صاحب:۔ 1992ء تا 1996ء

17) مکرم مبارک احمد صاحب قمر:۔ 1994ء تا 2002ء۔ آپ کو 1995ء سے 2002ء تک بطور امیر و مشنری انچارج خدمات کی توفیق بھی ملی۔

18) مکرم ملک محمد افضل ظفر صاحب:۔ 1985ء تا 1990ء

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مقامی احباب جماعت میں سے بھی مکرم ماسٹر محمد حسین صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ٹیچر کو 1983ء سے 1998ء تک بطور آنریری معلم کے طور پر کام کرنے کی توفیق ملی۔

اس وقت درج ذیل مربیان کرام جزائر فجی میں خدمات سلسلہ کی توفیق پا رہے ہیں۔

1) خاکسار نعیم احمد محمود چیمہ خاکسار 1997ء میں فجی آیا اور 2002ء سے بطور امیر و مربی انچارج خدمات بجالا رہا ہے۔

2) مکرم طارق احمد رشید صاحب ریجنل مربی سلسلہ ونوالیوو ناردن ریجن۔ 1997ء سے فجی میں خدمات بجالا رہے ہیں۔

3) مکرم فضل اللہ طارق صاحب ریجنل مربی سلسلہ ویسٹرن ریجن۔ 2003ء سے فجی میں

خدمات بجالا رہے ہیں۔

4) مکرم نعیم احمد اقبال صاحب ریجنل مربی سلسلہ تاویونی و رامبی ریجن۔ 2003ء سے فجی میں خدمات بجالا رہے ہیں۔

5) مکرم جمال الدین ڈونکن صاحب معلّم لٹوکا جماعت۔ 2004ء سے فجی میں خدمات بجالا رہے ہیں۔

6) مکرم عبدالوہاب انڈریسن صاحب معلّم ولودا جماعت۔ 2004ء سے فجی میں خدمات بجالا رہے ہیں۔

مندرجہ بالا مرکزی مربیان کرام کے علاوہ مکرم محمد تقی نیمانی صاحب مقامی فجیئن بطور معلّم کام کر رہے ہیں۔

فجیئن زبان میں ترجمہ قرآن کریم

عالمگیر جماعت احمدیہ کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ قرآن مجید کا ترجمہ دنیا کی زیادہ سے زیادہ زبانوں میں کیا جائے۔ تا کہ ہر کوئی اپنی زبان میں کلام الٰہی کو پڑھ اور سمجھ سکے۔ اور قرآن کریم کی خوبصورت تعلیم پر عمل کر سکے۔ فجی میں جماعت کے آغاز کے ساتھ ہی فجیئن زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کا آغاز ہو گیا تھا۔ مکرم مولانا شیخ عبدالواحد صاحب نے ایک غیر مذہب کے الیپاتے سیکیوا (Alipate Sikivou) کی خدمات حاصل کیں۔ الیپاتے صاحب نے 1963ء میں حضرت مولانا شیر علی صاحب کی انگریزی ترجمہ قرآن سے فجیئن زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ مکمل کر لیا لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس وقت تک ترجمہ کی اشاعت کی اجازت نہ دی جب تک کہ کوئی احمدی جو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ فجیئن زبان سے بھی پوری واقفیت نہ رکھتا ہو چیک نہ کر لے۔ 1978ء میں مکرم ماسٹر محمد حسین صاحب نے مرکز کی اجازت سے اس اہم کام کی ذمہ داری سنبھالی۔ مختلف اوقات میں دوسرے احباب جماعت بھی آپ کے ساتھ اس کام میں مددگار بنتے رہے۔ 1988ء میں ترجمہ مکمل ہوا۔ اور اسطرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے فجیئن زبان میں قرآن کریم کا پہلا ترجمہ عالمگیر جماعت احمدیہ کو شائع کرنے کی توفیق ملی۔

کنواری اقوام کی تمثیل

اس مضمون کو ختم کرنے سے قبل مناسب ہوگا کہ فجی میں جماعت احمدیہ کے مستقبل کے بارے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ایک رویا کا ذکر کیا جائے۔

انجیل متی میں حضرت مسیح علیہ السلام کی ایک تمثیل بیان کی گئی ہے جس میں مسیح کی آمد ثانی کے وقت آسمانی بادشاہی کو دولہا سے تشبیہ دیتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ دس کنواریاں اس دولہا کے استقبال کے لئے نکلیں گی مگر بعض اس سے ملاقات سے محروم رہ جائیں گی۔

(متی باب 25 آیت نمبر 1 تا 12)

مندرجہ بالا پیشگوئی ایک پہلو سے حضرت مصلح موعود کے ذریعہ بڑی شان سے پوری ہوئی۔ جب باقاعدہ دعوت الی اللہ کے ذریعہ بعض ایسی اقوام تک پیغام پہنچا جو کلیۃً ناآشنا تھیں۔

پھر یہ پیشگوئی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے عہد میں ایک اور پہلو سے پوری ہوئی جب عالمی بیعت کی مہم کے ذریعہ نئی کنواری اقوام نے احمدیت کی آغوش میں پناہ حاصل کی۔ ان میں فجی قوم اور آسٹریلیا کے قدیم باشندے قابل ذکر ہیں۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع 1983ء میں مشرق بعید کے دورہ پر تشریف لائے تو فجی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو رویا میں ایک بزرگ خاتون دکھائیں جو حضور کی والدہ محترمہ کی رضائی بہن تھیں جنہوں نے کبھی شادی نہ کی تھی اور برص کی مریضہ تھیں۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو بڑی محبت سے گلے لگالیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس رویا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ''حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ پیشگوئی تھی جس کا بائیبل میں ذکر ہے کہ کنواریاں اس کا انتظار کریں گی اور مسیح کے متعلق اس کی صفات میں ایک یہ بھی ہے کہ وہ برص زدہ کو اچھا کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس رویا میں دو خوشخبریاں عطا فرمائی ہیں۔ ایک یہ کہ مسیح موعود کو جن کنواریوں کو برکت بخشنے کی خوشخبری دی گئی ہے اس سفر میں انشاء اللہ ایسی کنواری قوموں سے ہمارا واسطہ پڑے گا اور پھر برص دکھائی گئی جو مسیح سے تعلق رکھتی ہے کہ مسیح جس بیماری کو شفاء بخشے گا اس میں سے ایک برص ہے۔ تو خدا تعالیٰ نے ان دونوں کو اکٹھا کر دیا ایک خاتون میں جو کنواری بھی ہیں اور جن کو برص بھی ہے اور ذاتی طور پر ان کے اندر نیکی پائی جاتی ہے۔ تو یہ بھی خوشخبری تھی کہ یہ بیماری ایک سطحی بیماری ہے گہری نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ حضرت مسیح موعود کے کاموں میں جو یہ اہم کام ہے کہ نئی قوموں کو (-) سے روشناس کرائے گا اس کا وقت آپہنچا ہے۔ چنانچہ اس رویا کے بعد جب فجی قوم سے ہمارا تعارف ہوا تو معلوم یہ ہوا کہ فجی قوم بھی ان قوموں میں سے ایک قوم ہے جس کو خدا تعالیٰ نے بطور کنواری اور بیمار دکھایا۔

(روزنامہ الفضل 4 جنوری 1984ء)

(بقیہ صفحہ 50)

فجی کے وزرائے اعظم

1۔ راتو سر کامسس مارا
(Ratu Sir Kamisese Mara)
10 اکتوبر 1970ء تا اپریل 1987ء

2۔ ٹیموسی بیویدرا (Timoci Bavadra)
اپریل 1987ء تا 14 مئی 1987ء

3۔ کرنل سٹیوینی ربوکا (Sitiveni Rabuka)
14 مئی 1987ء تا 17 مئی 1987ء

4۔ راتو سر پنیایا گینی لاؤ
(Ratu Sir Penaia Ganilau)
17 مئی 1987ء تا جولائی 1987ء

5۔ راتو سر کامسس مارا
(Ratu Sir Kamisese Mara)
جولائی 1987ء تا 25 ستمبر 1987ء

6۔ کرنل ربوکا (Sitiveni Rabuka)
25 ستمبر 1987ء تا 5 دسمبر 1987ء

7۔ راتو سر کامسس مارا
(Ratu Sir Kamisese Mara)
5 دسمبر 1987ء تا یکم جون 1992ء

8۔ سٹیوینی ربوکا (Sitiveni Rabuka)
2 جون 1992ء تا 18 مئی 1999ء

9۔ مہندر چوہدری (Mahinder Chaudhry)
19 مئی 1999ء تا 19 مئی 2000ء

10۔ لائسینیا کاراسے (Laisenia Qarase)
4 جولائی 2000ء

فجی کے صدور

1۔ راتو سر پنیایا گینی لاؤ
(Ratu Sir Penaia Ganilau)
5 دسمبر 1987ء تا دسمبر 1993ء

2۔ راتو سر کامسس مارا
(Ratu Sir Kamisese Mara)
دسمبر 1993ء تا 29 مئی 2000ء

3۔ فرینک بینی ماراما (Frank Bani Marama)
30 مئی 2000 تا 17 جولائی 2000ء

4۔ جوزلفا ہوئیلیو (Josepha Lloilo)
18 جولائی 2000ء

وسع مکانک کا ایک نشان

فجی کی پہلی بیت الذکر کی تعمیر کا ایمان افروز واقعہ

سیدنا حضرت مصلح موعود کے حکم سے مولانا شیخ عبدالواحد صاحب فاضل جزائر فجی میں نیا احمدیہ مشن کھولنے کے لئے شروع اکتوبر 1960ء کو ربوہ سے روانہ ہو کر 10 اکتوبر کو فجی کے شہر ناندی (Nadi) میں پہنچے اور دعوت الی اللہ کا کام شروع کر دیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ناندی اور لٹوکا جیسے اہم شہروں میں جماعتیں قائم فرمادیں تو مولانا نے فجی کے دارالحکومت سووا شہر کا رخ کیا۔ چنانچہ یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے نوازا اور جون 1961ء میں ایک ہی دن میں 12 افراد بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوگئے اور پھر آہستہ آہستہ وہاں ایک مخلص جوشیلی اور فعال جماعت قائم ہوگئی جس کے بعد سووا کے علاقہ ساما بولا میں ایک مکان کرایہ پر لے کر باقاعدہ مرکز قائم کر دیا گیا۔

وسع مکانک کا نشان

اگلی عیدالفطر کے موقعہ پر جماعت بڑھ جانے کی وجہ سے وہ مکان اتنا ناکافی ثابت ہوا کہ نہ جماعت کے احباب وہاں سما سکے اور نہ ہی ان کی موٹریں وغیرہ کھڑی کرنے کے لئے کوئی جگہ تھی۔ عید کے خطبہ میں مولانا موصوف نے حضرت مسیح موعود کے الہام وسع مکانک کا حوالہ دے کر تحریک کی کہ سووا (Suva) شہر میں جماعتی مرکز کے لئے کوئی وسیع مکان تلاش کر کے خریدنے کا انتظام کیا جائے۔ چنانچہ احباب جماعت نے مناسب جگہ کی تلاش شروع کر دی۔ اس دوران معلوم ہوا کہ ہمارے ساتھ والا پلاٹ مع مکان قابل فروخت ہے جس کی بیوہ مالکہ تین ہزار پونڈ طلب کرتی ہے۔ جماعت کی طرف سے دو ہزار پونڈ کی پیشکش کی گئی۔ مگر وہ تین ہزار پونڈ سے کم میں فروخت کرنے پر راضی نہ ہوئی۔ چونکہ وہ قطعہ زمین جماعت کے مرکز اور بیت الذکر کے لئے نہایت موزوں اور باموقع تھا اس لئے بعض افراد جماعت نے اس عورت کے بعض رشتہ داروں کے ذریعہ اسے سمجھایا کہ اس کی زمین کسی ذاتی یا تجارتی غرض کے لئے نہیں بلکہ محض خانہ خدا کی تعمیر اور دعوت الی اللہ کے مرکز کے لئے لی جارہی ہے۔ چنانچہ آخر کار دو ہزار پونڈ قیمت پر اس قطعہ زمین اور مکان کو فروخت کرنے پر رضامند ہوگئی جس کے بعد وکیل کے ذریعہ تحریری معاہدہ کے علاوہ اسے بیعانہ بھی ادا کر دیا گیا۔

اس دوران جب اس عورت کے رشتہ داروں اور بعض لوکل تنظیموں کے سربراہوں اور کارندوں کو جو جماعت کے مخالفین میں سے تھے اس سودے کا پتہ چلا تو ان سب نے مل کر اس کو ورغلایا کہ وہ اس سودا کو یہ کہہ کر فسخ کر دے کہ اس پر ناجائز دباؤ ڈال کر متعلقہ معاہدہ پر دستخط کرائے گئے ہیں۔ حالانکہ یہ محض جھوٹ اور افتراء تھا۔ تاہم اگرچہ وہ قانونی طور پر اس سودے کو کالعدم کرنے میں کامیاب نہ ہوسکی۔ پھر بھی عرصہ تک اس نے جماعت کو پریشان کئے رکھا اور جب اسے اپنا کوئی حربہ کارگر ہوتا نظر نہ آیا اور وکیل کی معرفت ہماری جماعت نے اسے حسب وعدہ تین ماہ کے اندر اندر پوری رقم بھی ادا کر دی تو مخالفین کے اکسانے پر وہ اس مکان میں بطور کرایہ دار رہنے پر اصرار کرنے لگی اور مکان خالی کرنے سے انکار کر دیا۔

ادھر شہر میں مخالفین یہ غلط اور جھوٹا پراپیگنڈہ کرنے لگے کہ احمدی ایک کمزور بیوہ عورت کو قانونی پیچیدگیوں میں پھنسا کر اس کی جائیداد سے اسے بے دخل کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس عورت نے ہماری جماعت سے بات شروع ہونے سے پہلے ہی اپنی وہ زمین اور مکان فروخت کرنے کا اعلان کر رکھا تھا اور ایک شراب خانے کا مالک اسے اس زمین و مکان کے لئے تین ہزار پونڈ پیش کر چکا تھا۔ مگر محلّہ کے شرفاء کی مخالفت کی وجہ سے وہ زمین شراب خانہ کے لئے فروخت نہ کی گئی۔ آخر مالکہ زمین کو وکیل کے ذریعہ ہماری طرف سے ایک ماہ کے اندر اندر وہاں سے نکل جانے کا آخری نوٹس دیا گیا جس کے اختتام پر اس نے مجبور ہو کر عمارت بکلی خالی کر دی اور اپنے بعض احمدی عزیزوں کے ہاں چلی گئی۔

چنانچہ پھر مزید تین صد پونڈ لگا کر اس عمارت کی مرمت کی گئی۔ ایک حصہ کو تبدیل کر کے اور باقاعدہ محراب وغیرہ بنا کر اسے بیت کی شکل دی گئی اور ''بیت فضل عمر'' اس کا نام رکھا گیا۔ ایک حصہ احمدیہ لائبریری اور ریڈنگ روم اور آفس کے لئے استعمال ہونے لگا اور باقی حصہ میں کچھ تبدیلیاں کر کے اسے مربیان اور مہمانوں کے لئے استعمال کیا جانے لگا اور خالی زمین باغیچہ میں تبدیل کر دی گئی۔ اس کے تقریباً گیارہ سال بعد 1972ء میں اس بیوہ عورت اور اس کی اولاد کو اللہ تعالیٰ نے مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری ایم اے مربی انچارج احمدیہ مشن فجی کے ذریعہ باقاعدہ جماعت میں شمولیت کی توفیق دے دی۔ بیعت کے وقت ایک وجہ بیعت کرنے کی اس نے حلفیہ طور پر مولانا صاحب موصوف کو یہ بتائی کہ 1958ء کے لگ بھگ ایک شب اس نے خواب دیکھا تھا اس کا وہی مکان (جو جماعت نے اس سے خریدا تھا) بیت میں تبدیل ہوگیا ہے اور لوگ اس میں نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ لیکن چونکہ اس زمانہ میں اسے نماز روزہ سے چنداں دلچسپی نہ تھی اس لئے اس نے اس خواب پر کوئی غور نہ کیا اور نہ کسی سے اس خواب کا ذکر کیا اور بعد میں وہ خواب اس کے ذہن سے بھی اتر گیا مگر پھر بارہ سال بعد یاد آ گیا۔ کیونکہ اب واقعات نے اسے سچا ثابت کر دیا تھا اور اس کا وہ مکان مشیت الٰہی سے بیت الذکر میں تبدیل ہو کر ہزاروں مومنوں کی سجدہ گاہ بن چکا تھا۔ (ماہنامہ خالد جنوری 1984ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا دورہ فجی (25 اپریل تا 4 مئی 2006ء)

تاریخ وار مصروفیات

25 اپریل 2006ء

☆ چار گھنٹے کی پرواز سے شام قریباً ساڑھے سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فجی کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ نا ندی پر تشریف لائے۔ جہاز کے دروازے پر امیر صاحب نے آپ کا اور صدر صاحبہ لجنہ نے حضرت بیگم صاحبہ کا استقبال کیا۔ VIP پروٹوکول انچارج نے بھی جہاز کے دروازے پر خوش آمدید کہا۔

☆ VIP لاؤنج میں High Chief of Nadroga اور میئر نا ندی نے استقبال کیا۔ دو نوجوان روایتی قبائلی لباس اور ہتھیار زیب تن کئے VIP لاؤنج کے دروازے پر خوش آمدید کے لئے کھڑے تھے۔ جنہوں نے باہر آنے پر آگے آگے مارچ پاسٹ کیا۔

☆ نیشنل TV کے نمائندہ VIP لاؤنج میں کوریج کے لئے موجود تھے۔ انہوں نے انٹرویو کیا۔ ایک سوال کے جواب میں فرمایا: ”ہر مذہب امن کا پیغام ہے۔ بھائی چارہ کا پیغام ہے“۔

☆ ایئرپورٹ سے باہر چار ہمسایہ ممالک اور فجی کی جماعتوں کے سینکڑوں نمائندے استقبال کے لئے موجود تھے۔ بچے بچیاں ہاتھوں میں پرچم لئے خیر مقدمی نظمیں پڑھ رہے تھے۔ دو منزلہ بیت اقصیٰ کی دوسری منزل پر بیت اور نیچے دفاتر، مشن ہاؤس، لائبریری اور گیسٹ ہاؤس ہے۔

26 اپریل 2006ء

☆ صبح کے معمولات کے بعد ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دس بجے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع فرمایا۔

☆ مجموعی طور پر 34 گھرانوں کے 118 افراد نے ملاقات کرنے اور تصاویر بنوانے کا شرف حاصل کیا۔

☆ پینتیس کلومیٹر دور احمدیہ پرائمری سکول لٹوکا پہنچے تو سٹاف نے استقبال کیا اور بچوں نے نہایت دلربا انداز میں خیر مقدمی الفاظ ادا کئے۔ ”السلام علیکم، اھلاً و سھلاً و مرحبا یا خلیفۃ المسیح، انی معک یا مسرور“ پھر شاندار استقبالیہ تقریب ہوئی۔

☆ دس ایکڑ رقبہ پر بنے اس سکول کا مکمل وزٹ فرمایا جس میں 400 طلباء اور 18 اساتذہ ہیں۔ سکول کے صحن میں ایک پودا لگایا۔

☆ ظہر وعصر کے بعد بیت رضوان میں 21 گھرانوں کے 60 افراد نے شرف ملاقات حاصل کیا۔

☆ دو سو بیس کلومیٹر دارالحکومت صووا نہایت خوبصورت رستوں کا سفر کر کے پہنچے جہاں نہایت پرجوش والہانہ استقبال ہوا۔

☆ صووا میں بیت فضل عمر، مشن ہاؤس اور پورے کمپلیکس کو خوبصورت جھنڈیوں اور رنگا رنگ روشنیوں سے سجایا گیا تھا۔ بچوں بچیوں نے دلربا خیر مقدمی ترانے پڑھے۔

☆ نیشنل ٹی وی نے آپ کی فجی میں آمد و استقبال کے مناظر اور بچوں بچیوں کو نظمیں پڑھتے دکھایا۔

27 اپریل 2006ء

☆ معمولات کے بعد ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور سرانجام دیئے۔

☆ وائس پریذیڈنٹ (جو قائم مقام صدر مملکت ہیں) سے ملنے گئے وزارت خارجہ کے پروٹوکول آفیسر خود اپنے ساتھ پریذیڈنٹ ہاؤس لے گئے۔

☆ قائم مقام صدر نے شام کو ہونے والی استقبالیہ تقریب میں دعوت کے ذکر پر کہا کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ اتنی بڑی شخصیت تشریف لا رہی ہے مگر اب ممکن نہیں کہ اس تقریب کو چھوڑ کر میں کسی اور میں شامل ہوں۔

☆ دو دفعہ مزید ڈاک ملاحظہ فرمائی اور سہ پہر جلسہ سالانہ کے لئے حاصل کردہ سپورٹس ہال میں انتظامات کا معائنہ فرمایا۔ ناظمین و منتظمین کو شرف مصافحہ بخشا اور ہدایات سے نوازا۔

☆ Holilday Inn میں جماعت نے استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا۔ ایکٹنگ پریذیڈنٹ کے علاوہ تقریب میں آسٹریلیا، انگلینڈ، امریکہ اور انڈیا کے سفارتی اعلیٰ عہدیداران، ملکی وزارتی مہمانوں اور ملکی مقتدر مذہبی وسماجی بڑی تنظیموں کے نمائندگان نے شرکت کی۔

☆ مختلف ایڈریسز پیش ہوئے آخر پر آپ نے دین حق کی تعلیمات کا جامع طور پر ذکر فرمایا۔ نہایت خوشگوار تقریب میں عشائیہ کے بعد آپ فرداً فرداً مہمانوں کے پاس تشریف لے گئے، گفتگو کی اور شرف مصافحہ بخشا۔

28 اپریل 2006ء

☆ آج جمعۃ المبارک کا دن تاریخ احمدیت کا ایک اہم سنگ میل ثابت ہوا جو جلسہ سالانہ فجی کے آغاز کا دن ہے۔

☆ پرچم کشائی اور دعا کے بعد خطبہ جمعہ میں فرمایا آج MTA کے ذریعے زمین کے کناروں سے دنیا بھر میں آواز پہنچ رہی ہے۔

☆ فجی کے نیشنل ٹی وی نے خطبہ جمعہ براہ راست نشر کیا۔ MTA نے گیارہ سیٹلائٹ استعمال کرتے ہوئے ساری دنیا میں خطبہ Live پہنچایا۔

☆ وقت کے لحاظ سے یہ خطبہ جمعہ دنیا بھر میں سب سے پہلا خطبہ تھا ساری دنیا کے خطبات گویا اس کی اقتداء میں ہوئے۔

☆ مختلف جزائر کے 65 گھرانوں سے 271 افراد نے ملاقات کرنے اور تصاویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔ بڑوں کو انگوٹھیاں اور بچوں بچیوں کو قلم عطا فرمائے۔

☆ نیشنل ٹی وی نے جلسہ سالانہ کے افتتاح، خطبہ جمعہ، پرچم کشائی اور دیگر مناظر کا خبرناموں میں ذکر کیا۔

29 اپریل 2006ء

☆ معمولات کے بعد ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور سرانجام دیئے۔

☆ تیرہ کلومیٹر کے فاصلے پر Narere میں احمدیہ پرائمری سکول کا وزٹ فرمایا۔ سٹاف نے استقبال کیا۔ 13.4 ایکڑ پر بنائے گئے سکول میں اب 17 کلاس رومز، لائبریری اور دفاتر ہیں۔ 600 طلباء اور 22 اساتذہ ہیں۔

☆ ”احمدیہ کالج Narere“ تشریف لے گئے۔ سٹاف نے خوش آمدید کہا۔ پرنسپل نے دو منزلہ عمارت کا معائنہ کروایا۔ اس وقت کالج میں 400 طلباء اور 24 اساتذہ ہیں۔ لیبارٹری دیکھی اور مزید سامان خریدنے کے لئے رقم مختص فرمائی۔ اسی طرح طالبات کے لئے مزید سلائی مشینیں اور IT کلاسز کے لئے پانچ مزید کمپیوٹر لینے کی ہدایت فرمائی۔

☆ 16.5 ایکڑ پر بنے کالج کے اساتذہ وطلباء سے گفتگو فرمائی اور یونیورسٹی ٹاپ کرنے والے کو بیرون ملک حصول تعلیم کے لئے سکالرشپ اسی طرح دیگر متعدد وظائف کا اعلان فرمایا۔ ریفریشمنٹ کے بعد صووا تشریف لے گئے۔

☆ لنگر خانہ کا معائنہ فرمایا اور کھانوں کی تفصیل معلوم کی پھر ظہر وعصر کے بعد جلسہ سالانہ سے اختتامی خطاب فرمایا جس سے پہلے تلاوت و نظم کے بعد قصیدہ پڑھا گیا۔ انڈین ہائی کمشنر صاحب نے ایڈریس پیش کیا۔ ایڈریس کے بعد 17 احمدی طلباء کو گولڈ میڈل اور تعلیمی سرٹیفکیٹ عطا فرمائے۔

☆ خطاب اور دعا کے بعد جلسہ گاہ لجنہ تشریف لے گئے۔ خواتین نے والہانہ استقبال کیا۔ تعلیمی میدان میں امتیاز حاصل کرنے والی چھ طالبات کو گولڈ میڈل اور تعلیمی سرٹیفکیٹ دیئے۔ آخر پر ترنم کے ساتھ کورس کی شکل میں بچیوں نے الوداعی گیت پیش کیا۔

☆ چلڈرن کلاس ہوئی۔ متعدد دلچسپ معلوماتی پروگراموں کے بعد 11 بچوں اور بچیوں نے مل کر کورس کی شکل میں نظم پیش کی۔

قرآن سب سے اچھا قرآن سب سے پیارا

☆ آپ نے بچوں اور بچیوں کو قلم اور تحائف دیئے۔

☆ مغرب وعشاء کے بعد امیر صاحب نے تین نکاحوں کا اعلان کیا اور آپ نے دعا کرائی۔

☆ میڈیا اور پریس نے بھرپور کوریج دی۔ The Fiji Times اور Daily Post نے خصوصی مضامین شائع کئے اور خبریں دیں۔

30 اپریل 2006ء

☆ معمولات کے بعد ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور سرانجام دیئے۔

☆ بیت فضل عمر میں نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ فجی سے میٹنگ ہوئی۔ تمام شعبوں کا جائزہ لیا اور ہدایات دیں۔ آخر پر گروپ فوٹو ہوا اور اراکین کو قلم عطا فرمائے۔

☆ انصار اللہ کے بعد نیشنل عاملہ لجنہ سے میٹنگ ہوئی۔ تمام شعبوں کا جائزہ لیا اور ہدایات سے نوازا۔

☆ پھر نیشنل عاملہ خدام الاحمدیہ سے میٹنگ کی۔ ایک ایک شعبے کا تفصیل سے جائزہ لیا اور تربیتی امور کے ساتھ ساتھ خدمت خلق اور دعوت الی اللہ کی طرف حکمت کے ساتھ پوری توجہ دینے کی ہدایات دیں اور دورے کرنے کی تاکید فرمائی۔ گروپ فوٹو ہوا۔ ممبران کو قلم عطا فرمائے اور دعائیں دیں۔

☆ امیر صاحب جزائر فجی کو ہدایت فرمائی کہ جماعت اور ذیلی تنظیمیں اپنا اپنا حساب رکھیں۔ سیکرٹریان کی سیکنڈ لائن اور تھرڈ لائن بھی تیار کرنی چاہئے۔

☆ چار ہمسایہ ممالک کے وفود اور فجی کے ممبران نے ملاقات کی کل 54 گھرانوں کے 211 افراد نے سعادت پائی۔ بعض لاہوری احمدی گھروں اور غیر از جماعت دوستوں نے بھی ملاقات کی۔

یکم مئی 2006ء

☆ معمولات کے بعد ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دوسرے بڑے جزیرے ونوا Vanua کے لئے تیاری کی۔ نو بجے 17 افراد پر مشتمل وفد کار پھر جہاز کے ذریعہ لباسہ Labasa ایئرپورٹ پہنچا جہاں

مقامی جماعت اور مربی صاحب نے استقبال کیا۔ بچوں بچیوں نے پرجوش خیر مقدمی گیت پیش کئے۔

☆احمدیہ سیکنڈری سکول ولوکا Voloca میں استقبالیہ تقریب کے علاوہ کالج کے ایک بلاک کا افتتاح تھا۔لوائے احمدیت اور قومی پرچم لہرائے جانے کے بعد افتتاح فرمایا اور احاطہ میں جامن کا پودا لگایا۔

☆استقبالیہ تقریب میں ایڈریس پیش کیا گیا۔ 30 ایکڑ پر محیط سکول۔مشن اور بیت الذکر میں ہر طرف خوب رونق تھی۔اپنے خطاب میں اعلیٰ امتیازی کامیابیوں کی تحریک فرمائی۔

☆ظہر وعصر کے بعد سہ پہر 31 گھرانوں کے 121افراد نے شرف ملاقات حاصل کیا۔

☆احمدیہ قبرستان تشریف لے جاکر مکرم محمد افضل ظفر صاحب مربی سلسلہ حال کینیا کی اہلیہ اور بچوں اور دیگر احمدی احباب کی قبروں پر دعا کی۔مغرب وعشاء کے بعد ایک دوست نے ملاقات کی اور کچھ دیر کے لئے مربی صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔

2 مئی 2006ء

☆معمولات کے بعد بذریعہ جہاز ڈیٹ لائن والے جزیرہ تائیوینی Taveuni تشریف لے گئے۔والہانہ جوش وخروش میں الوداع ہوئے اور مربی صاحب سمیت احباب جماعت نے استقبال کیا۔ بچوں نے پھول پیش کئے۔

☆ اس جزیرہ کے پہلے احمدی ظریف خان صاحب ساتھ رہے اور ڈیٹ لائن گزرنے والی جگہ پارک وغیرہ نشانات کی سیر کی۔لوائے احمدیت اور قومی پرچم لہرایا گیا۔آپ نے بہت سی تصاویر بنائیں اور بنوائیں۔

☆جزیرہ رابی Rabi کے متعلق مربی صاحب سے معلومات پوچھیں۔تین ہزار کی آبادی والے اس جزیرہ میں 15 گھر احمدی ہیں۔ یہاں جماعت کی بیت اور مشن ہاؤس ہے۔

☆Taveuni جماعت کے بارہ گھروں نے شرف ملاقات حاصل کیا۔

☆جماعت نے ہوٹل میں استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا تھا جس میں سرکردہ معزز مہمان ڈاکٹرز۔ بزنس مین۔ پرنسپل۔ٹیچرز۔ پولیس افسران کے علاوہ مذہبی نمائندے شامل ہوئے۔

☆نائب امیر صاحب جماعت فجی نے تعارف کرایا پھر کیتھولک پادری نے ایڈریس پیش کیا۔اپنے خطاب میں فرمایا کہ ہمارا سلوگن ہے’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘۔ہم تمام مذاہب والوں کی عزت کرتے ہیں۔آپ نے امن وآشتی کی دعا کی۔

☆جماعت کے مشن ہاؤس اور ’’بیت الجامع‘‘ تشریف لے گئے۔ظہر وعصر کے بعد ایک تقریب آمین ہوئی پھر احاطہ میں ایک پودا لگایا۔شام احباب جماعت نے ایئرپورٹ پر پرجوش نعروں اور دعاؤں کے ساتھ نا ندی کے لئے رخصت کیا۔

☆نا ندی انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر پروٹوکول آفیسر نے خوش آمدید کہا۔ بیت اقصیٰ پہنچ کر مغرب وعشاء ادا کیں۔

3 مئی 2006ء

☆معمولات کے بعد قریباً دس بجے 40 کلومیٹر دور Maro جماعت تشریف لے گئے۔راستے میں قبرستان کے لئے مجوزہ جگہ ملاحظہ فرمائی۔ بیت محمود مارو پہنچے جہاں احباب جماعت نے پرجوش استقبال کیا۔

☆’’لجنہ ہال‘‘ کا افتتاح فرمایا۔ ہال میں ایک تقریب ہوئی۔ تلاوت کے بعد صدر مملکت اور وزیراعظم جزائر فجی کے نمائندہ کی حیثیت میں ڈسٹرکٹ آفیسر نے استقبالیہ ایڈریس پیش کیا اور کہا کہ آپ کی آمد سے ہمیں بہت برکت ملی ہے اور دلی شکریہ ادا کیا۔

☆اپنے خطاب میں Ethnic منسٹری کا شکریہ ادا کیا جس کی معاونت سے ہال تعمیر ہوا اور بتایا کہ احمدیت کا پیغام یہ ہے کہ خدا کو پہچانیں اور دوسروں کے حقوق ادا کریں۔تقریب میں ڈسٹرکٹ کمشنر، چیفس،ممبر پارلیمنٹ، پرنسپل واساتذہ صاحبان،کمیونٹی ورکرز اور دیگر معززین مدعو تھے۔

☆بیت محمود مارو کا سنگ بنیاد حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے رکھا تھا۔اس کے ساتھ لائبریری اور مشن ہاؤس بھی ہے۔سمندر کنارے کھانے کا انتظام تھا۔واپس بیت اقصیٰ پہنچ کر ظہر وعصر ادا کیں۔

☆ظہر وعصر کے بعد نیشنل مجلس عاملہ کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔ہر شعبے کا جائزہ لیا اور قیمتی ہدایات سے نوازا۔خصوصاً فرمایا کہ’’ہر احمدی کا کام ہے کہ وہ دعوت الی اللہ کرے۔نیز فرمایا’’ آپ کے پاس مختلف جزائر ہیں۔ پاکٹس ہیں وہاں جائیں اور کام کریں اور دعوت الی اللہ کے رستے خود تلاش کریں۔

☆مغرب وعشاء کے بعد ایک تقریب آمین ہوئی۔

☆رات جماعت فجی نے ایک کمیونٹی ہال میں الوداعی تقریب عشائیہ کا اہتمام کیا۔تلاوت نظم اور دیگر اظہار خیال کے بعد آپ نے اختتامی تقریب (Fare Well) کے حوالے سے فرمایا کہ Fare Well تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ نے سنا اس پر عمل کر کے صحیح احمدی بن جائیں۔

4 مئی 2006ء

☆بیت اقصیٰ نا ندی میں فجر سے پہلے متوقع خطرہ سونامی (Tsunami) کے متعلق پوچھ کر حفاظت کی دعا کی اور خدا کے فضل سے ساری پیشگی خبروں کے برخلاف سونامی جہاں تھا وہاں ختم ہوگیا۔

☆دس بجے ہوٹل سے باہر تشریف لائے اور دعا کروائی۔ ایئرپورٹ پر الوداع کہنے مختلف جماعتوں سے احباب جمع تھے۔ بچے بچیاں دعائیہ اور الوداعیہ نظمیں پڑھ رہے تھے۔آپ نے دعا کرائی اور VIP لاؤنج تشریف لے گئے۔

☆اہم جماعتی عہدیدار جہاز کے دروازے تک الوداع کہنے کے لئے گئے اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔فی امان اللہ

خطبہ جمعہ

28/اپریل 2006ء

فجی سے کسی خلیفۃ المسیح کے براہ راست ساری دنیا میں نشر کئے گئے اولین خطبہ جمعہ کے اہم نکات:۔

☆اللہ تعالیٰ کا شکر واحسان ہے کہ آج حضرت مسیح موعود کا پیغام دنیا کے کنارے سے تمام دنیا میں پھیل رہا ہے۔

☆ آج دنیا خدا کو بھلا چکی ہے اور نفس نے بہت سے بت دلوں میں بٹھائے ہوئے ہیں۔

☆ حضرت مسیح موعود کی آمد کا مقصد یہ ہے کہ بندے کا خدا سے تعلق قائم کر دیا جائے۔

☆ ہر احمدی کو جائزہ لینا چاہئے کہ وہ مسیح موعود کی آمد کا مقصد کس حد تک پورا کر رہا ہے۔

☆نام کی بیعت بے فائدہ ہے۔شرائط بیعت سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت مسیح موعود ہمیں کیا بنانا چاہتے ہیں۔

☆ ہر وقت خدا تعالیٰ سے معاملہ صاف رکھتے ہوئے حقوق العباد کی تکمیل کی سعی کرنی چاہئے۔

☆ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ انسان کی زاہدانہ زندگی کا بڑا بھاری معیار نماز ہے۔

☆ نمازوں کی پابندی اور مالی قربانیوں کے ساتھ نظام جماعت کی اطاعت کرنا بھی فرض ہے۔

☆ صرف بیعت کر لینا کافی نہیں بلکہ اپنے اندر پاک تبدیلی بھی ضروری ہے۔

☆ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ساتھ نظام خلافت سے پختہ تعلق قائم رکھنا ضروری ہے۔

☆ عاجزانہ رویہ اختیار کرنے سے معاشرہ میں محبت کی فضا پیدا ہوتی ہے۔

☆ ہر فرد جماعت پر لازم ہے کہ حقیقی معنوں میں خدا کا عبادت گزار بندہ اور مخلوق کے حقوق ادا کرنے والا ہو۔

انٹرویو

25/اپریل 2006ء

☆ VIP لاؤنج فجی میں انٹرویو۔سوالات کے جواب میں!

☆ یہ میرا فجی کا پہلا سفر ہے۔ یہاں ہماری کمیونٹی ہے میں ان سے ملنے آیا ہوں وہ مجھ سے مل کر خوش ہوں گے میں ان سے مل کر خوش ہوں گا۔

☆ میرا سفر اچھا گزرا ہے۔ فلائٹ کی لینڈنگ بہت Smooth تھی۔ یہ ایک اچھا آغاز ہے۔امید ہے انشاء اللہ یہاں ہمارا Stay بہت اچھا اور خوشگوار ہوگا۔

☆ میرے دورے کا یہاں آنے کا بڑا مقصد جماعت کے احباب سے ملنا ہے اور جماعتی حالات کا جائزہ لینا ہے اور احباب سے انفرادی ملاقاتیں ہیں۔ میرے سفروں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ امن ومحبت کا پیغام دوسروں تک پہنچادوں اور دین کی حسین تعلیم پیش کروں۔

☆تمام مذاہب اپنے لیڈر کو، اپنی تعلیم کو Follow کریں۔ ہر مذہب کے بانی نے توحید کی تعلیم دی ہے۔امن وسلامتی اور رواداری کی تعلیم دی ہے۔اگر ہر کوئی اپنے مذہب کی اتباع کرے گا تو دنیا میں امن قائم ہوگا۔ کیونکہ ہر مذہب کا پیغام امن کا پیغام ہے۔ بھائی چارہ کا پیغام ہے۔

☆جماعت احمدیہ ساری دنیا میں دین کے امن وآشتی کے پیغام کو پھیلانے کے لئے کوشاں ہے۔ ہر احمدی جانتا ہے کہ اس نے ہر ایک سے محبت کرنی ہے اور خیر خواہی کرنی ہے کسی سے نفرت نہیں کرنی۔

☆کسی کی طرف سے ظلم اور تکلیف پہنچنے پر ہم کسی ردعمل کا اظہار نہیں کرتے۔ جماعت احمدیہ قانون کی پابندی کرنے والی جماعت ہے۔ہم کسی ملک میں بھی قانون کو ہاتھ میں نہیں لیتے۔

ہدایات و نصائح

معائنہ انتظامات جلسہ سالانہ فجی

26/اپریل 2006ء

☆ کارکن سب باقاعدہ نمازیں پڑھیں۔

☆جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں کا یہ جو معائنہ ہے یہ ہماری اب ایک روایت بن چکی ہے کہ ایک دن پہلے جلسے کا جائزہ لیا جائے کہ کس حد تک آپ لوگ ڈیوٹیاں دینے کے لئے تیار ہیں اور کیا انتظامات ہیں۔

☆ آپ کا جلسہ چھوٹا سا جلسہ ہے۔چند سو آدمی آئیں گے لیکن ان سب کو سنبھالنے کے لئے آپ کو پوری طرح تیار ہونا چاہئے۔

☆ یہ مہمان جو جلسہ پر آتے ہیں وہ اپنے جذبات کے بڑے حساس ہوتے ہیں۔ اس لئے رہائش، کھانے کا انتظام اور دوسرے باقی سب انتظام بھی صحیح ہونے چاہئیں۔

☆سب اپنی ڈیوٹی اچھی طرح ادا کریں۔ حضرت مسیح موعود کے مہمانوں کی خدمت آپ کر رہے ہیں۔

☆شعبہ تربیت کوشش کرے کہ جلسہ پر آنے والے احباب اندر بیٹھ کر جلسہ سنیں اور نمازوں کے وقت سب نمازیں ادا کریں اور سب ناظمین اور تمام

کارکنان بھی نمازوں کی پابندی کریں۔

☆نماز کے وقت جن کارکنان کی ڈیوٹی ہو وہ بعد میں مل کر نماز ادا کریں نماز ادا کرنا ضروری ہے اس میں کوتاہی نہیں ہونی چاہئے۔

☆اپنے کام کو دعا سے شروع کریں اور اس سارے عرصہ میں خداتعالیٰ سے دعا مانگتے رہیں کہ خیریت سے یہ جلسہ اپنے اختتام کو پہنچے اور سب کام صحیح رنگ میں شروع ہو جائیں۔

احمدیہ سکول لٹوکا کے استقبالیہ سے خطاب

26/اپریل 2006ء

☆آپ طلباء ملک کے مستقبل کی جنریشن ہیں جو ملک کی لیڈرشپ اور دیگر ذمہ داریاں سنبھالیں گے۔

☆آپ سب کو بہت محنت کرنی چاہئے۔

☆خداتعالیٰ نے آپ کو موقع دیا ہے کہ اس عمر میں تعلیم حاصل کریں جبکہ ماضی میں آپ کے والدین کو یہ سہولت حاصل نہیں تھی پس آپ ان مواقع سے فائدہ اٹھائیں۔

☆جہاں تک زیادہ سے زیادہ تعلیم حاصل کر سکتے ہیں کریں۔ ہائر ایجوکیشن حاصل کریں۔ یہ طلباء کو میری نصیحت ہے۔

☆اساتذہ کو پتہ ہونا چاہئے کہ ملک کی آئندہ نسل ان کے ہاتھ میں ہے اس لئے وہ سب خود بھی بہت محنت کریں اور ان کو پڑھائیں۔ اخلاق لحاظ سے بھی ان کا معیار بلند کریں۔

☆اساتذہ اپنی ڈیوٹی ادا نہیں کریں گے تو پوچھے جائیں گے۔ جس لیڈر اور نگران کے سپرد کوئی ذمہ داری کی جائے تو وہ اس ذمہ داری کے متعلق پوچھا جاتا ہے۔

☆اپنی اگلی نسل کو تعلیم دیں۔ ان کو ٹرینڈ کریں۔

☆اللہ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

تقریب عشائیہ سے خطاب

26/اپریل 2006ء

☆آج اس شام کو آپ کا کچھ وقت لوں گا اور ان چند منٹ میں دین کی پُرامن تعلیم کے بارہ میں روشنی ڈالوں گا۔

☆قرآن کریم اپنے ماننے والوں کو حکم دیتا ہے اور بتاتا ہے کہ کس طرح سوسائٹی میں امن قائم کر سکتے ہیں۔

☆دین اپنی خوبصورت تعلیم پھیلانے کے لئے کسی طاقت کے استعمال کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر کسی کو پیغام دیا جاتا ہے اور وہ اس کو رد کرتا ہے تو یہ اس کا حق ہے۔

☆آپ کا فرض صرف پیغام پہنچا دینا ہے۔ باقی خداتعالیٰ کا کام ہے کہ وہ اس سے اس دنیا میں یا دوسری دنیا میں کیا سلوک فرماتا ہے۔

☆ہجرت کے بعد مدینہ کے لوگ آنحضرت ﷺ پر ایمان لائے اور مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی۔ مدینہ میں یہودی بھی تھے پہلے ان کے پاس پاور (Power) تھی اب وہ کم ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے وہاں باقاعدہ ایک نظام سیٹ کیا۔

☆آپؐ نے ہر ایک کو مذہبی آزادی دی اور فرمایا مذہب میں کوئی جبر نہیں۔ یہودیوں کے خلاف طاقت استعمال نہیں ہوگی دونوں اپنے اپنے مذہب کے مطابق عمل کرنے میں آزاد ہوں گے اور جانوں کی حفاظت کی ذمہ داری دی جاتی ہے۔ آپ نے کامل انصاف اور عدل قائم کیا۔

☆نجران کے عیسائیوں سے معاہدہ کیا کہ ان کے گرجوں اور معابد کی حفاظت کی جائے گی اور ان کے چرچز کو مساجد میں تبدیل نہیں کیا جائے گا۔

☆فتح مکہ پر آنحضرت ﷺ نے جملہ مخالفین کے مظالم یکسر معاف کرتے ہوئے اپنوں کو فرمایا کہ تم پر مظالم ہوئے مگر تم نے کسی پر ظلم نہیں کرنا۔ یہ تعلیم سوسائٹی کے امن کے لئے درست اور صحیح راستہ ہے۔

☆معاشرہ کا امن متقاضی ہے کہ حق تلفی کئے بغیر رواداری اور عدل و انصاف کا معیار بلند کیا جائے۔ تعلق باللہ کے ساتھ باہمی بھائی چارہ نرمی اور محبت کو فروغ دیا جائے۔

احمدیہ کالج سے خطاب

29/اپریل 2006ء

☆احمدیہ کالج Narere (فجی) میں 24 اساتذہ اور قریباً 400 طالب علم ہیں۔ کالج وزٹ کے دوران حضور انور نے مختلف قیمتی ارشادات فرمائے۔

☆عمارت کی ضروری مرمت اور لیبارٹری میں سامان بڑھانے کی تلقین کرتے ہوئے رقم بھی مختص فرمائی۔

☆طالبات کے لئے مشینیں اور لائبریری کے لئے کمپیوٹرز میں اضافہ اور IT کلاسز شروع کرنے کی ہدایت فرمائی۔

☆سٹاف کو ہدایت فرمائی کہ کالج کا جو طالب علم یونیورسٹی ٹاپ کرے اسے باہر کے ملک میں اعلیٰ تعلیم اور جو 75 فیصد نمبر لے اسے یونیورسٹی تعلیم کے لئے وظائف دیئے جائیں۔

☆وزیٹر بک پر تحریر فرمایا کہ ورکشاپ بلاک کی تعمیر کے کام کی اچھی طرح نگرانی نہیں کی گئی۔ تعمیراتی کام انتہائی غیر معیاری ہے۔ نگران کمیٹی اس کی آئندہ نگرانی کرے۔

☆جلسہ سالانہ کے آخری دن تعلیمی میدان میں اعلیٰ امتیاز حاصل کرنے والے طلباء کو میڈل اور سرٹیفکیٹ عطا فرماتے ہوئے دعا دی کہ

☆''اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان سب کے لئے مبارک کرے اور آئندہ عظیم الشان کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے''۔

جلسہ سالانہ سے اختتامی خطاب

29/اپریل 2006ء

☆احمدی ہر وقت آنحضرت ﷺ کا نمونہ اپنے سامنے رکھتے ہیں۔

☆آنحضرتؐ کی عبادت آپؐ کو آپ کے کاموں، گھر کے کام کاج، بیوی بچوں اور سوسائٹی کے حقوق ادا کرنے اور خدمت خلق کے کاموں سے علیحدہ نہیں کرتی تھی جیسا کہ حضرت خدیجہؓ نے گواہی دی۔

☆ہر احمدی یہ عہد کرے کہ وہ اپنی ذمہ داری ادا کرے گا اور کوشش کرے گا کہ اپنے اچھے کاموں سے پہچانا جائے۔

☆آنحضرتؐ کے اچھے اخلاق کیا تھے؟ سب سے پہلے اللہ کا قرب پانا اس کوشش میں آپؐ کی تہجد اور آپؐ کی نمازیں ابلتی ہنڈیا کی مانند گریہ وزاری سے دعائیں کرنا اور تڑپ رکھنا کہ خدا کا شکرگزار بندہ بنوں۔

☆اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس پاک نمونہ کے مطابق عبادت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆آپ نے حضرت مسیح موعود سے جو عہد بیعت باندھا ہے اس کے مطابق لوگوں کے حقوق ادا کرنے کی اعلیٰ مثالیں قائم کرنی ہیں۔

☆اخوت و محبت، بھائی چارہ اور ہمدردی بڑے بڑے مسائل اور مشکلات کا حل ہے۔

☆آنحضرت ﷺ کی سچائی اور دیانت کا معیار اعلیٰ تھا۔ جھوٹ کی بری عادت نے معاشرے میں مسائل پیدا کئے ہوئے ہیں۔ سچ بولنے سے جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔

☆سچ سے میاں بیوی میں پیار بڑھے گا۔ ہمسایوں اور بھائیوں میں محبت بڑھے گی۔ قوم کے حالات بہتر ہوں گے اور ملکوں کے آپس کے تعلقات صحیح ہو جائیں گے۔ امن قائم ہوگا۔ دنیا میں امن قائم کرنے کا یہی راستہ ہے۔

☆حق تلفی اور ظلم کے نتیجہ میں خوبصورت ملک جہنم بن جاتے ہیں۔ ہر احمدی کو معاف کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔

☆اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو مثالی احمدی اور مثالی شہری بنادے۔

☆گزشتہ سال جلسے کی حاضری 247 تھی اور اس سال 556 ہے۔ فالحمدللہ۔

میڈیا کوریج

☆Daily Post نے لکھا:

☆''جماعت احمدیہ کے روحانی سربراہ امن کی بات کرتے ہیں''۔

☆فرمایا: ''حالات کچھ بھی ہوں ہم ظلم کے باوجود برداشت اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑیں گے''۔

☆''اگر ہم معاشرہ میں امن و آشتی قائم کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ پیار و محبت سے پیش آنا ہوگا''۔

مجلس عاملہ انصاراللہ کو ہدایات

30/اپریل 2006ء

☆تمام قائدین سے شعبہ وار جائزہ لیا اور ضروری ہدایات سے نوازا۔

☆انصاراللہ کی ذیلی تنظیم کو کسی جگہ اپنی مجلس قائم کرنے کے لئے وہاں جماعت کا قائم ہونا ضروری نہیں۔

☆کسی بھی مجلس کا زعیم نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ کا ممبر نہیں ہوتا۔

☆کام کرنے کا ارادہ ہو تو انسان خود رستے نکالتا ہے۔

☆تمام قائدین اپنی اپنی سکیم بنائیں۔ مجلس عاملہ سے منظوری کے بعد اس پر عملدرآمد کرائیں۔

☆جن انصار کو قرآن کریم کا ترجمہ نہیں آتا ان کو قرآن مجید کا ترجمہ سکھائیں۔

☆انصار کو جماعت کی بنیادی تعلیم کا علم ہونا چاہئے۔

☆مجالس سے صدر مجلس، قائد عمومی اور ہر قائد کا رابطہ رہنا چاہئے۔

☆قائد تجنید سے فرمایا کیا آپ کی جو تجنید ہے آپ اس سے مطمئن ہیں؟

☆دعوت الی اللہ نہیں ہو رہی۔ آپ کو تو سارا آئی لینڈ احمدی کر لینا چاہئے۔

☆مسلسل رابطہ اور تعلق قائم رکھنے کی ضرورت ہے۔ جس کام کا Follow Up نہ ہو۔ فیڈ بیک نہ ہو اس کا نتیجہ نہیں نکلتا۔

مجلس عاملہ لجنہ کو ہدایات

30/اپریل 2006ء

☆تمام ممبرات اور ان کے شعبوں کا تعارف حاصل کیا۔ کام کا جائزہ لے کر حسب حالات قیمتی ہدایات دیں۔

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کو ہدایات

30/اپریل 2006ء

☆تمام مہتممین سے ان کے شعبوں کا جائزہ لیا اور مساعی میں زیادہ بہتری کے لئے رہنمائی کرتے ہوئے

نصائح سے نوازا۔

☆خواہ کام ہو یا نہ ہو رپورٹ باقاعدہ بھجوایا کریں اور مجالس سے رپورٹ لیا کریں۔

☆اگر اپنا رسالہ نہیں تو جماعتی رسالے میں خدام کا سیکشن ہو اور اس میں آرٹیکل شائع ہونے چاہئیں۔

☆ہر مجلس میں خدام کے لئے کھیلوں کا انتظام ہونا چاہئے۔

☆جہاں جماعتی جائیدادیں ہیں وہاں وقارِ عمل کیا کریں۔

☆احمدیہ یوتھ آرگنائزیشن کے نام پر گورنمنٹ کے ہسپتالوں میں رجسٹرڈ کروائیں اور جب ان کو ضرورت ہو وہ آپ کو بلالیں۔ باقاعدہ بلڈ بینک کے لئے اپنی رجسٹریشن کروائیں۔

☆ریموٹ ایریا میں میڈیکل کیمپ لگائیں۔ مریضوں کو دیکھیں اور خدمت کریں۔

☆آپ کے اخراجات کا باقاعدہ بجٹ بننا چاہئے۔

☆تجنید کے لئے مجالس کا دورہ کریں۔

☆خدام نومبائعین سے آپ کا مستقل رابطہ ہو۔ ان کو اپنے نظام کا حصہ بنائیں۔

☆وہاں دعوت الی اللہ کریں جہاں دین کی طرف زیادہ رجحان ہوتا ہے۔

☆شعبہ امور طلباء کو پورا علم ہو کہ طلباء کا جماعت سے تعلق، تعاون کیسا ہے یا یونیورسٹی میں جا کر جماعتی تعلق اور رابطہ کم تو نہیں ہوگیا۔

☆ذہین طالبعلم کی تعلیم کی راہ میں مالی کمی رکاوٹ نہیں ہونی چاہئے۔

☆نمازوں، قرآن مجید اور کتب حضرت مسیح موعود کی طرف مسلسل توجہ رکھیں۔

☆اگر ذیلی تنظیمیں فعال (Active) ہوجائیں تو جماعت بہت ترقی کرے گی۔

احمدیہ سکول ولوکا (Voloca) میں خطاب

یکم مئی 2006ء

☆طلباء کو فرمایا کہ دور دراز اس جزیرہ میں آپ کو سیکنڈری سکول مہیا ہو چکا ہے۔ آپ خوش قسمت ہیں کہ اللہ نے اس تعلیم کی آپ کو توفیق دی ہے۔ آپ کے ماں باپ وہ تعلیم حاصل نہ کرسکے۔

☆فائدہ اٹھائیں اور پڑھ لکھ کر اپنی قوم اپنے ملک کے لئے مفید وجود بنیں۔

☆جو طلباء پڑھائی میں اچھے ہوں گے وہ مالی تنگی کی وجہ سے پیچھے نہیں رہیں گے ہم انہیں وظائف دیں گے۔

☆اساتذہ سے فرمایا کہ قوم کے بچے آپ کے پاس امانت ہیں۔ آپ اپنی ذمہ داری کو احسن رنگ میں پورا کریں۔ خدا تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے۔

جزیرہ رابی میں خطاب

2 مئی 2006ء

☆فرمایا: چھوٹا سا جزیرہ ہے اس کو پکڑیں اور احمدی بنائیں۔

☆خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق حضرت مسیح موعود کی دعوت کو زمین کے کناروں تک پہنچا رہا ہے اور ہم اس پیشگوئی کو پورا ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

☆خدا تعالیٰ دیکھتا ہے کہ اس کا سچا پیروکار کون ہے اور دوسروں کے حقوق کا کون خیال رکھتا ہے۔ انسان ہونے کے ناطے ایک دوسرے کا خیال رکھنا چاہئے خواہ مذہب کوئی بھی ہو۔

☆آپس میں خیر خواہ اور ہمدرد ہوں تو پھر خدا کی محبت حاصل کرسکیں گے۔

☆ہم تمام مذہب کے ماننے والوں کی عزت کرتے ہیں اور ان کے لیڈروں کا احترام کرتے ہیں۔

☆دعا کی کہ اس جزیرہ میں امن وآشتی اور بھائی چارہ کی فضا ہمیشہ قائم رہے۔

مارو (Maro) میں خطاب

3 مئی 2006ء

☆Ethnic منسٹری کا شکریہ ادا فرمایا کہ اس نے لجنہ ہال کی تعمیر میں مدد دی۔

☆کسی بھی سوسائٹی کا یہ اچھا سائن ہے کہ وہ امن، رواداری اور بھائی چارہ کا ماحول قائم کرے۔

☆دین میں جبر نہیں ہے۔ ہر مذہب آزاد ہے۔ ہر شخص کا عقیدہ اس کے اور خدا کے درمیان ہے۔

☆ہم احمدی تمام انبیاء پر ایمان لاتے ہیں۔

☆احمدیت کا پیغام یہ ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچانیں اور دوسروں کے حقوق ادا کریں۔

☆حاضرین میں ڈسٹرکٹ آفیسر، چیفس، ممبر پارلیمنٹ، پرنسپل، اساتذہ، کمیونٹی ورکرز اور زندگی کے دیگر شعبوں سے متعلق مہمان شامل تھے۔ آپ نے دعا کی: ''الیکشن کے دوران آپ کی قوم پرامن رہے۔ آپ صحیح اور امانت دار لوگوں کو منتخب کریں جو ملک وقوم کی خدمت کرنے والے ہوں''۔

نیشنل مجلس عاملہ کو ہدایات

3 مئی 2006ء

☆تمام شعبوں کا باری باری جائزہ لیا اور آئندہ کے پروگراموں کے متعلق ہدایات دیں۔

☆جو جماعتیں رپورٹس نہیں بھجواتیں ان کو بار بار یاددہانی کروائیں۔

☆جماعتوں سے مسلسل رابطہ اور Follow Up ہونا چاہئے۔ مرکزی ہدایات کو سرکولیٹ کریں پھر فیڈ بیک لیں کہ کارروائی کا کیا نتیجہ نکلا۔

☆چھوٹے چھوٹے جزائر ہیں ان کا دورہ کروائیں اور دعوت الی اللہ کے پروگرام بنائیں اور مسلسل رابطہ رکھیں۔

☆طوالو (Tuvalo) میں دعوت الی اللہ کا کریش پروگرام بنائیں۔

☆ونوآتو (Vanuatu) جزیرہ کے لئے پروگرام بنائیں۔ وقف عارضی پر ایسے لوگ جائیں جن کو دین کا علم بھی ہو۔ اسی طرح دیگر جزائر میں پروگرام بنائیں۔

☆نمازوں اور قرآن مجید کی طرف ہر جگہ بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

☆میں نے قرآن کریم پڑھنے اور سیکھنے کی تحریک کی تھی تو بعض جگہ بوڑھوں نے بھی پڑھنا شروع کردیا ہے۔

☆سیرت النبی ﷺ کے پروگراموں میں مہمانوں کو دعوت دیا کریں۔

☆عورتوں اور بچوں کی تعلیم وتربیت کی طرف بھی ہمیشہ توجہ دیں۔

☆ہر ریجن میں سیکرٹری رشتہ ناطہ مقرر ہونا چاہئے۔ پوری لسٹیں کوائف کے ساتھ تیار ہوں تو انڈیا وپاکستان میں بھی رشتے ہوسکتے ہیں۔ مختلف جزائر میں رابطے ہوسکتے ہیں۔

☆حسابات کا وقتاً فوقتاً آڈٹ ہوتا رہنا چاہئے۔

☆طلباء وطالبات کی طرف پوری توجہ ہو اور نگرانی کہ وہ سب ترقی کررہے ہیں۔

☆مالی قربانیوں میں سب کو شامل کریں بعض اوقات غریب زیادہ اور امیر کم چندہ دیتے ہیں۔ وصایا کی طرف بھی توجہ دیں۔

☆اگر کوئی اپنے حالات کی وجہ سے چندہ نہیں دے سکتا یا کم دیتا ہے تو کم ازکم اپنی آمد کے بارہ میں غلط بیانی سے کام نہ لے۔ کم دینا ہے تو صحیح آمد لکھ کر کم چندہ کی اجازت لے لیں۔

☆شعبہ سمعی بصری کو تاکید فرمائی کہ جزائر بہت خوبصورت ہیں ان کی ڈاکومنٹری تیار کریں۔

☆جائزہ لیتے رہیں کہ خطبات کی سی ڈیز جو تیار کی جاتی ہیں ان سے مرد، خواتین اور بچے سب مستفید ہورہے ہیں۔ ان کی باقاعدہ ایک لائبریری بھی بنائیں۔

☆رسالہ ''المشرق'' کے متعلق ہدایت فرمائی کہ اس میں اردو، انگریزی کے علاوہ فجیئن زبان کے صفحات بھی شامل کریں۔

☆جماعتی جائیدادوں کا مکمل ریکارڈ رکھیں۔

☆ہر احمدی کا کام ہے کہ دعوت الی اللہ کرے۔ ہر آدمی کو دعوت الی اللہ میں Involve کریں۔

☆دعوت الی اللہ کے لئے ذاتی رابطہ بہت ضروری ہے۔ اجتماعی پروگرام بھی ہوسکتے ہیں۔ لیکن ذاتی رابطہ بہت مفید ہے۔

☆آپ نے سچائی کو پایا ہے اب اسے دوسروں تک پہنچائیں۔

☆جب دوسروں کو علم ہوگا کہ آپ کے احمدی ہونے سے نمایاں تبدیلی آئی ہے تو وہ خود بخود آپ کی طرف مائل ہوگا۔

☆آپ کے پاس مختلف جزائر ہیں، پاکٹس ہیں، وہاں جائیں اور کام کریں اور دعوت الی اللہ کے رستے خود تلاش کریں۔

☆مربیان مقامی زبان سیکھیں، ان کو ملیں مکس اپ ہوں اور ان کے دل جیتیں۔

☆اب سب کی بہت ذمہ داری ہے۔ بہت بڑا کام ہے۔ اب بغیر وقت ضائع کئے کام کریں۔

الوداعی تقریب عشائیہ سے خطاب

3 مئی 2006ء

☆فرمایا: میں آیا اور آپ کے جلسہ میں شامل ہوا۔ خطبہ دیا، تقریر کی اور آپ سے باتیں کیں اور آپ نے سن لیں۔ فائدہ تب ہے کہ ان سب باتوں پر، ان نصائح پر عمل کرنے والے بنیں اور اس ملک کے لوگوں کو بتائیں کہ احمدی ہونے کے بعد آپ کی زندگیوں میں پاک تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں اور ان میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ آپ خدا کے قریب ہورہے ہیں اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے والے ہیں۔

☆اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں اور اس تبدیلی سے اپنے ملک کے لوگوں کو متعارف کروائیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین

نیوزی لینڈ۔ ایک آزاد آئینی بادشاہت

تاریخ، طرز حکومت، حکمران

سرکاری نام:

دولت مشترکہ نیوزی لینڈ
(Commonwealth of New Zealand)

وجہ تسمیہ:

صوبہ زی لینڈ کی مناسبت سے اسے نیوزی لینڈ کا نام دیا گیا۔ اس کے معنی ہیں "سفید بادلوں کا وطن"

محل وقوع:

اوشیانا

حدود اربعہ:

اس کے شمال میں فجی اور ٹونگا جبکہ مغرب میں 1800 کلومیٹر دور آسٹریلیا ہے۔

جغرافیائی صورتحال:

نیوزی لینڈ جنوب مغربی بحرالکاہل میں دو بڑے شمالی اور جنوبی جزیروں پر مشتمل ہے۔ دونوں جزیروں کا پھیلاؤ 1600 کلومیٹر تک ہے۔ شمالی جزیرے کا رقبہ ایک لاکھ 14 ہزار 592 مربع کلومیٹر اور جنوبی جزیرے کا رقبہ ایک لاکھ 52 ہزار 719 مربع کلومیٹر ہے۔ ملک کا زیادہ علاقہ پہاڑی ہے۔ مشرقی ساحل زرخیز میدانی علاقہ ہے۔ شمالی جزیرے کے وسط میں ایک بڑا آتش فشاں پہاڑ بھی واقع ہے۔ جنوبی جزیرے میں گلیشیئر اور 15 پہاڑی چوٹیاں ہیں جن کی بلندی دس ہزار فٹ تک ہے۔ نیوزی لینڈ خط استواء اور قطب جنوبی کے وسط میں ہے۔ اس میں سٹیوارٹ اور چاتھم کے علاوہ کچھ چھوٹے جزیرے بھی شامل ہیں۔ ساحل 5150 کلومیٹر۔

رقبہ:

2 لاکھ 70 ہزار 34 مربع کلومیٹر

آبادی:

37 لاکھ نفوس (1998ء)

دارالحکومت:

ولنگٹن Wellington (4 لاکھ)

بلند ترین مقام:

ماؤنٹ کک Cook (3754 میٹر)

بڑے شہر:

آک لینڈ۔ کرائسٹ چرچ۔ ڈیونیڈن۔ نپیئر۔ نیلسن۔ نیو پلائی موتھ۔ گسبورن۔ مانوکاؤ۔ ہملٹن

سرکاری زبان:

انگریزی (ماؤری)

مذاہب:

عیسائیت (اینگلیکن 22 فیصد۔ پرسبائٹیریان 16 فیصد۔ رومن کیتھولک 15 فیصد)

اہم نسلی گروپ:

یورپی برطانوی 84 فیصد۔ پولی نیشن ماؤری 12 فیصد۔

یوم آزادی:

26 ستمبر 1907ء

رکنیت اقوام متحدہ:

24 اکتوبر 1945ء

کرنسی یونٹ:

ڈالر N$ =100 سینٹ (ریزرو بینک آف نیوزی لینڈ 1934ء)

انتظامی تقسیم:

93 کاؤنٹیز (14 ٹاؤن)

موسم:

گرم مرطوب لیکن خوشگوار رہتا ہے۔ البتہ جنوبی جزیرے میں اگست میں سخت سردی پڑتی ہے۔

اہم زرعی پیداوار:

گندم۔ جو۔ مکئی۔ کیوی فروٹ۔ سیب۔ ناشپاتی۔ تمباکو۔ آلو۔ (مویشی۔ پولٹری۔ سور)

اہم صنعتیں:

گوشت و ڈیری کی پیکنگ۔ کاغذ۔ کپڑا۔ مشینری۔ موٹر گاڑیاں۔ الیکٹریکل مشینری۔ پٹرولیم ریفائنری۔ فولاد۔ ایلومینیم

اہم معدنیات:

تیل۔ گیس۔ خام لوہا۔ کوئلہ۔ سونا۔ چاندی۔ چونے کا پتھر۔ ٹنگسٹن۔ اسبسٹاس۔ بنٹونائٹ۔

مواصلات:

قومی فضائی کمپنی "ایئر نیوزی لینڈ" (36 ہوائی اڈے) آک لینڈ۔ ولنگٹن۔ لاٹلیٹون اور ٹاؤرانگا چار بڑی بندرگاہیں۔

تاریخی پس منظر

نیوزی لینڈ کے جزائر تک پہنچنے والا پہلا یورپی باشندہ ایک ولندیزی ملاح ایبل جانسزون تسمان تھا۔ 13 دسمبر 1642ء کو وہ نیوزی لینڈ (ویسٹ لینڈ) کے ساحل پر پہنچا لیکن اسے وہاں کے قدیم باشندوں ماؤری Maori نے جزیرے پر اترنے کی اجازت نہ دی۔ یہ قدیم ماؤری باشندے 850ء سے 14 ویں صدی عیسوی کے دوران پولی نیشا سے ہجرت کر کے نیوزی لینڈ میں آباد ہوئے تھے۔ ان لوگوں کا پیشہ ماہی گیری یا شکار کرنا تھا۔

ایبل تسمان کے بعد برطانوی بحریہ کا ایک کپتان جیمز کک وہ پہلا مہم جو تھا جس نے 1769ء اور 1770ء کے دوران ساحلی علاقوں کو دریافت کیا۔ یہ 1773ء میں دوسری اور 1777ء میں تیسری بار یہاں آیا۔ جیمز کک نے اس پر برطانیہ کی ملکیت کا دعویٰ کیا اس وقت نیوزی لینڈ کی آبادی صرف 1,25,000 تھی۔ کک کے بعد فرانسیسی اور پرتگالی مہم جوؤں کی یلغار شروع ہوگئی اور اس کے ساتھ ہی یہاں یورپی باشندے آباد ہونے لگے۔

1814ء میں سب سے پہلے برطانوی مشنریوں کا گروپ سڈنی سے یہاں پہنچا اس وقت ملک کی کوئی قانونی حکومت نہیں تھی۔ جون 1839ء میں نیوزی لینڈ کو نیو ساؤتھ ویلز کالونی کا حصہ قرار دیا گیا۔ 6 فروری 1840ء کو برٹش نیوی کے کیپٹن ولیم ہابسن اور ماؤری سرداروں کے مابین ایک معاہدہ Waitangi طے پایا۔ اس کے تحت ماؤری سرداروں نے نیوزی لینڈ کا کنٹرول برطانیہ کے حوالے کردیا۔

معاہدے کے تحت مقامی سرداروں نے برطانوی حاکمیت کو مانتے ہوئے برطانوی ملکہ وکٹوریہ (پ 24 مئی 1819ء) کو ملک کی حکمران تسلیم کرلیا۔ معاہدے میں مقامی باشندوں کے حقوق کا تحفظ کیا گیا تھا۔ ولیم ہابسن نیوزی لینڈ کا پہلا گورنر مقرر ہوا۔

1840ء میں ہی برطانوی بزنس مین ایڈورڈ ویک فیلڈ نے نیوزی لینڈ کمپنی قائم کی جس کا مقصد نیوزی لینڈ میں آبادکاری تھا۔ اس نے 1840ء میں ولنگٹن، 1841ء میں نیو پلائی موتھ اور 1842ء میں نیلسن شہروں کی بنیاد رکھی۔ مئی 1841ء میں نیوزی لینڈ کو نیو ساؤتھ ویلز سے الگ کر کے علیحدہ کالونی کی حیثیت دے دی گئی اور آک لینڈ اس کالونی کا دارالحکومت مقرر کیا گیا۔ 1845ء میں شمالی جزیرے پر ماؤری چیف ہون ہیکی Hone Heki نے برطانوی حکومت کے خلاف بغاوت کردی۔ اس بغاوت سے جنگوں کا آغاز ہوا۔ ان کو Maori Wars بھی کہا جاتا ہے۔ برطانوی گورنر سر جارج گرے نے 1846ء میں ہون ہیکی کو شکست دی لیکن برطانیہ کے خلاف نسلی کشیدگی برقرار رہی۔

1852ء میں برطانیہ نے ریاست کو آئین عطا کیا۔ اس کے تحت کالونی کو چھ صوبوں میں تقسیم کر کے اسے مرکزی حکومت عطا کر دی گئی لیکن باقاعدہ وزیراعظم 1856ء میں منتخب ہوا۔ Henry Swell نیوزی لینڈ کے پہلے وزیراعظم تھے۔

1865ء میں آک لینڈ کی جگہ ولنگٹن کو دارالحکومت بنادیا گیا۔ انگریز آبادکاروں اور قدیم ماؤرائی باشندوں کے درمیان جنگیں 1870ء میں برطانیہ کی فتح کے ساتھ ختم ہوگئیں۔ 1891ء میں لبرل پارٹی برسراقتدار آئی اس پارٹی نے سماجی اصلاحات کا پروگرام متعارف کرایا۔ دنیا میں سب سے پہلے خواتین کو حق رائے دہی نیوزی لینڈ نے 1893ء میں دیا۔

1901ء میں کک آئی لینڈز پر نیوزی لینڈ کی حاکمیت قائم ہوگئی۔ اسی سال نیوئے (Niue) جزائر بھی اس کے قبضے میں آگئے۔

26 ستمبر 1907ء کو نیوزی لینڈ کو نوآبادیاتی حیثیت ختم کر کے اسے ڈومینین (خودمختار ریاست) کا درجہ دے دیا گیا لیکن اسے مکمل آزادی 6 فروری 1931ء میں ملی۔ پہلی جنگ عظیم (18-1914ء) کے دوران نیوزی لینڈ کے 142,211 باشندوں نے برطانوی فوج میں خدمات سرانجام دیں۔ 1917ء میں اس کا موجودہ قومی پرچم رائج ہوا۔ 1912ء میں ولیم فرگوسن میسی کی قیادت میں ریفارم پارٹی (اصلاحاتی جماعت) برسراقتدار آگئی۔ یہ 1925ء میں اپنی موت تک وزیراعظم رہا۔

1931ء میں اصلاحی اور لبرل پارٹیوں نے نیشنل پارٹی (NNP) کے نام سے اتحاد کرلیا۔ 1935ء میں لیبر پارٹی (NLP) پہلی دفعہ برسراقتدار آئی۔ پارٹی لیڈر مائیکل جوزف وزیراعظم بنے۔ جون 1945ء میں نیوزی لینڈ نے اقوام متحدہ کے چارٹر پر دستخط کئے۔ دوسری جنگ عظیم (45-1939ء) کے دوران نیوزی لینڈ کی افواج نے اتحادیوں کے شانہ بشانہ حصہ لیا۔

30 نومبر 1949ء کے پارلیمانی انتخابات میں لیبر پارٹی کا سورج غروب ہوا اور نیشنل پارٹی ایک بڑی طاقت کے طور پر ابھری۔ پارٹی لیڈر سر سڈنی جارج ہالینڈ نے وزارت عظمیٰ سنبھالی۔ 1954ء میں نیوزی لینڈ "ساؤتھ ایسٹ ایشیا ٹریٹی آرگنائزیشن (SEATO) کا رکن بن گیا۔ نومبر 1957ء کے انتخابات میں لیبر پارٹی دوبارہ حکومت میں آگئی۔

1960ء سے 1972ء تک سر کیتھ ہولیوک کی قیادت میں کنزرویٹو پارٹی برسراقتدار رہی۔ 1967ء میں حکومت نے پاؤنڈ کی جگہ اپنی کرنسی نیوزی لینڈ ڈالر جاری کی۔ 7 فروری 1972ء کو سر کیتھ ہولیوک کے استعفیٰ کے بعد نائب وزیراعظم جان مارشل نے وزارت عظمیٰ سنبھالی۔

25 نومبر 1972ء کے عام انتخابات میں لیبر پارٹی برسراقتدار آگئی اور پارٹی لیڈر نارمن کرک وزیراعظم بنے۔ اگست 1974ء میں نارمن کرک کا انتقال ہوگیا تو وزیر خزانہ سر ولیس رولنگ وزیراعظم بن گئے۔ 29 نومبر 1975ء کے پارلیمانی انتخابات میں نیشنل پارٹی (NNP) نے لیبر پارٹی کو شکست دی۔ پارٹی لیڈر رابرٹ ڈی ملڈون وزیراعظم بنے۔ 25 نومبر 1978ء کے انتخابات میں ملڈون دوبارہ وزیراعظم منتخب ہوگئے۔ 28 نومبر 1981ء کے انتخابات میں اسے تیسری دفعہ کامیابی ملی۔

29 اپریل 1982ء کو ملڈون صرف ایک

ووٹ سے شکست کھا گئے۔ 14 جولائی 1984ء کو ڈیوڈ لانگے وزیراعظم بنے۔ 8 اگست 1989ء کو ڈیوڈ لانگے کے استعفیٰ کے بعد نائب وزیراعظم جیوفرے پالمر وزیراعظم بن گئے۔

ستمبر 1990ء عدم اعتماد کی تحریک کامیاب ہونے پر وزیراعظم پالمر نے استعفیٰ دے دیا۔ سابقہ وزیرخارجہ مائیک مور نے وزارت عظمیٰ سنبھالی۔ اکتوبر 1990ء کے پارلیمانی انتخابات میں حکمران لیبر پارٹی کو شکست ہوئی۔ نیشنل پارٹی کے لیڈر جم بولگر (پ1935ء) وزیراعظم منتخب ہوگئے۔ 12 اکتوبر 1996ء کو پارلیمانی انتخابات میں نیشنل پارٹی نے دوبارہ کامیابی حاصل کی۔

8 دسمبر 1997ء کو نیشنل پارٹی کی مسز جینی شپلے Jenny Shiplay نے ملک کی پہلی خاتون وزیراعظم کی حیثیت سے عہدے کا حلف اٹھایا۔

18 اکتوبر 1999ء کو سیاسی بحران کے بعد پارلیمنٹ توڑ دی گئی۔ 27 نومبر کو پارلیمانی انتخابات ہوئے جس میں لیبر پارٹی کو فتح حاصل ہوئی۔ 10 دسمبر 1999ء کو نئی خاتون وزیراعظم مسز ہیلن کلارک (پ26 فروری 1950ء) نے اپنے عہدے کا حلف اٹھایا۔

4 اپریل 2001ء کو مسز ڈیم سلویا کارٹ رائٹ ملک کی پہلی خاتون گورنر جنرل بن گئیں۔

حکومت

نیوزی لینڈ ایک آزاد آئینی بادشاہت ہے۔ ملکہ برطانیہ ریاست کی سربراہ مملکت (ہیڈ آف سٹیٹ) اور مسلح افواج کی کمانڈر انچیف ہیں ملکہ کی نمائندگی گورنر جنرل کرتا ہے جسے ملکہ نامزد کرتی ہے۔ حکومت کا سربراہ وزیراعظم ہے جو کہ تمام انتظامی اختیارات کا مالک ہوتا ہے۔ پارلیمنٹ میں اکثریتی پارٹی کے لیڈر کو گورنر جنرل وزیراعظم نامزد کرتا ہے۔

پارلیمنٹ (ایوان نمائندگان) کی تعداد 99 ہے جن میں چار ماوری ارکان شامل ہوتے ہیں۔ بڑی سیاسی جماعتیں نیوزی لینڈ لیبر پارٹی (1916ء) نیوزی لینڈ نیشنل پارٹی (1931ء) اور نیوزی لینڈ پولیٹیکل ریفارم لیگ (1911ء)۔

نیوزی لینڈ کے وزرائے اعظم

1۔ ہنری سیول (Henery Sewell) (1856ء تا 1856ء)

2۔ ولیم فاکس (William Fox) (1856ء تا 1856ء)

3۔ ایڈورڈ ولیم سٹیفورڈ (Edward Willian Stafford) 1856ء تا 1861ء

4۔ ولیم فاکس (William Fox) (1861ء تا 1862ء)

5۔ الفریڈ ڈومیٹ (Alfred Domett) (1862ء تا 1863ء)

6۔ فریڈرک وائیٹکر (Frederick Whitaker) (1863ء تا 1864ء)

7۔ فریڈرک آلوئس ویلڈ (Frederick Aloysius Weld) 1864ء تا 1865ء

8۔ ایڈورڈ ولیم سٹیفورڈ (Edward William Stafford) (1865ء تا 1869ء)

9۔ ولیم فاکس (William Fox) (1869ء تا 1872ء)

10۔ ایڈورڈ ولیم سٹیفورڈ (Edward William Stafford) (6 ستمبر 1872ء تا 4 اکتوبر 1872ء)

11۔ جارج مارسڈن واٹر ہاؤس (George Marsden Waterhouse) (1872ء تا 1873ء)

12۔ ولیم فاکس (William Fox) (1873ء تا 1873ء)

13۔ سر جولیئس ووگل (Sir Julius Vogel) (1873ء تا 1875ء)

14۔ ڈینیئل پولن (Daniel Pollen) (1875ء تا 1876ء)

15۔ سر جولیئس ووگل (Sir Julius Vogel) (1876ء تا 1876ء)

16۔ ہیری آٹکنسن (Harry Atkinson) (1876ء تا 1877ء)

17۔ سر جارج گرے (Sir George Grey) (1877ء تا 1879ء)

18۔ جان ہال (John Hall) (1879ء تا 1882ء)

19۔ ہیری آٹکنسن (Harry Atkinson) (1882ء تا 1884ء)

20۔ سر رابرٹ سٹاؤٹ (Sir Robert Stout) (1884ء تا 1887ء)

21۔ سر ہیری آٹکنسن (Harry Atkinson) (1887ء تا 1890ء)

22۔ جان بیلانس (John Ballance) (1890ء تا 1893ء)

23۔ رچرڈ جان سیڈن (Richard John Seddon) (1893ء تا 1906ء)

24۔ جوزف جارج وارڈ (Joseph George Ward) 1906ء تا 1912ء

25۔ ولیم فرگوسن میسی (William Ferguson Massy) (1912ء تا 1925ء)

26۔ جوزف گورڈن کوٹس (Joseph Gordon Coates) 1925ء تا 1928ء

27۔ جوزف جارج وارڈ (Joseph George Ward) 1928ء تا 1930ء

28۔ جارج ولیم فوربس (George William Forbes) 1930ء تا 1935ء

29۔ مائیکل جوزف سیویج (Michael Joseph Savage) 1935ء تا 1940ء

30۔ پیٹر فراسر (Peter Fraser) (1940ء تا 1949ء)

31۔ سڈنی جارج ہالینڈ (Sidney George Holland) (نومبر 1949ء تا نومبر 1957ء)

32۔ سر والٹر ناش (Sir Walter Nash) (نومبر 1957ء تا 1960ء)

33۔ سر کیتھ ہولیوک (Sir Kieth Holyoake) (1960ء تا 7 فروری 1972ء)

34۔ جان مارشل (John Ross Marshall) (8 فروری 1972ء تا نومبر 1972ء)

35۔ نارمن ایرک کرک (Norman Eric Kirk) (نومبر 1972ء تا اگست 1974ء)

36۔ ولیس ایڈورڈ رولنگ (Wallace Edward Rowling) (اگست 1974ء تا نومبر 1975ء)

37۔ رابرٹ مولڈون (Robert David Muldoon) (نومبر 1975ء تا جولائی 1984ء)

38۔ ڈیوڈ لانگے (David Russel Lange) (جولائی 1984ء تا اگست 1989ء)

39۔ جیوفرے پالمر (Geoffrey Palmer) (8 اگست 1989ء تا 2 ستمبر 1990ء)

40۔ مائیک مور (Mike Kenneth Moore) (ستمبر 1990ء تا 26 اکتوبر 1990ء)

41۔ جم بولگر (Jim Brendan Bolger) (27 اکتوبر 1990ء تا 8 دسمبر 1997ء)

42۔ مسز جینی شپلے (Mrs. Jenny Shipley) (8 دسمبر 1997ء تا 9 دسمبر 1999ء)

43۔ مسز ہیلن کلارک (Mrs. Helen Clark) (10 دسمبر 1999ء)

مکرم فخر الحق شمس صاحب

سیدنا حضرت مسیح موعود کی ملاقات کا شرف پانے والے

نیوزی لینڈ کے خوش قسمت احمدی

پروفیسر کلیمنٹ ریگ (Prof.Clement Wragge)

پروفیسر Wragge غیر معمولی قابلیت اور جرأت کے انسان تھے۔ انگلستان جہاں پیدا ہوئے وہاں Law Navigation Meteorology میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور موسمیات اور علم ہیئت (Astronomy) کے میدانوں میں اپنا لوہا منوایا۔ آسٹریلیا میں بھی لمبا عرصہ قیام کیا وہاں آپ کو ایک اتھارٹی تسلیم کیا جاتا ہے۔

آپ ہندوستان کے سفر کے دوران قادیان بھی آئے اور 12 مئی، 18 مئی 1908ء کو حضرت اقدس مسیح موعود سے دوبار ملاقات کی۔ اس ملاقات میں ان کے ساتھ ان کی بیوی اور چھوٹا لڑکا بھی تھا۔ پروفیسر صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود سے مختلف سوالات کئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود نے ان کے جوابات عطا فرمائے۔ حضرت اقدس مسیح موعود کے ملفوظات میں ان دونوں ملاقاتوں کا تفصیل سے ذکر ہے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب جو ان پروفیسر صاحب کو اپنے ساتھ لائے تھے نے بھی اپنی کتاب ''ذکر حبیب'' میں پروفیسر Wragge کا حضرت اقدس مسیح موعود سے ملاقات کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

پہلی ملاقات میں پروفیسر صاحب نے حضرت مسیح موعود سے عرض کیا کہ میں اور میری بیوی آپ کی ملاقات کو موجب فخر سمجھتے ہیں۔ جس کے جواب میں حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا میں آپ کی ملاقات سے بہت خوش ہوں۔ اس کے بعد پروفیسر صاحب اپنے مضامین اور تحقیق کے حوالہ سے مختلف سوالات عرض کرتے رہے اور حضرت اقدس مسیح موعود جوابات عطا فرماتے رہے۔

ہندوستان کے اس سفر کے بعد آپ نیوزی لینڈ چلے گئے تھے۔ بعد میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب سے آپ کی خط و کتابت رہی۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب پروفیسر ریگ کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ پروفیسر بعد میں احمدی ہو گیا تھا اور مرتے دم تک اس عقیدہ پر قائم رہا اور اس کے خطوط میرے پاس آتے رہے۔

2006ء کے آغاز میں جماعت آسٹریلیا اور جماعت نیوزی لینڈ نے پروفیسر صاحب کے عزیزوں اور اولاد کو تلاش کرنے کے بارہ میں بہت تحقیق کی ہے۔ جماعت آسٹریلیا نے نیوزی لینڈ میں اس گھر کا پتہ لگا لیا جہاں پروفیسر مرحوم رہا کرتے تھے۔ پھر ان کی تصاویر بھی حاصل کر لیں۔ اس قبرستان اور قطعہ کا بھی پتہ لگا لیا جہاں یہ مدفون ہیں۔ ان معلومات کی بناء پر جماعت نیوزی لینڈ نے مزید تحقیق کی اور بالآخر 1922ء کے بعد جو پروفیسر صاحب کی وفات کا سال ہے یعنی 84 سال بعد ان کے پوتے اور پوتی سے رابطہ کرنے میں کامیاب ہوگئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 6 مئی 2006ء کے اپنے دورہ نیوزی لینڈ کے دوران ان سے مل کر بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور فرمایا آپ دونوں میرے دفتر آ جائیں میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں اور باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ قریباً نصف گھنٹہ تک حضور انور ان سے گفتگو فرماتے رہے اور صدر صاحب جماعت نیوزی لینڈ سے تفصیل دریافت فرمائی کہ ان کو کس طرح تلاش کیا گیا ہے۔ اس پر صدر صاحب نیوزی لینڈ نے بتایا کہ ان کے بارہ میں جماعت آسٹریلیا کی طرف سے ہونے والی تحقیق ملنے پر ہم نے یہاں پر Astronomical Society سے رابطہ کیا اور ان کے خاندان کے بارہ میں دریافت کیا۔ جس پر انہوں نے بتایا کہ آپ Birkenhead Historical Society سے رابطہ کریں۔ چنانچہ ہم نے ویب سائٹ پر اس سوسائٹی سے رابطہ کیا اور پروفیسر Wragge کے عزیزوں کے بارہ میں دریافت کیا اور اپنا تعارف کروایا کہ احمدیہ کمیونٹی نیوزی لینڈ کا صدر ہوں اور ہم پروفیسر ریگ کے عزیزوں کو ڈھونڈ رہے ہیں۔ اس پر ان دونوں نے بذریعہ ای میل رابطہ کیا۔ اس طرح ہمارا ان سے رابطہ قائم ہوگیا۔

حضور انور نے ان دونوں سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کو علم ہے کہ آپ کے دادا احمدی تھے۔ انہوں نے دین حق قبول کر لیا تھا۔ ان دونوں نے بتایا کہ ہمیں علم ہے کہ انہوں نے دین حق کو قبول کر لیا تھا۔ پروفیسر صاحب کی ایک بیوی انڈیا سے تھی جو ہماری دادی ہے لیکن ہم اپنی دادی سے نہیں مل سکے۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کے دادا کے پاس احمدیت کا لٹریچر تھا اور کچھ کتب وغیرہ تھیں؟ انہوں نے بتایا کہ ان کی کچھ کتب وغیرہ میوزیم میں موجود ہیں۔ چونکہ یہ پروفیسر صاحب سائنٹسٹ تھے اس لئے ان کی کتب وغیرہ اور دیگر مسودات کو ایک میوزیم میں رکھا گیا ہے۔ ان کی بعض چیزیں آگ لگ جانے کی وجہ سے ضائع بھی ہوگئی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ پروفیسر صاحب کی آسٹریلین بیوی سے سات بچے ہیں۔ ہم دونوں کا باپ انڈین بیوی سے تھا۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کبھی اپنے دادا کی قبر پر گئے ہیں جس پر ان کی پوتی نے بتایا کہ میں دو سال قبل گئی تھی۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کے دادا نے آپ کو کبھی احمدیت کی دعوت دی۔ جس کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ ہم اتنا جانتے ہیں کہ وہ بہت نیک سیرت اور بالکل جدا اور مختلف آدمی تھا اور اس نے دین حق کو قبول کیا تھا۔

حضور انور ازراہ شفقت ان سے مختلف باتیں دریافت فرماتے رہے۔ آخر پر حضور انور نے ان دونوں کو کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' ان کے نام لکھ کر اور اپنے دستخط کر کے دی اور فرمایا آپ اس کو پڑھیں آپ کو دین حق کے بارہ میں پتہ چلے گا۔ ان دونوں نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی حاصل کی۔ اس کے بعد کیتھرین ریگ (Catherine Wragge) حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا سے بھی ملیں۔

اس کے بعد حضور انور کچھ دیر کے لئے مشن ہاؤس کے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز باہر تشریف لائے جہاں Stewirt Wragge اپنی ہمشیرہ کے انتظار میں بعض احباب کے ساتھ کھڑے تھے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت ان سے کچھ دیر کے لئے گفتگو فرمائی۔

پروفیسر کلیمنٹ کی قبر پر دعا

مورخہ 7 مئی 2006ء کو اپنے دورہ کے پروگرام کے مطابق ساڑھے تین بجے حضور انور اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور ملک کے دارالحکومت Auckland کے بعض خوبصورت علاقوں کے وزٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ لیکن سب سے پہلے حضور انور قبرستان Pompallier تشریف لے گئے۔ جہاں پروفیسر Clement Lindley Wragge کی قبر ہے۔ وہ مرتے دم تک احمدیت پر قائم رہے اور 10 دسمبر 1922ء کو وفات پائی۔

ان کی قبر Pompallier قبرستان کی ایک حصہ Anglican قبرستان کے بلاک B کے پلاٹ نمبر 47 میں ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پروفیسر مرحوم کی قبر پر دعا کی۔ احباب جماعت بھی حضور انور کے ساتھ دعا میں شامل ہوئے۔ 84 سال بعد حضرت مسیح موعود کے رفیق کی قبر پر خلیفۃ المسیح نے دعا کی جو ان کے لئے ایک سعادت ہے۔

حضور انور کے تاثرات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کلیمنٹ ریگ صاحب کے بارے میں فرمایا۔

نیوزی لینڈ میں ڈاکٹر کلیمنٹ ریگ کے پوتے اور پوتی سے بھی ملنے کا موقع ملا۔ ان سے رابطہ بھی اللہ کے فضل سے اتفاق سے ہوگیا۔ پہلے تو مجھے نصیر قمر صاحب نے چلنے سے پہلے لکھا تھا کہ اس طرح یہ وہاں رہتے ہیں۔ اور ان کے بارے میں میں بتاتا ہوں کہ کون تھے۔ پھر نیشنل پریذیڈنٹ کو ہم نے لکھا انہوں نے انٹرنیٹ پر مختلف آرگنائزیشن سے رابطہ کر کے پتہ کروایا کیونکہ یہ ایک مشہور سائنسدان تھے، ان کے خاندان کا پتہ لگ گیا۔ یہ ڈاکٹر کلیمنٹ صاحب جو ہیں یہ 1908ء میں ہندوستان آئے تھے اور یہ مختلف جگہوں پر لیکچر دیتے رہے۔ نیوزی لینڈ کے رہنے والے تھے اور آسٹرانومی کے ماہر تھے۔ لاہور میں جب انہوں نے لیکچر دیئے تو وہاں حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو پتہ چلا انہوں نے ان کا لیکچر سنا اور اس کے بعد ان سے رابطہ کیا اور حضرت مسیح موعود کے بارے میں بتایا تو ڈاکٹر کلیمنٹ نے حضرت مسیح موعود کو ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ پہلے تو کہا کہ ابھی چلیں میرے ساتھ۔ انہوں نے کہا ابھی تو نہیں چل سکتے، وقت لے کے۔ تو پھر حضرت مسیح موعود سے وقت لیا اور 12 مئی 1908ء کو پہلی ملاقات ہوئی اور پھر 18 مئی 1908ء کو دوسری ملاقات حضرت مسیح موعود سے وقت لے کے انہوں نے کی اور بڑی تفصیل سے مختلف موضوعات پر سوال و جواب ہوئے۔ کائنات کے بارے میں روح کے بارے میں، مذہب کے بارے میں، خدا تعالیٰ کے بارے میں۔ تو بہرحال ان سوالوں کی ایک لمبی تفصیل ہے، جو ملفوظات میں بھی اور ریویو کے انگریزی حصے میں بھی چھپی ہوئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس گفتگو کے بعد حضرت مسیح موعود کو عرض کیا۔ میں تو سمجھتا تھا کہ سائنس اور مذہب میں بڑا تضاد ہے جیسا کہ عام طور سے علماء میں مانا گیا ہے مگر آپ نے تو اس تضاد کو بالکل اٹھا دیا ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ یہی تو ہمارا کام ہے اور یہی تو ہم ثابت کر رہے ہیں کہ سائنس اور مذہب میں بالکل اختلاف نہیں۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے حضرت مسیح موعود کا شکریہ ادا کیا اور اس گفتگو کے بعد حضرت مسیح موعود کے ساتھ دو سٹنگز (Sittings) ہوئی تھیں ڈاکٹر صاحب کی طبیعت پر جو اس کے اثرات تھے۔ اس کا ذکر حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے پھر ایک اور مجلس میں حضور کی خدمت میں کیا۔ یہ 23 مئی وفات سے چند دن قبل کا واقعہ ہے کہ اس کی طبیعت میں اتنا فرق پڑ گیا ہے کہ بالکل خیالات بدل گئے ہیں۔ کہیں تو وہ حضرت عیسیٰؑ کی مثالیں دیا کرتا تھا اور کفارہ کا ذکر کیا کرتا تھا مگر اب اپنے لیکچروں میں خدا کی کبریائی اور بڑائی بیان کرتا ہے۔ اور پہلے ڈارون کی تھیوری کا قائل تھا مگر اب کیفیت یہ ہے کہ 'ڈارون کا قول ہے' اس طرح ذکر کر کے بات کرتا ہے۔ اور اپنے لیکچروں میں یہ شروع کر دیا ہے جو حضرت مسیح موعود نے اس کو سمجھایا تھا کہ حقیقت میں انسان اپنی حالت میں خود ہی ترقی کرتا ہے۔ تو یہ ڈاکٹر صاحب بعد میں حضرت مفتی

محمد صادق صاحب سے رابطہ میں رہے گو کہ صحیح ریکارڈ نہیں ہے لیکن غالب امکان ہے کہ حضرت مسیح موعود کی صحبت کی وجہ سے ایمان لے آئے تھے اور (احمدی) ہو گئے تھے۔ ان کے پوتے اور پوتی کو جب پتہ چلا ان سے رابطہ کیا ان کو بتایا کہ میں اس طرح آ رہا ہوں اور ملنا بھی ہے تو انہوں نے بھی ملنے کا اظہار کیا اور Reception میں آئے اور بعد میں دونوں بیٹھے بھی رہے باتیں ہوتی رہیں دونوں کافی بڑی عمر کے ہیں۔ یعنی بڑی عمر سے مراد 55-60 سال کے پوتے کو زیادہ علم نہیں تھا لیکن پوتی نے کہا ڈاکٹر صاحب (احمدی) ہو گئے تھے اور ہندوستان سے واپس آنے کے بعد پہلی بیوی نے علیحدگی لے لی تھی۔ انہوں نے دوسری شادی ہندوستان میں کی تھی اور بتایا کہ ہم اس دوسری بیوی کی نسل میں سے ہیں۔ مزید میں نے استفسار کیا کاغذات کے بارے میں کہ کس طرح (احمدی) ہوئے، کب بیعت کی، کس طرح کیا۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے بہت سارے کاغذات تھے لیکن آگ لگنے کی وجہ سے وہ سارا ریکارڈ ضائع ہو گیا، کوئی خط و کتابت محفوظ نہیں ہے۔ لیکن بہرحال اس بات پر انہوں نے یقینی کہا کہ ان کی موت (احمدیت) کی حالت میں ہوئی تھی اور وہ اپنے آپ کو (احمدی) ہی کہتے رہے تھے۔ اور اس لحاظ سے قیاس کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی وجہ سے (احمدیت) میں داخل ہوئے تھے اس لئے احمدی ہوئے ہوں گے۔ بہرحال ان کی قبر بھی وہاں قریب ہی آکلینڈ میں ایک جگہ پر ہے۔ ان کے پوتے اور پوتی کو بھی لٹریچر دیا۔ نیوزی لینڈ کے پریذیڈنٹ صاحب کو بھی کہا کہ ان سے رابطہ رکھیں۔ اللہ کرے کہ ان لوگوں کے دل میں بھی حق کی پہچان کی طرف توجہ پیدا ہو جائے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19 مئی 2006ء۔ مطبوعہ روزنامہ الفضل 20 جون 2006ء)

نیوزی لینڈ میں احمدیت

جماعت احمدیہ کا مرکز ''بیت المقیت'' نیوزی لینڈ کے دارالحکومت Auck Land کے علاقہ Manurewa میں واقع ہے۔ اس کا رقبہ 1.5 ایکڑ ہے مقامی جماعت نے یہ جگہ 1998ء میں خریدی تھی۔ یہاں ایک بڑے ہال کے علاوہ مشن ہاؤس، گیسٹ ہاؤس، دفاتر، لائبریری اور جماعتی تقریبات کے لئے کچن وغیرہ موجود ہیں۔ ہال کے دو حصے ہیں ایک حصے میں مرد اور دوسرے حصہ میں مستورات نماز ادا کرتی ہیں جماعت کا یہ سارا سنٹر ایرکنڈیشنڈ ہے۔ اور اس سنٹر کے اردگرد سارا احاطہ پختہ اور صاف ستھرا ہے۔ اسی احاطہ میں جلسہ سالانہ کے لئے مختلف مارکیز لگا کر انتظامات کئے گئے ہیں۔ ''بیت المقیت'' کی عمارت کو خوبصورت جھنڈیوں اور بجلی کے رنگ برنگے روشن قمقموں سے سجایا گیا تھا۔ جلسہ گاہ کو بھی مختلف بینرز اور جگہ جگہ خوبصورت اور رنگارنگ کے پھول رکھ کر سجایا گیا تھا۔ تمام انتظامات ہر لحاظ سے بہت عمدہ تھے۔

جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کا ایک بڑا حصہ فجی Fiji سے یہاں آ کر آباد ہونے والی فیملیز پر مشتمل ہے جن میں سے چند فیملیز پاکستان سے آئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو یہاں یہ خوبصورت مرکز خریدنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اب جماعت کا پروگرام یہاں ایک باقاعدہ بیت تعمیر کرنے کا ہے۔ جو نیوزی لینڈ کی سرزمین پر پہلی احمدیہ بیت ہوگی۔

ملک نیوزی لینڈ دو بڑے جزیروں اور کئی چھوٹے جزیروں پر مشتمل ہے۔ بڑے جزائر کو شمالی اور جنوبی جزائر کہا جاتا ہے۔ اس کے قریب ترین ہمسایہ ملک شمال میں Newcaledonia، فجی اور Tonga واقع ہیں جب کہ شمال مغرب میں دو ہزار کلومیٹر کے فاصلہ پر آسٹریلیا واقع ہے۔

نیوزی لینڈ کی آبادی 4.1 ملین ہے۔ یہاں کے مقامی باشندوں کو Mori کہا جاتا ہے ان کی شرح 14.7 فیصد ہے۔

اس ملک کا کل رقبہ دو لاکھ، 67 ہزار 844 مربع کلومیٹر ہے۔ عیسائیت یہاں کا سب سے بڑا مذہب ہے۔ دوسرے مذاہب میں ہندوازم، بدھ ازم اور اسلام شامل ہیں۔ یہ ملک 1841ء میں برطانوی کالونی بنا اور 1931ء میں یہ ایک مکمل آزاد ملک قرار دیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نیوزی لینڈ میں ایک فعال اور مستعد جماعت قائم ہے۔

پہلی مرتبہ ماؤنٹ ایورسٹ سر کی گئی

ماؤنٹ ایورسٹ دنیا کی بلند ترین چوٹی ہے۔ جس کی بلندی سطح سمندر سے 29028 فٹ یا 8848 میٹر ہے۔ یہ چوٹی تبت نیپال سرحد پر کوہ ہمالیہ کی مشرقی چوٹی ہے۔

یہ چوٹی پہلی مرتبہ دنیا کے کسی نقشے پر 1717ء میں دکھائی گئی اور اس وقت اسے چو۔مو۔لینگ۔ما (Chu-Mu-Lang-Ma) کا نام دیا گیا۔ 1849-50ء میں اس چوٹی کی بلندی کی پیمائش تھیوڈولائٹ کے ذریعے کی گئی۔ 1852ء میں سروے ڈیپارٹمنٹ آف گورنمنٹ آف انڈیا نے اسے دنیا کی بلند ترین چوٹی قرار دیا۔ 1860ء میں اعلان کیا گیا کہ اس چوٹی کی بلندی 29002 فٹ (8840 میٹر) ہے۔ 25 جولائی 1973ء کو اس پیمائش کی تصحیح ہوئی اور چین نے اعلان کیا کہ اس کی بلندی 29029 فٹ 3 انچ (8848.1 میٹر) ہے۔ بعدازاں اس پیمائش کی بھی مزید تصحیح ہوئی اور اب اس چوٹی کی بلندی 29028 فٹ (8848 میٹر) تسلیم کی جاتی ہے۔ جو تقریباً ساڑھے پانچ میل کے لگ بھگ ہے۔ اس چوٹی کو ہندوستان کے ایک سابق سرویئر جنرل کرنل سر جارج ایورسٹ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ جن کی کوششوں سے اس چوٹی کی بلندی پہلی مرتبہ معلوم کی گئی تھی۔

اس چوٹی کو سر کرنے کے لئے مہمات کا آغاز 1921ء سے ہوا۔ مگر ہر مرتبہ یہ مہمات ناکامی سے دوچار ہوئیں اور 1953ء تک 11 افراد اپنی کوششوں میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ **29 مئی 1953ء** کو صبح کے ساڑھے گیارہ بجے اس چوٹی کو پہلی مرتبہ سر کیا گیا اور نیوزی لینڈ کے ایڈمنڈ پرسی ویل ہلاری اور نیپال کے شرپا تن زنگ نے یہاں قدم رکھا اور اقوام متحدہ، برطانیہ، نیپال اور بھارت کے پرچم لہرائے۔ اس مہم کی قیادت برطانیہ کے کرنل ہنری سیسل جان ہنٹ نے کی تھی۔ مگر بدقسمتی سے وہ خود اس چوٹی پر قدم نہ رکھ سکے۔

اس کے بعد ماؤنٹ سر کئے جانے کا سلسلہ جاری رہا۔ اب تک سوا سو کے لگ بھگ افراد اس چوٹی پر قدم رکھ چکے ہیں۔ 16 مئی 1975ء کی تاریخ ان مہمات کے سلسلے میں اس اعتبار سے ایک اہم تاریخ ہے کہ اس دن پہلی مرتبہ اس چوٹی پر کسی خاتون نے قدم رکھا تھا۔ اس خاتون کا نام جنکو تبیائی (Junko Tabei) تھا ان کا تعلق جاپان سے تھا اور وہ 22 ستمبر 1939ء میں پیدا ہوئی تھیں۔ ان کی مہم میں کوئی پندرہ خواتین شامل تھیں۔ مگر صرف جنکو تبیائی کی مہم میں کوئی پندرہ خواتین شامل تھیں۔ مگر صرف جنکو تبیائی ہی چوٹی تک پہنچ سکیں۔ ان کی اعانت ایک مرد شرپا نے کی تھی۔

جنکو تبیائی کے بعد بھی خواتین کی مہمیں جاری رہیں اور 27 مئی 1975ء کو تبت کی مسز فانٹوس (Mr. Phan Tos) نے 16 اکتوبر 1978ء کو پولینڈ کی وانڈا رتکی وائز Wanda Rutkiewiez نے اور 23 مئی 1984ء کو بھارت کی شریمتی باچندری پال نے اس چوٹی پر قدم رکھا۔

خواتین کو حق رائے دہی ملا

آج پاکستان سمیت دنیا کے کئی ممالک میں خواتین منصب حکمرانی پر فائز ہو چکی ہیں مگر آج سے سو برس پہلے کوئی یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ خواتین عام انتخابات میں مردوں کے دوش بدوش ووٹ بھی ڈال سکتی ہیں۔

نیوزی لینڈ دنیا کا پہلا ملک تھا، جہاں خواتین کو حق رائے دہی ملا۔ یہ تاریخی واقعہ 19 ستمبر 1893ء کو پیش آیا۔ جب الیکٹورل ریفارم ایکٹ کے ذریعے خواتین کو حق رائے دہی عطا کیا گیا۔ نیوزی لینڈ کی خواتین نے اپنا یہ حق پہلی مرتبہ 28 نومبر 1893ء کو ہونے والے انتخابات میں استعمال کیا۔ جس میں 90 ہزار خواتین نے ووٹ ڈالے۔

خواتین کو حق رائے دہی دینے کے سلسلے میں نیوزی لینڈ کی تقلید کرنے والا پہلا ملک آسٹریلیا تھا۔ جس نے 1902ء میں خواتین کو یہ حق عطا کیا۔ پھر تو گویا سلسلہ چل پڑا اور 1917ء میں روس 1919ء میں برطانیہ اور 1920ء میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ بھی صف میں شامل ہو گیا برصغیر کی خواتین کو ووٹ ڈالنے کا حق پہلی مرتبہ 1926ء میں ملا۔ جب صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات میں خواتین نے اپنا یہ حق استعمال کیا۔

1959ء میں اس سلسلے میں ایک بالکل نئی روایت سامنے آئی۔ جب سیلون میں جس کا موجودہ نام سری لنکا ہے، ایک خاتون، محترمہ سری ماوو بندرانائیکے (Bandara Naika) دنیا کی پہلی خاتون وزیراعظم منتخب ہوئیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا دورہ نیوزی لینڈ (4 تا 8 مئی 2006ء)

تاریخ وار مصروفیات

4 مئی 2006ء

☆مقامی وقت کے مطابق سوا دو بجے انٹرنیشنل ایئرپورٹ آک لینڈ میں پہلی دفعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے قدم مبارک نیوزی لینڈ کی سرزمین پر پڑے۔ جہاز کے دروازہ پر ایئرپورٹ سٹاف کے دو ممبران نے Receive کیا۔

☆ایئرپورٹ سے باہر صدر جماعت نیوزی لینڈ اور جماعتی عہدیداران نے خوش آمدید کہا۔ صدر لجنہ نے حضرت بیگم صاحبہ کو خوش آمدید کہا۔ جماعت نے مرکز ''بیت المقیت'' میں احباب جماعت نے والہانہ انداز میں استقبال کیا۔ موری (Mori) قبیلہ کے ایک چیف بھی اپنے خاندان کے ہمراہ استقبال کے لئے آئے تھے۔

☆ظہر وعصر کے بعد Mori قبیلے کے چیف نے روایتی انداز میں افراد خانہ کے ساتھ استقبال کیا اور اپنی زبان میں استقبالیہ گیت بھی پیش کیا۔ آپ نے چیف کو لندن آنے کی دعوت دی۔

☆بیت المقیت کے اس ہال میں تشریف لے گئے جہاں خواتین اور بچیاں منتظر تھیں انہوں نے کورس کی شکل میں استقبالیہ دعائیہ گیت پیش کئے۔

☆ریفریشمنٹ کا انتظام تھا جس کے بعد نماز مغرب وعشاء ادا کی گئیں۔ بیت المقیت کا کل رقبہ ڈیڑھ ایکڑ ہے جس میں بڑا ہال، مشن ہاؤس، گیسٹ ہاؤس، دفاتر، لائبریری اور کچن ہے یہ سارا سنٹر ایئرکنڈیشنڈ ہے۔

5 مئی 2006ء

☆حضور انور نے معمولات کے بعد ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور سرانجام دیئے۔ آج نیوزی لینڈ کے جلسہ سالانہ کا پہلا دن جمعۃ المبارک کا روز ایک اہم تاریخ ساز سنگ میل تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا یہاں سے فرمودہ خطبہ پہلی دفعہ ساری دنیا میں براہ راست نشر ہو رہا تھا۔

☆پرچم کشائی اور دعا کے بعد خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور سہ پہر فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع فرمایا۔

☆آج 28 گھرانوں کے 117 افراد نے ملاقات کی سعادت پائی اور تصاویر بنوائیں۔

☆ملاقاتوں کے بعد مردانہ جلسہ گاہ میں چلڈرن کلاس ہوئی۔ جس میں واقفین نو بچے اور بچیاں شامل تھیں۔ مختلف پروگراموں کے ساتھ ساتھ قیمتی نصائح کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر پر آپ نے تحائف عطا فرمائے۔ پھر مغرب وعشاء کے بعد رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

6 مئی 2006ء

☆معمولات کے بعد ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور سرانجام دیئے۔

☆دوپہر استقبالیہ تقریب کا اہتمام تھا جس میں 91 مہمان شامل ہوئے۔ مہمانوں میں ممبران پارلیمنٹ، چیف کمشنر ہیومین رائٹس کمیشن، موری چیف، ڈسٹرکٹ پولیس کمشنر اور نمائندہ پرائم منسٹر نیوزی لینڈ نے شرکت کی۔ زندگی کے مختلف شعبوں کے معززین بھی مدعو تھے۔

☆استقبالیہ تقریب میں نمائندہ وزیراعظم و منسٹر آف ایتھنک افیئرز نے خوش آمدید کہا اور موری قبیلہ کے چیف کی طرح تین دفعہ خوش آمدید کہا۔

☆اپنے خطاب میں حضور انور نے کلام اللہ کی حسین تعلیمات کا خلاصہ پیش فرمایا کہ جن کے ذریعے مختلف اقوام وطبقات میں باہمی امن و رواداری پیدا ہوسکتی ہے جبکہ لوگ اسی کے نام پر وہ کام کر رہے ہیں جن کا دین حق سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

☆تقریب کے آخر میں سب سے ملے۔ گفتگو فرمائی شرف مصافحہ بخشا اور تصاویر بنوائیں۔

☆تقریب میں بطور خاص پروفیسر Clement Wragge کا ایک پوتا اور ایک پوتی شامل تھے۔ پروفیسر موصوف غیر معمولی قابلیت و جرأت کے انسان تھے۔ علم ہیئت (Astronomy) میں اتھارٹی تسلیم کئے گئے ہیں۔ انہوں نے 1908ء میں دو دفعہ حضرت مسیح موعود سے قادیان میں ملاقات کی سعادت پائی اور آخر تک احمدیت پر قائم رہے۔

☆ظہر وعصر کے بعد جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس کا آغاز ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد چار طلباء کو تعلیمی میدان میں امتیاز حاصل کرنے پر گولڈ میڈل اور تعلیمی سرٹیفکیٹ عطا فرمائے۔ پھر اختتامی خطاب میں اللہ کے فضلوں اور ان کے مطابق ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور آخر پر دعا کروائی۔

☆اختتامی خطاب کے بعد آپ جلسہ گاہ لجنہ میں تشریف لے گئے اور تعلیمی میدان میں اعلیٰ امتیاز پر دو طالبات کو تعلیمی سرٹیفکیٹ دیئے اور حضرت بیگم صاحبہ نے ان کو گولڈ میڈل پہنائے۔ پھر بچیوں نے دعائیہ نظمیں پڑھیں۔ کورس کی شکل میں گیت پیش کئے اور پُرجوش نعرے بلند کئے۔

☆جلسہ کے بعد 33 گھروں کے 125 افراد نے ملاقات کی سعادت پائی اور تصاویر بنوائیں۔ پھر مغرب وعشاء کے بعد مربی صاحب نے ایک نکاح کا اعلان کیا اور آپ نے دعا کروائی۔

7 مئی 2006ء

☆قریباً دس بجے بیت المقیت میں نیشنل عاملہ انصاراللہ نیوزی لینڈ کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔ آپ نے تمام قائدین سے شعبہ وار جائزہ لیا، قیمتی ہدایات سے نوازا اور گروپ فوٹو ہوا۔

☆انصاراللہ کے بعد نیشنل عاملہ خدام الاحمدیہ سے میٹنگ شروع ہوئی۔ تمام شعبوں کی کارکردگی کا تفصیلی جائزہ لیا اور ہدایات دیں۔ آخر پر ممبران کو قلم عطا فرمائے اور تصویر بنوانے کی سعادت بخشی۔

☆اس کے بعد نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ کی میٹنگ ہوئی تمام شعبوں کا جائزہ لیا اور ہدایات سے نوازا۔

☆آخر پر نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کی میٹنگ شروع ہوئی۔ تمام شعبہ جات کا تفصیل سے جائزہ لے کر ہر ایک شعبہ کے متعلق ہدایات دیں۔

☆قبرستان Pompallier تشریف لے جا کر پروفیسر کلیمنٹ کی قبر پر دعا کی۔ سب احباب دعا میں شامل ہوئے۔

☆آک لینڈ کے خوبصورت علاقہ Devon Port میں North Head نامی پہاڑی پر تشریف لے گئے جس کے نیچے جنگ کے دوران بنائی گئی سرنگیں ہیں۔ اس پہاڑی سے شہر کے اندر تک سمندر کا نظارہ بڑا دلکش ہے۔ جہاں بحری جہاز اور قطار در قطار کشتیاں نظر آتی ہیں۔

☆پھر Mount Eden تشریف لے گئے۔ آک لینڈ روشنیوں کا شہر دکھائی دیتا ہے۔ یہاں سے واپس بیت المقیت پہنچ کر مغرب وعشاء کی نمازیں ہوئیں۔

☆ایک فیملی نے شرف ملاقات حاصل کیا اور ایک خاتون نے بیعت کی جس کے بعد دفتر سے باہر تشریف لا کر آپ نے بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ آج نیوزی لینڈ میں آپ کے دورہ کا آخری دن تھا۔

8 مئی 2006ء

☆صبح کے معمولات کے بعد سوا سات بجے رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور اجتماعی دعا کرائی۔ جاپان جانے کے لئے نیوزی لینڈ کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ آک لینڈ پہنچے جہاں مرد، خواتین اور بچے اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے جمع تھے۔

☆آپ نے ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور دعا کروائی۔ نیشنل پریذیڈنٹ صاحب نیوزی لینڈ اور نیشنل امیر صاحب فجی نے اس موقع پر شرف مصافحہ حاصل کیا۔

☆قریباً ساڑھے آٹھ بجے نیوزی لینڈ کی پرواز NZ99 کے ذریعے ٹوکیو جاپان کے لئے روانہ ہوگئے۔

خطبہ جمعہ

5 مئی 2006ء

☆نیوزی لینڈ سے کسی خلیفۃ المسیح کے براہ راست ساری دنیا میں نشر کئے گئے اولین خطبہ جمعہ کے اہم نکات:۔

☆جلسہ سالانہ کا مقصد یہ ہے کہ ہر احمدی اللہ سے محبت کرنے والا اور اعلیٰ اخلاق کا مالک بن جائے۔

☆حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے مطابق اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ جلسہ کے بعد بھی اس طرف متوجہ رہیں۔

☆یہ یقین ہونا چاہئے کہ خدا دیکھ رہا ہے اس طرح سے پنجوقتہ نمازیں آپ ادا کر رہے ہوں گے اور دوسرے احکام پر بھی عمل کی توفیق ملے گی۔

☆حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ:۔ ''ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا''۔

☆جب پاک تبدیلی ہوگی تو نظام جماعت اور خلافت سے بھی تعلق مضبوط ہوگا اور لغویات سے بچنے کی توفیق ملے گی۔

☆دل کو سکون اللہ کے حکموں پر عمل کرنے اور ذکر الٰہی سے ملتا ہے۔ مادی چیزوں سے اطمینان قلب حاصل نہیں ہوسکتا۔

☆دعوت الی اللہ کی کوششوں کو تیز کریں اور پاکیزہ تبدیلیاں پیدا کریں۔

☆اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو توفیق دے کہ حضرت مسیح موعود کی خواہش کے مطابق اپنی زندگی ڈھالنے والا بن جائے۔

ہدایات ونصائح

استقبالیہ تقریب سے خطاب

6 مئی 2006ء

☆فرمایا دینی تعلیمات کے متعلق غلط پروپیگنڈہ اور بعض انتہا پسند افراد کی عملی تصویر میں قطعاً کوئی سچائی نہیں بلکہ دین حق امن وسلامتی کا پیغام دیتا ہے۔

☆قرآن کریم میں گھریلو تعلقات سے لے کر بین الاقوامی تعلقات بہتر بنانے کے تفصیلی احکام ہیں۔

☆النساء: 37 میں عبادت الٰہی کے ساتھ والدین کے ساتھ احسان نیز قریبی رشتہ داروں اور یتیموں، مسکینوں اور ہمسایوں سے حسن سلوک کا حکم ہے۔

☆سوسائٹی کے کمزور طبقوں یتیموں، مسکینوں، غرباء اور ہمسایوں اور دوستوں بلکہ اجنبیوں تک کے حقوق واضح فرمائے ہیں۔

☆خطبہ حجۃ الوداع میں کالے گورے اور سرخ و سفید اسی طرح شرقی وغربی اور عربی وعجمی کے جان و مال اور عزت وآبرو کو یکساں قرار دیا۔

☆سورۃ المائدہ: 9 میں انصاف پر زور دیا۔ کسی کی دشمنی تمہیں ناانصافی پر آمادہ نہ کرے۔ نہ ہی کسی قریبی کے سبب جھوٹی گواہی دو۔ یہی انصاف قائم کرنا تقویٰ ہے۔ آج انصاف کے نام پر جو ظلم روا رکھا جارہا ہے اس سے تیسری جنگ عظیم سامنے نظر آرہی ہے۔

☆ہماری تو یہی دعا ہے کہ ایسا نہ ہو، اللہ سب کو عقل دے اور اپنی حفاظت میں رکھے۔

جلسہ سالانہ سے اختتامی خطاب

6 مئی 2006ء

☆یہ وہ زمانہ ہے جس میں دین حق کی اشاعت کے لئے ضروری ایجادات کے متعلق پیشگوئیاں پوری ہورہی ہیں۔ چنانچہ اب نیوزی لینڈ سے اکناف عالم میں پیغام حق پہنچ رہا ہے۔

☆ہم خوش نصیب ہیں کہ آنے والے موعود مسیح ومہدی کی جماعت میں شامل ہیں اور نشانات دیکھ رہے ہیں۔

☆اس وجہ سے ہماری ذمہ داری ہے کہ اپنے اندر وہ پاکیزہ تبدیلی پیدا کریں جو مسیح موعود ہم میں دیکھنا چاہتے تھے۔

☆ہمارے اندر تبدیلی ہوگی تو ہم دوسروں کو اس پیغام کی طرف بلاسکیں گے اس کے لئے اپنا محاسبہ کرنا ضروری ہے۔

☆چند احکام کو مان لینا باقی کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔ قرب الٰہی ایک موت چاہتا ہے جو کوشش کرتا ہے اور تھکتا نہیں، صبر کرتا ہے وہی اصل زندگی سے حصہ پاتا ہے۔ رضائے الٰہی کے لئے کچھ کرکے دکھانا ضروری ہے۔

☆عہد بیعت نبھاؤ، قرآن کریم پڑھو، پنجوقتہ نمازیں ادا کرو، فضول باتوں سے بچو اور دلوں کو صاف کرو۔

☆اللہ کی نافرمانی کرنے والا اللہ کا بندہ نہیں بن سکتا۔

☆حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے ظاہر ہے کہ اصل مقصد تعلق باللہ ہے اس لئے شرک کی ہر راہ سے بچو۔

☆دنیا کی دلچسپیوں اور دیگر امور کی طرف رغبت کے سبب نمازیں نہ پڑھنا بھی شرک ہے۔ بتوں کی بجائے اور چیزیں جو اللہ کی طرف جانے سے روکتی ہیں وہ بھی بت کے حکم میں آتی ہیں۔

☆دوسری قسم کا خفی شرک جھوٹ ہے۔ حقوق العباد کی ادائیگی بہت ضروری ہے اس سے باہمی محبت بڑھے گی روحانیت ترقی کرے گی دل صاف ہوگا۔ ایک دوسرے کو دکھ دینے سے بچو جذبات کا خیال رکھو۔

☆دوسروں کو پیغام پہنچانا ہے۔ خود سنجیدگی سے عمل نہ ہو، غصہ پر کنٹرول نہ ہو تو دوسروں کو کیا پیغام دیں گے۔

☆جو صبر کرتا ہے اسے روحانی نور ملتا ہے۔ غصہ میں دل ودماغ اندھے ہوجاتے ہیں۔

☆آپس میں اخوت ومحبت کی فضا رکھو اور دین کے سچے خادم بنو۔ اللہ آپ کو ان سب باتوں پر عمل کی توفیق بخشے۔

مجلس عاملہ انصاراللہ کو ہدایات

7 مئی 2006ء

☆تمام قائدین کے کام کا جائزہ لے کر ہر شعبہ کے متعلق قیمتی ہدایات ونصائح فرمائیں۔

☆انصاراللہ کے عہدیدار جنرل سیکرٹری اور سیکرٹریان نہیں بلکہ قائد عمومی اور قائدین ہوتے ہیں اور برانچز مجالس کہلاتی ہیں۔

☆جو انصار Job کرتے ہیں ان سے باقاعدہ Percentage پر چندہ لیں اور جو انصار فارغ ہیں وہ جو بھی دیں ان سے لے لیں۔

☆دعوت الی اللہ کے لئے سکیم بنا کر مجلس عاملہ میں ڈسکس کرکے پھر اس پر عمل کرنا چاہئے۔

☆بلیٹن کے طور پر انصاراللہ کے لئے ایک دو ورقہ نکالیں جس میں اہم تعلیمی وتربیتی نکات کے علاوہ انصاراللہ کے پروگرام اور اعلانات دیئے جائیں۔

☆سب سیکھیں اور سکھائیں۔ پہلے چھوٹی چھوٹی چیزیں دیں، مضامین دیں پھر بڑی کتب۔

☆کام کے لئے اگر راستے نکالنے ہیں تو نکل آتے ہیں۔

☆انصار کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بوڑھے ہوگئے ہیں اس لئے سوجاؤ۔ اپنے دماغ استعمال کرکے کام کریں اور آئندہ جنریشن سے کام کرائیں۔

☆بہت سے ملکوں کے لوگ یہاں اکٹھے ہوگئے ہیں۔ ان میں جاکر دعوت الی اللہ کا کام کریں۔ عربی، چائنیز، کورین، جاپانی اور انگریزی زبان کا لٹریچر دیں اور مستقل رابطے رکھیں۔

☆دعوت الی اللہ ایک مسلسل عمل ہے تھکنا نہیں، بارش کے چھینٹے چھینکتے جانا ہے کہیں نہ کہیں یہ پانی اثر کرے گا۔ ہزار میں سے ایک پر بھی اثر ہوجائے تو یہ آپ کی کامیابی ہے۔

☆مختلف طرح کے لوگ ہیں۔ کسی کو بتانا ہے کہ خدا ہے، کسی کو بتانا ہے کہ دین حق سچا مذہب ہے، کسی کو بتانا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود کا دعویٰ سچا ہے۔ کسی کو بتانا ہے کہ احمدیت سچی ہے۔ کسی کو بتانا ہے کہ خلافت احمدیہ سچی ہے۔ مختلف طبقے ہیں، مختلف لوگ ہیں۔ ہر ایک کو ان کے حالات کے مطابق پیغام پہنچانا ہے۔

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کو ہدایات

7 مئی 2006ء

☆فرمایا اپنی ماہانہ رپورٹ کارگزاری براہ راست مجھے بھجوایا کریں اور اس میں باقاعدگی ہونی چاہئے۔

☆آپ کو علم ہونا چاہئے کہ کتنے خدام پانچوں نمازیں پڑھتے ہیں اور کتنے خدام باجماعت نماز ادا کرتے ہیں۔ کتنے خدام قرآن کریم پڑھتے ہیں اور کتنے خدام روزانہ تلاوت کرتے ہیں۔

☆حضرت اقدس مسیح موعود کی کتب سے اقتباسات مختلف موضوعات پر خدام کو دیں جیسے نماز، قرآن کریم، ماں باپ کے حقوق، ہمسائے کے حقوق، خدمت خلق کے کام، مالی قربانی، سچ بولنا، غصہ میں نہ آنا اور امانت و دیانت وغیرہ۔

☆جماعتی انتظامیہ کا اپنا کام ہے اور خدام کا اپنا کام ہے اور اپنے پروگرام ہیں۔

☆بحیثیت ممبر جماعت آپ نیشنل صدر کے ماتحت ہیں اور بحیثیت ممبر خدام الاحمدیہ آپ براہ راست خلیفۃ المسیح کے تحت ہیں۔

☆شعبہ تربیت کو بہت فعال ہونا چاہئے۔ خصوصاً رشتہ ناطہ کے سلسلہ میں کیونکہ غلط فیصلوں سے نسل خراب ہوتی ہے۔

☆ساری مصروفیات کے باوجود نمازیں تو پانچ پڑھنی ہی ہیں۔ جو نمازیں پڑھے گا، تلاوت کرے گا، اجلاسوں میں آئے گا تو اس کی تربیت ہوجائے گی۔

☆قربانی دیئے بغیر دنیا میں کوئی ترقی نہیں کرسکتا۔ قربانی کریں گے تو ترقی کریں گے اور آپ کو قربانی کرنی پڑے گی۔ پروگرام بنائیں اور کام کریں۔

☆جب تک ہر ایک اپنی اپنی ذمہ داری نہیں سنبھالے گا اکیلا صدر کچھ نہیں کرسکتا۔

☆اپنا کوئی سسٹم بنائیں جو خدام کماتے ہیں اور جو نہیں کماتے اور جو طالب علم ہیں سب سے برابر ایک جیسا چندہ وصول کرتے ہیں یہ تو صحیح نہیں۔

☆دعوت الی اللہ کی سکیم بنائیں اور عاملہ میں رکھیں۔ منظوری کے بعد کام کریں۔ مختلف پاکٹس ہیں، ٹیمیں بنا کر ان تک جائیں۔ رابطے قائم کریں اور Follow Up کریں۔ جب تک مسلسل رابطہ نہیں ہوگا اس وقت تک Contact نہیں ہوگا۔

☆دعوت الی اللہ کے لئے مختلف مسائل پر مشتمل بروشر بنالیں۔

☆اپنے بچوں کو سنبھال لیں تو آپ کی اگلی جنریشن آپ کے ہاتھ میں رہے گی۔

☆آئندہ نسل پکی احمدی ہوگی تو رشتوں کے مسائل نہیں ہوں گے۔

☆مجلس کے رسالہ کے متعلق ہدایات دیں کہ اس میں اطفال کے لئے بھی صفحات ہونے چاہئیں۔

☆ایسی کھیلیں ہونی چاہئیں کہ مستقل سنٹر میں آنے کی طرف توجہ پیدا ہو۔

☆خدام کی ٹیم احمدیہ یوتھ آرگنائزیشن کے نام سے رجسٹرڈ کرائیں جو خدمت خلق کے کام کرے بلڈ بینک میں رجسٹریشن کرائیں۔ Old People's Home جائیں۔ بوڑھوں، مریضوں کا حال پوچھیں، ان کی خدمت کریں۔

☆احمدی طلباء کی فہرستیں بنائیں اور نگرانی کریں کہ وہ تعلیم میں اطمینان بخش ترقی کررہے ہیں۔

نیشنل مجلس عاملہ کو ہدایات

7 مئی 2006ء

☆خدام الاحمدیہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ سے میٹنگ میں جائزہ لے کر ہدایات اور نصائح سے نوازا۔ اس کے بعد نیشنل مجلس عاملہ نیوزی لینڈ کی میٹنگ میں ان کو ہدایات دیں۔

☆تمام شعبوں کا جائزہ لیا اور ساتھ ساتھ ہدایات دیں۔

☆جماعتی چندہ جات اور بجٹ کے متعلق تفصیل سے ہدایات دیں اور فرمایا کہ جن پر زکوٰۃ فرض ہے وہ زکوٰۃ دیں اور تمام چندہ جات کا حساب رکھیں۔ تمام قربانیاں سچائی پر مبنی ہونی چاہئیں۔

☆جماعتی رسالے کے متعلق فرمایا کہ اس میں ایک آدھ صفحہ اردو کا بھی رکھ لیا کریں۔

☆پندرہ سال سے اوپر والے واقفین نو کو قرآن کا ترجمہ پڑھانا شروع کریں۔

☆نمازوں کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کا بھی جائزہ لیں۔

☆رشتہ ناطہ کے سلسلہ میں تعلیم کی پوری طرح پابندی کرائیں ورنہ بڑی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

☆فرمایا جو TV پر آپ وقت لے کر MTA کے پروگرام دکھاتے ہیں ان کے ساتھ اشتہار دیں کہ جو رابطہ کرنا چاہتے ہیں فلاں ایڈریس اور نمبرز پر رابطہ کریں پھر ان سے مسلسل رابطہ رکھیں۔

☆پروگراموں کی ڈسکیں بنالیں۔ کار میں چلتے چلتے سن لیں اور پھیلائیں۔

☆صرف جھگڑے نپٹانا کام نہیں۔ جو لوگ Job کے بغیر ہیں ان کے لئے Job تلاش کرنا اور راہنمائی کرنا بھی امور عامہ کی ذمہ داری ہے۔

☆سمعی بصری شعبہ کے سیکرٹری کو ڈاکومنٹری تیار کرکے MTA کو بھجوانے کا ارشاد فرمایا۔

☆اپنی بیت الذکر تعمیر کرنے کی تحریک فرمائی اور موری قبیلہ کے ممبر پارلیمنٹ کی دعوت کا ذکر فرمایا کہ وہ مجھے اپنے قبیلہ میں لے جانا چاہتے ہیں۔ آپ ان سے رابطہ رکھیں۔

جاپان کا تاریخی پس منظر۔ طرز حکومت۔ حکمران

موجودہ شاہی خاندان دنیا کا قدیم ترین شاہی خاندان ہے

جاپانی جزائر میں ایک لاکھ سال قبل آبادکاری شروع ہوئی

سرکاری نام:

نپون (Kingdom of Nippon Japan)

پرانا نام:

زپانگ

وجہ تسمیہ:

جاپان جھی پن کی بگڑی شکل ہے جس کے معنی ہیں ''چڑھتے سورج کی سرزمین''

محل وقوع:

شمال مشرقی ایشیا

حدود اربعہ:

اس کے شمال میں روس۔ مغرب میں کوریا (جنوبی) اور مشرق میں بحر الکاہل واقع ہیں

جغرافیائی صورتحال:

جاپان بھی جزیروں کا ایک گروپ ہے جو ایشیا کے مشرقی ساحل سے کچھ دور 3800 کلومیٹر طویل ایک قوس کی شکل میں 31 اور 45 شمالی عرض بلد تک پھیلا ہوا ہے۔ چار بڑے جزیروں کے علاوہ جاپان تقریباً 6800 ننھے منے جزیروں کی زنجیر پر مشتمل ہے۔ بڑے جزیرے ہونشو (رقبہ 87,805 مربع میل)۔ ہوکیدو (رقبہ 30,144 مربع میل) کیوشو (14,114 مربع میل) اور شیکوکو (7049 مربع میل) ہیں۔ ہونشو کل رقبے کا 60 فیصد ہے۔ اس کے شمال میں روس کے جزائر کیورل اور سکھالین اور مغرب میں بحیرہ جاپان اور شمالی و جنوبی کوریا واقع ہیں۔ کل زمین کا 66 فیصد پہاڑی ہے اور 200 سے زیادہ آتش فشاں چوٹیاں ہیں۔ پوری دنیا کے آتش فشانوں کا دسواں حصہ جاپان میں ہے۔ ان میں 54 پہاڑ بہت خطرناک ہیں۔ شمالی جزیرہ ہوکیدو ساکھالین جزیرے سے 45 کلومیٹر کے کم فاصلے پر اور جنوبی جزیرہ کیوشو کوریا سے صرف 200 کلومیٹر کی دوری پر ہیں۔ سرزمین جاپان کی کل لمبائی 3000 کلومیٹر ہے۔ بحیرہ جاپان اسے روس شمالی و جنوبی کوریا سے ملاتا ہے۔ جاپانی جزائر خوبصورت مناظر سے بھرپور ہیں۔ ساحل کی لمبائی 13,685 کلومیٹر۔

رقبہ:

377,708 مربع کلومیٹر

آبادی:

12 کروڑ 70 لاکھ (2000ء)

دارالحکومت:

ٹوکیو Tokyo (ایک کروڑ)

بلندترین مقام:

ماؤنٹ فیوجی یاما (3776 میٹر)

بڑے شہر:

اوساکا۔ یوکوہاما۔ ناگویا۔ کیوٹو۔ ہیروشیما۔ ناگاساکی۔ کوبے۔ ساپورو۔ کیتا کیوشو۔ کاواساکی۔ فوکوکا۔ متسویاما

سرکاری زبان:

جاپانی (کورین)

مذاہب:

شنتومت۔ بودھ مت

اہم نسلی گروپ:

جاپانی 99 فیصد۔ باقی کورین

یوم آزادی:

28 اپریل 1952ء

رکنیت اقوام متحدہ:

18 دسمبر 1956ء

کرنسی یونٹ:

ین Yen = 100 سین (بینک آف جاپان 1882ء)

انتظامی تقسیم:

47 پریفیکچر (علاقے یا صوبے)

موسم:

معتدل رہتا ہے زیادہ تر آب و ہوا خوشگوار ہوتی ہے۔

اہم زرعی پیداوار:

چاول۔ گندم۔ آلو۔ پھل و سبزیاں۔ چائے۔ چقندر۔ تمباکو۔ (پولٹری۔ مویشی)

اہم صنعتیں:

جہاز سازی۔ الیکٹرانکس و بجلی کا سامان۔ ٹیکسٹائل۔ موٹر گاڑیاں۔ مشینری۔ فولاد۔ ایلومینیم۔ سیمنٹ۔ کاغذ۔ ماہی گیری

اہم معدنیات:

کوئلہ۔ مینگانیز۔ جست۔ تانبا۔ سیسہ۔ گندھک

مواصلات:

قومی فضائی کمپنی ''JAL جاپان ایئر لائنز'' (17 ہوائی اڈے) آٹھ بندرگاہیں یوکوہاما۔ ٹوکیا۔ کوبے۔ اوساکا۔ ناگویا۔ چیبا۔ کاواساکی۔ ہاکودیت۔ ملک میں ریلوے کا جدید اور تیز رفتار ترین نظام موجود ہے۔

تاریخی پس منظر

جاپان کی تاریخ بہت قدیم ہے۔ ان جزائر میں انسانی آبادی آج سے کوئی ایک لاکھ سال قبل شروع ہوئی یہاں کے باشندے منگول نسل سے تعلق رکھتے تھے۔

جاپان کے موجودہ شاہی خاندان کو دنیا کا قدیم ترین شاہی خاندان تسلیم کیا جاتا ہے۔ جس کا مورث اعلیٰ (بانی) شہنشاہ جیموں تھا۔ جس نے 11 فروری 660 قبل مسیح کو سلطنت جاپان کی بنیاد رکھی۔ 5ویں صدی ق م میں یہ سلطنت اپنے عروج پر تھی۔ 300 ق م میں یہاں زراعت اور دوسرے پیشوں کی ابتداء ہوئی۔

چھٹی صدی عیسوی میں یہاں بودھ مت کو فروغ حاصل ہوا۔ 592ء سے 710ء تک اسوکا خاندان کی حکومت رہی۔ 710ء سے 794ء تک نارا خاندان برسر اقتدار رہا۔ انہوں نے ناگویا کو دارالحکومت بنایا۔ 794ء سے 1192ء تک ہین خاندان حکومت کرتا رہا۔ ان کا دارالحکومت کیوٹو تھا۔ 1192ء سے 1333ء تک کاماکورو خاندان برسر اقتدار رہا۔

1334ء میں نامبوکو خاندان حکومت میں آیا۔ اس کا پہلا حکمران گوڈیگو تھا۔ دوسرے حکمران یوشینو نے 1336ء میں تخت سنبھالا۔ اس شاہی خاندان کی حکومت 1392ء میں ختم ہوئی۔

1338ء میں شوگن میں آشی کاگاتا کوجی حکمران بنا۔ 1392ء میں جنوبی و شمالی حصوں میں موروماچی خاندان برسر اقتدار آیا۔ ان کا عہد حکومت 1573ء تک تھا۔

15ویں صدی عیسوی کے اختتام پر جاپان شدید قسم کی خانہ جنگی کا شکار ہوگیا۔ بڑے بڑے علاقائی جاگیردار باہم دست و گریبان تھے۔ 1467ء میں سینگوکو میں جنگ اونن شروع ہوئی جس میں جاپان کئی حصوں میں تقسیم ہوا۔

1573ء میں مومویاما خاندان کی حکمرانی شروع ہوئی۔ 1590ء میں جاپان کے عظیم جنرل ٹویوموٹی ہڈیوشی نے ملک میں خانہ جنگی کا خاتمہ کرکے امن و امان بحال کردیا۔ جنرل نے کوریا پر دو حملے کئے مگر کوریا والوں نے چین کی مدد سے یہ حملے ناکام بنا دیئے۔

1603ء میں مومویاما خاندان کی حکومت کے خاتمے پر ایڈو خاندان برسر اقتدار آیا۔ جاپان کو مضبوط و مستحکم بنانے کا جو بیڑہ جنرل ٹویوموٹی نے شروع کیا اسے ٹوگاگاواشوگنیت (فوجی حکومت) کے بانی ٹوگوکاواعیاشو نے مزید آگے بڑھایا۔ اس عہد میں جاپان کے مشہور قلعے تعمیر ہوئے اور دارالحکومت ایڈو (ٹوکیو) تعمیر ہوا۔

جاپان میں سب سے پہلے 1543ء میں پرتگالی تاجر فرنینڈ ومینڈیز پنٹو کی سربراہی میں وارد ہوئے۔ پرتگالیوں نے جاپان میں سب سے پہلے آتشیں اسلحہ متعارف کرایا۔ اگلے برسوں میں پادری سینٹ فرانسیس اگویرا کی قیادت میں مسیحی مشنریوں اور ہسپانوی باشندوں کا طوفان جاپان میں وارد ہوا۔ ان مشنریوں نے بے شمار جاپانیوں کو عیسائی بنالیا۔ مسیحی مشنریوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں اور آتشیں اسلحے نے ٹوگوکاواحکومت میں تشویش کی لہر دوڑادی۔ چنانچہ اس حکومت نے فوراً تمام غیر ملکیوں کے جاپان میں داخلے پر پابندی عائد کردی۔ تاہم خلیج ناگاساکی کے جزیرے ڈجمان میں مقیم ڈچ تاجر۔ ناگاساکی میں قیام پذیر چینی اور کوریا کے شاہی سفیر اس قانون سے مستثنیٰ رکھے گئے۔

اس اقدام سے جاپان تنہائی کے ایک لمبے دور میں داخل ہوا اور مغرب میں ہونے والی انقلابی صنعتی تبدیلیوں سے بے خبر ہوگیا۔ تنہائی کے لمبے عرصے میں اس وقت ارتعاش پیدا ہوا جب 8 جولائی 1853ء کو ایک امریکی بحری کمانڈر میتھیو پیری کی قیادت میں چار امریکی بحری جہاز خلیج پیڈو میں داخل ہوگئے۔ میتھیو ایک چالاک افسر تھا۔ اس نے اپنے بحری بیڑے کی طاقت سے جاپان کی فوجی حکومت کو مرعوب کردیا اور اس وقت کے امریکی صدر فلمور کا ایک خط جاپانی حکمران کو پہنچایا اور جواب کے لئے ایک سال کا وقت دیا۔

میتھیو پیری جب دوبارہ جاپان آیا تو جاپانی حکومت نے 13 فروری 1858ء کو ایک معاہدے پر دستخط کردیئے۔ جسے معاہدہ کاناگاوا کہا جاتا ہے۔ جولائی 1858ء میں ایک اور تجارتی معاہدہ ہوا۔ جسے معاہدہ ہیرس کہا جاتا ہے۔ 1860ء میں ایک اور امریکی ٹاؤن سینڈ ہیرس یہاں بطور سفیر آیا۔ ان واقعات سے شہنشاہ جاپان اس نتیجے پر پہنچا کہ مغربی تاجروں کو تجارتی مراعات دینے اور معاہدات کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور یوں امریکی اقدامات سے مغربی اقوام کے لئے جاپان کے دروازے ایک مرتبہ پھر کھل گئے۔

1868ء میں میجی خاندان کی حکومت قائم ہوئی۔ اس کا پہلا حکمران شہنشاہ میجی موتسوھیٹو (پ 3 نومبر 1852ء-30 جولائی 1912ء) تھا۔ اس کے عہد میں جاپان نے اپنی قوت کو مضبوط کیا۔ 1889ء میں جاگیرداری نظام کا خاتمہ ہوا اور نیا آئین نافذ ہوا۔

1894-95ء میں جاپان نے جنگ میں چین کو شکست دے کر تائیوان پر قبضہ کرلیا۔ 1902ء کو جاپان اور برطانوی حکومت کے مابین فوجی تعاون کا

معاہدہ طے پایا۔ 05-1904ء میں روس جاپان جنگ ہوئی۔ جاپان نے روس کو شکست دے کر جنوبی سکھالین پر قبضہ کرلیا۔

1910ء میں جاپان نے کوریا پر بھی قبضہ کرلیا اور کوریا جاپان کا حصہ قرار پایا۔ یہ کارنامے سرانجام دینے والا جاپان کا شہنشاہ میجی 1912ء میں انتقال کر گیا۔ تائشو یوشی ہیٹو نیا حکمران بنا۔ شہنشاہ میجی (60) 30 جولائی 1912ء کو انتقال کر گیا۔

1914ء تک جاپان شدید معاشی بحران کا شکار ہو چکا تھا۔ جنگ عظیم اول شروع ہوئی تو جاپان 1902ء کے اینگلو جاپانی اتحاد کی رو سے جنگ میں کود پڑا۔ جنگ کے باعث جاپان کو اتحادی قوتوں کی طرف سے اسلحے اور دوسری مصنوعات کی تیاری کے بڑے بڑے آرڈر ملنا شروع ہوگئے۔ جس کے باعث جاپانی اقتصادیات میں زبردست ترقی ہوئی۔

جاپانی سوتی کپڑے کی برآمدات میں 1913ء سے 1918ء تک 185 فیصد اضافہ ہوا۔ 1919ء تک جاپان کے غیرملکی اثاثوں میں ایک ارب 30 کروڑین کا اضافہ ہو چکا تھا۔ حالانکہ 1914ء میں جاپان اتنی ہی رقم کا مقروض تھا۔ جنگ کے دوران جاپان نے بحرالکاہل میں تمام جزائر پر قبضہ کرلیا۔ جنگ کے اختتام پر جاپان مشرق بعید کا پہلا اور اکلوتا صنعتی ملک بن گیا اور دنیا کی ایک عظیم طاقت قرار پایا۔ تاہم اسے شکوہ تھا کہ محوری مقبوضات کی بندربانٹ میں اسے حصہ نہیں ملا۔ 1922ء کی واشنگٹن نیول کانفرنس میں جاپان کو تیسری بڑی بحری قوت قرار دیا گیا۔

4 نومبر 1921ء کو وزیراعظم تاکاشی ہارا کو ٹوکیو کے ریلوے سٹیشن پر قتل کردیا گیا۔ 25 دسمبر 1926ء کو تائشو یوشی ہیٹو کی وفات کے بعد ان کے ولی عہد شہزادہ ہیروہیٹو نے جاپان کا تخت سنبھال لیا۔ 10 نومبر 1928ء کو ہیروہیٹو کی باقاعدہ رسم تاج پوشی سرانجام پائی۔

1931ء میں جاپان نے چین کو شکست دے کر اس کے صوبے مانچوریا (Manchuria) کو آزاد ریاست کا درجہ دے دیا۔ 1932ء میں جاپان کے فوجی لیڈروں نے پارلیمانی حکومت کا خاتمہ کردیا۔ 1937ء میں چینی شورش کے واقعے نے جاپانیوں کو متحد ہونے پر مجبور کردیا۔

دوسری عالمی جنگ شروع ہونے سے پہلے جاپان نے فسطائی طاقتوں (جرمنی اور اٹلی) کے ساتھ تعلقات استوار کرلئے۔ 1940ء میں تینوں ممالک کے درمیان ایک محوری معاہدہ طے پایا جس کے تحت جاپان کو جرمنی کا ساتھ دینا تھا۔

17 اکتوبر 1941ء کو جنرل ٹوجو وزیراعظم بنے۔ 7 دسمبر کو جاپان نے امریکی بحری اڈے پرل ہاربر پر حملہ کرکے جنگ میں شمولیت کا اعلان کردیا۔ ابتداء میں جاپانیوں نے زبردست جنگی صلاحیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کوریا، چین کے بڑے حصے، ملایا، سنگاپور، ہندچینی، تھائی لینڈ، برما، ولندیزی جزائر شرق الہند، فلپائن اور بحرالکاہل کے بہت سے جزیروں پر قبضہ کرکے اپنی سلطنت کا حصہ بنالئے۔ جاپان نے اتحادیوں کو ناکوں چنے چبوادیئے۔ تاہم جب اتحادیوں نے دھوکے سے جرمنی کو شکست دی اور اتحادیوں نے یورپ میں اٹلی اور جرمنی پر قبضہ کرلیا مگر ایشیا میں جاپان نے ہتھیار ڈالنے سے انکار کردیا۔ شہنشاہ ہیروہیٹو نے جاپانی جنگجو قیادت کے سربراہ جنرل ٹوجو کو خطرناک نتائج سے آگاہ کیا مگر بے سود۔ چنانچہ امریکی صدر ہیری ٹرومین نے جاپان پر ایٹم بم گرانے کا حکم دے دیا۔

6 اگست 1945ء کو پہلے ہیروشیما اور پھر 9 اگست کو ناگاساکی پر ایٹم بم برسائے گئے جس سے دونوں شہر تباہ اور لاکھوں شہری ہلاک ہوگئے۔ یہ امریکی بربریت کا کھلا ثبوت تھا۔ 14 اگست 1945ء کو جاپان نے ہتھیار ڈال دیئے اور امریکی فوجیں جاپان پر قابض ہوگئیں۔ اس وقت ناروہیکو ہیگاشیکونی جاپان کے وزیراعظم تھے۔ وہ 9 اکتوبر 1945ء تک وزیراعظم برقرار رہے اب جاپان مکمل طور پر امریکی کمانڈر جنرل ڈگلس میکارتھر کے کنٹرول میں تھا۔

10 اپریل 1946ء کو جاپان میں خواتین نے پہلی مرتبہ حق رائے دہی کا استعمال کیا۔

3 نومبر 1946ء کو جنرل میکارتھر نے جاپان کے نئے آئین کا اعلان کیا جو کہ 3 مئی 1947ء کو نافذ ہوا۔ نئی اصلاحات نافذ ہوئیں۔ سابق مزارعین میں نئے سرے سے زمین تقسیم کی گئی۔ خاندانی رشتوں پر استوار بڑی بڑی ہولڈنگ کمپنیاں ختم کردی گئیں۔

جاپانیوں کو مزید ذلت و رسوائی کا دائمی احساس دلانے کے لئے جنرل میکارتھر ان کے محبوب اور مقدس شہنشاہ ہیروہیٹو کو اپنے دفتر میں طلب کرکے ان کے ساتھ بڑی بدتمیزی اور رعونت سے بات کرتا ہے۔ جاپانیوں کی تاریخ میں اس سے بدتر لمحہ پہلے کبھی نہیں آیا تھا۔ جنگ کے نتیجے میں پورا جاپان کھنڈر بن گیا تھا۔ فیکٹریاں، سڑکیں، ہوائی اڈے اور سب عمارتیں تباہ و برباد ہو چکی تھیں۔ لاکھوں جاپانی ہلاک اور لاکھوں بے گھر ہو چکے تھے۔ مگر اس ہولناک تباہی اور امریکی غلامی کے باوجود جاپان نے ایسی انگڑائی لی کہ اس کی صنعتی و معاشی ترقی کی رفتار، تکنیکی مہارت اور انتھک محنت کی چکا چوند نے مغربی اقوام کو انگشت بدنداں کردیا۔ جنگ کے بعد جاپان ایک عالمی اقتصادی قوت بن گیا۔ 1949ء میں ایک خصوصی شاہی فرمان کے تحت لوگوں نے باقی ماندہ ہتھیار بھی امریکہ کے حوالے کردیئے۔

8 ستمبر 1951ء کو جاپان نے سان فرانسسکو میں 48 ممالک کے ساتھ معاہدہ امن پر دستخط کئے جس کے تحت جاپان کا اقتدار اعلیٰ بحال کردیا گیا۔

28 اپریل 1952ء کو معاہدہ امن پر عملدرآمد کے بعد جاپان نے اپنی آزادی و خودمختاری پھر حاصل کرلی۔ امریکہ نے جاپان کے دفاع کی ذمہ داری اٹھائی۔ معاہدے کے مطابق جاپان اپنی فوج تشکیل نہیں دے سکتا تھا۔

اب جاپانیوں نے جنگ کی تلخیوں سے منہ موڑ کر اپنی تمام تر توجہ جنگی نقصانات پورا کرنے اور اقتصادیات کو بہتر بنانے پر مرکوز کردی۔ جنگ کے دوران فوجی اسلحہ سازی کی صنعت عروج پر تھی۔ مگر اب وہی فیکٹریاں ضروریات زندگی کی اشیاء تیار کرنے والی صنعتوں میں تبدیل کردی گئیں۔ جہاں ریڈار تیار ہوتے تھے وہاں دوربین اور کیمرے بننے لگے۔ ان سائنسدانوں اور انجینئروں کو جو فوجی طیارے بنانے میں مصروف کار تھے انہیں موٹر گاڑیاں تیار کرنے پر لگا دیا گیا۔ غرض جاپانیوں نے اپنے کسی تکنیک کار، تعلیم یافتہ حتیٰ کہ غیر ہنرمند افراد کو بھی بے روزگار نہ رہنے دیا اور ہر جاپانی ملک کی تعمیر نو میں جت گیا۔ 1955ء تک اس کی قومی صنعتی پیداوار قبل از وقت جنگ کی سطح پر آگئی تھی۔ 1960ء تک جاپان نے تمام تر تاوان جنگ ادا کردیا تھا اور وہ معاشی و صنعتی طور پر امریکہ و دیگر یورپی ممالک سے زیادہ مضبوط ہو چکا تھا۔ امریکہ جاپانی گاڑیاں استعمال کرنے پر مجبور ہوگیا تھا۔

26 جون 1968ء کو امریکہ نے بونن آئی لینڈ اور جزیرہ مارکوس جاپان کو واپس کردیئے۔ 1970ء میں امریکہ کے ساتھ فوجی معاہدے کی تجدید ہوئی۔ 1971ء میں شہنشاہ ہیروہیٹو نے تاریخ میں پہلی بار ملک سے باہر قدم نکالا اور سات یورپی ممالک کا دورہ کیا۔ 15 مئی 1972ء کو امریکہ نے اوکی ناوا، ریوکو اور ڈیٹو جزیرے بھی جاپان کو واپس کردیئے۔ معاہدے کے تحت اوکی ناوا پر امریکی اڈے برقرار رہے۔ 1972ء میں ہی چین کے ساتھ سفارتی تعلقات بحال ہوئے۔

7 اکتوبر 1979ء کو پارلیمانی انتخابات میں حکمران جماعت ''لبرل ڈیموکریٹک پارٹی'' کو شکست ہوئی۔ 12 جون 1980ء کو وزیراعظم اوہیرا (70) انتقال کرگئے۔ 1987ء میں جاپان تجارت کی دنیا کی سپرطاقت بن گیا۔

7 جنوری 1989ء کو شہنشاہ ہیروہیٹو (87) انتقال کرگئے۔ انہوں نے 62 برس حکومت کی۔ ولی عہد شہزادہ اکی ہیٹو (Akihito) شہنشاہ بن گئے۔ یکم جون 1989ء کو وزیراعظم نوبوروتاکے شیتا نے بھرتی اور مالی سکینڈل کے باعث استعفیٰ دے دیا۔ 2 جون کو سوسکی اونو وزیراعظم بن گئے۔ 11 جنوری 1996ء کو ریوتاروہاشی موتو جاپان کے 82ویں وزیراعظم بن گئے۔ 4 ستمبر 2000ء کو روس نے چار متنازعہ جزیروں پر جاپانی ملکیت کا دعویٰ مسترد کردیا۔

اپریل 2001ء میں جونی چیروکوئی زومی جاپان کے 11ویں وزیراعظم بن گئے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ 13 سالوں میں جاپان میں گیارہ وزیراعظم بدلے جن کی وزارت عظمیٰ کا دورانیہ بہت کم رہا کیونکہ ان میں سے اکثر سکینڈلز کی زد میں آئے۔

طرز حکومت

جاپان ایک آئینی بادشاہت ہے جہاں پارلیمانی جمہوری نظام بھی رائج ہے۔ شہنشاہ اکی ہیٹو ملک کے سربراہ (ہیڈ آف سٹیٹ) اور مسلح افواج کے سپریم کمانڈر ہیں۔ وہ شاہی خاندان کے 125ویں حکمران ہیں۔ وزیراعظم حکومت کا سربراہ اور تمام انتظامی اختیارات کا مالک ہے۔ پارلیمنٹ ''ڈائٹ'' کہلاتی ہے جس کے دو ایوان ہیں۔ ایوان نمائندگان کے 511 ارکان اور ایوان مشاورت کے 252 ارکان چار سال کی مدت کے لئے منتخب ہوتے ہیں۔ پارلیمنٹ اپنے ارکان میں سے کسی ایک کو وزیراعظم منتخب کرتی ہے۔

''کلین گورنمنٹ پارٹی'' (Komeito)، ''جاپانی کمیونسٹ پارٹی'' (JCP)، ''جاپان ڈیموکریٹک سوشلسٹ پارٹی'' (JDSP)، جاپان سوشلسٹ پارٹی'' (JSP)، ''لبرل ڈیموکریٹک پارٹی'' (LDP) بڑی سیاسی جماعتیں ہیں۔

جاپان کے حکمران

1۔ شہنشاہ میجی موتسوہیٹو (Meiji Mutsuhito) (1867ء تا 1912ء)

2۔ تائشو یوشی ہیٹو (Taishu Yoshihito) (1912ء تا 1926ء)

3۔ شہنشاہ سوآ ہیروہیٹو (Hirohito) (1926ء تا 1989ء)

4۔ شہنشاہ اکی ہیٹو (Akihito) (1989ء)

جاپان کے وزراءاعظم

1۔ ماسایوشی اوہیرا (Masayoshi Ohira) (7 دسمبر 1978ء تا 12 جون 1980ء)

2۔ زینکو سوزوکی (Zenko Suzuki) (17 جولائی 1980ء تا 25 نومبر 1982ء)

3۔ یاشوہیرو ناکاسونے (Yashuhiro Naka Sone) (26 نومبر 1982ء تا 6 نومبر 1987ء)

4۔ نوبوروتاکے شیتا (Noburu Takeshita) (7 نومبر 1987ء تا یکم جون 1989ء)

5۔ ساسوکی اونو (Sasuke Uno) (2 جون 1989ء تا 25 جولائی 1989ء)

6۔ توشیکی کائفو (Toshiki Kaifu) (9 اگست 1989ء تا 5 نومبر 1991ء)

7۔ چوکیچی میازاوا (Chu Kichi Miyazawa) (6 نومبر 1991ء تا 5 اگست 1993ء)

8۔ موری ہیروہوسوکاوا (Morihiro Hosokawa) (6 اگست 1993ء تا 8 اپریل 1994ء)

9۔ سوتوموہاتا (Tsutomu Hata) (8 اپریل 1994ء تا 25 جون 1994ء)

10۔ ٹومیچی مورایاما (Tomichi Murayama) (30 جون 1994ء تا 5 جنوری 1996ء)

11۔ ریوتاروہاشی موتو (Ryutaro Hashimoto) (11 جنوری 1996ء تا 13 جولائی 1998ء)

12۔ کیزواوبوچی (Keizo Obuchi) (24 جولائی 1998ء تا 5 اپریل 2000ء)

13۔ یوشیرو موری (Yoshiro Mori) (6 اپریل 2000ء تا اپریل 2001ء)

14۔ جونی چیروکوئی زومی (Junichiro Koizumi) (اپریل 2001ء تا 2006ء)

جاپان میں دعوت الی اللہ کے لئے حضرت مسیح موعود کا جوش ایمانی

مناسب افراد اور ایک جامع کتاب لکھنے کی تجویز۔ خدا چاہے گا تو اس ملک میں طالب حق پیدا کر دے گا

مرتبہ: مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب

مذہبی کانفرنس

”7راگست 1902ء کی صبح کو حضرت مسیح موعود حسب معمول سیر کو نکلے۔ ایڈیٹر الحکم نے عرض کی کہ حضور امسال شکاگو کی طرز پر ایک مذہبی کانفرنس جاپان میں ہونے والی ہے جس میں مشرقی دنیا کے مذاہب کے سرکردہ ممبروں کا اجتماع ہوگا اور اپنے اپنے مذہب کی خوبیوں پر لیکچر دیئے جائیں گے۔ کیا اچھا ہو اگر حضور کی طرف سے اس تقریب پر کوئی مضمون لکھا جائے اور (دین) کی خوبیاں اس جلسہ میں پیش کی جاویں۔ ہماری جماعت کی طرف سے کوئی صاحب چلے جائیں۔ جاپان کے مصارف بھی بہت نہیں ہیں اور جاپان والوں نے ہندوستانیوں کو دعوت کی ہے بلکہ وہ ہندوستان سے جانے والوں کے لئے اپنا الگ جہاز بھیجنے کا ارادہ ظاہر کرتے ہیں اس پر فرمایا کہ

بیشک ہم تو ہر وقت تیار ہیں اگر چہ یہ معلوم ہو جاوے کہ وہ کب ہوگی اور اس کے قواعد کیا ہیں۔ تو ہم ......کی خوبیوں اور دوسرے مذاہب کے ساتھ اس کا مقابلہ کر کے دکھا سکتے ہیں اور ......ہی ایسا مذہب ہے جو کہ ہر میدان میں کامیاب ہوسکتا ہے کیونکہ مذہب کے تین جزو ہیں۔ اول خداشناسی مخلوق کے ساتھ تعلق اور اس کے حقوق اور اپنے نفس کے حقوق جس قدر مذاہب اس وقت موجود ہیں بجز ...... کے جو ہم پیش کرتے ہیں سب نے بے اعتدالی کی ہوئی ہے پس ......ہی کامیاب ہوگا۔

ذکر کیا گیا کہ وہاں بدھ مذہب ہے اس کا ذکر بھی اس مضمون میں آجانا چاہئے۔ فرمایا:۔

بدھ مذہب دراصل سناتن دھرم ہی کی شاخ ہے۔ بدھ نے جو اوائل میں اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ دیا اور قطع تعلق کرلیا۔ شریعت ...... نے اس کو جائز نہیں رکھا۔ ...... نے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے اور مخلوق سے تعلق رکھنے میں کوئی تناقض بیان نہیں کیا۔ بدھ نے اول ہی قدم پر غلطی کھائی ہے اور اس میں دہریت پائی جاتی ہے مجھے اس بات سے کبھی تعجب نہیں ہوتا کہ ایک کتا مردار کیوں کھاتا ہے جس قدر تعجب اس بات سے ہوتا ہے کہ انسان انسان ہو کر پھر اپنی جیسی مخلوق کی پرستش کیوں کرتا ہے۔ اس لئے اس وقت جب خدا نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے تو سب سے اول میرا فرض ہے کہ خدا کی توحید قائم کرنے کے لئے ......اور اشاعت میں کوشش کروں۔ پس مضمون تیار ہوسکتا ہے اور وہاں بھیجا جاسکتا ہے۔ پہلے قواعد آنے چاہئیں۔ پھر فرمایا کہ:

اس مضمون کے پڑھنے کے لئے اگر مولوی عبدالکریم صاحب جائیں تو خوب ہے ان کی آواز بڑی بارعب اور زبردست ہے اور وہ انگریزی لکھا ہوا ہو تو اسے خوب پڑھ سکتے ہیں اور ساتھ مولوی محمد علی صاحب بھی ہوں اور ایک اور شخص بھی چاہئے۔ الرفیق ثم الطریق۔

(ملفوظات جلد 2 ص 234)

جنگ روس و جاپان

6 فروری 1904ء سے لے کر 5 ستمبر 1905ء تک روس اور جاپان کے درمیان زبردست جنگ ہوئی۔ یہ جنگ اگرچہ بہت ہولناک تھی لیکن حضرت مسیح موعود کی آمد کے وقت مخالفین کی طرف سے ہونے والے حملے اس سے بھی شدید تر تھے۔ چنانچہ اس ضمن میں فرمایا:

جنگ روحانی ہے اب اس خادم و شیطان کا
دل گھٹا جاتا ہے یا رب سخت ہے یہ کارزار
اے خدا شیطاں پہ مجھ کو فتح دے رحمت کے ساتھ
وہ اکٹھی کر رہا ہے اپنی فوجیں بے شمار
جنگ یہ بڑھ کر ہے جنگ روس اور جاپان سے
میں غریب اور ہے مقابل پر حریف نامدار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 ص149)

اسی مذکورہ بالا جنگ روس اور جاپان کا ذکر حضرت مسیح موعود کی بابرکت مجلس میں ایک اور رنگ میں ہوا اس کا ذکر ان الفاظ میں درج ہے۔

”اس جنگ کے ذکر پر حضرت حکیم نورالدین صاحب نے بیان کیا کہ اس قدر خونخوار جنگ ہے کہ ہزاروں آدمی ہلاک ہو رہے ہیں۔ حالانکہ دونوں سلطنتوں کا مذہب ایسا ہے جس کی رو سے اس جنگ کی مطلق نوبت ہی نہیں آنی چاہئے۔ جاپان کا بدھ مذہب ہے اور اس کی رو سے ایک چیونٹی کا مارنا بھی گناہ ہے۔ روس عیسائی ہے (اس وقت روس کا مذہب عیسائی تھا۔ ناقل) اور ان کو چاہئے کہ مسیح کی تعلیم کے بموجب اگر جاپان ایک مقام پر قبضہ کر لے تو دوسرا مقام خود اس کے حوالہ کر دیں“۔ (ملفوظات جلد چہارم ص 167)

خدائی منشا کا انتظار

حضور کی 26 جون 1905ء کی ڈائری ان الفاظ میں شائع شدہ ہے کہ:۔

”ایک دوست نے تحریک کی کہ جاپان میں تہذیب کی بہت ترقی ہوئی ہے اور عیسائی لوگ اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ تمام جاپانی عیسائی ہو جائیں۔ آریوں نے بھی لاہور میں جاپانی زبان سیکھنے کے واسطے ایک مدرسہ قائم کیا ہے اور جاپان میں کئی آدمی بھیجے ہیں اگر مناسب ہو تو سلسلہ حقہ کی اس ملک میں اشاعت کے واسطے تجویز کی جائے اس پر حضرت مسیح موعود نے فرمایا:

ہر نبی اور رسول کا آخری زمانہ اس کے سلسلہ کی نصرت کا وقت ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت کا پہلا بہت سا حصہ مصائب اور تکالیف میں گزرا تھا اور فتوحات اور نصرت کا زمانہ آپ کی عمر کا آخری حصہ ہی تھا۔ ہم بھی اپنی عمر کا بہت سا حصہ طے کر چکے ہیں اور زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ اب خدا کے وعدوں کے پورا ہونے کے دن ہیں ہماری حالت وہ ہے کہ عدالت میں مدت سے کسی کا مقدمہ پیش ہے اور اب فیصلہ کے دن قریب ہیں۔ ہمیں مناسب نہیں کہ اور طرف توجہ کر کے اس فیصلہ میں گڑبڑ ڈال دیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اب اس فیصلہ کو دیکھ لیں۔ اس ملک میں جو جماعت تیار ہوئی ہے ابھی تک وہ بھی بہت کمزور ہے۔ بعض ذرا سے ابتلاء سے ڈر جاتے ہیں اور لوگوں کے سامنے انکار کر دیتے ہیں اور پھر بعد میں ہم کو خط لکھتے ہیں کہ ہمارا انکار دلی نہیں ہے ......تاہم جن کے دلوں میں حلاوت ایمانی پورے طور سے بیٹھ جائے وہ ایسا فعل نہیں کر سکتے فی الحال موجودہ معاملات میں ہی توجہ اور دعا کی بہت ضرورت ہے اور ہم خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں کہ اب معاملہ دور جانے والا نہیں ایسے معاملات میں آریوں کے ساتھ ہماری کوئی مناسبت نہیں ہوسکتی۔ وہ قوم کو بڑھانا چاہتے ہیں اور ہم دنیا میں تقویٰ اور نیکی کو قائم کرنا چاہتے ہیں اگر ہم آریوں کی نقل کرنا چاہیں تو ان کی پیروی ہمارے لئے منحوس ہوگی اور ہم کو وحی کرنے والے گویا وہی ٹھہریں گے۔ اگر خدا تعالیٰ جاپانی قوم میں کسی تحریک کی ضرورت سمجھے گا تو خود ہم کو اطلاع دے گا۔ عوام کے واسطے امور پیش آمدہ میں استخارہ ہوتا ہے اور ہمارے واسطے استخارہ نہیں۔ جب تک پہلے سے خدا تعالیٰ کا منشاء نہ ہو ہم کسی امر کی طرف توجہ کر ہی نہیں سکتے۔ ہمارا دارومدار خدا تعالیٰ کے حکم پر ہے انسان کی اپنی کی ہوئی بات میں اکثر ناکامی ہی حاصل ہوتی ہے اگر خدا تعالیٰ چاہے گا تو اس ملک میں طالب ...... پیدا کر دے گا۔ جو خود ہماری طرف توجہ کرے گا۔ اب آخری زمانہ ہے ہم فیصلہ سننے کے انتظار میں ہیں۔ ہاں سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ میں اپنی جماعت کے سب لوگوں کو یہ توجہ دلاتا ہوں کہ یہ دن بہت نازک ہیں خدا سے ہراساں و ترساں رہو۔ ایسا نہ ہو کہ سب کیا ہوا برباد ہو جاوے۔ اگر تم دوسرے لوگوں کی طرح بنو گے تو خدا تعالیٰ تم میں اور ان میں کچھ فرق نہ کرے گا اور اگر تم خود اپنے اندر نمایاں فرق پیدا نہ کرو گے تو پھر خدا تعالیٰ بھی تمہارے لئے کچھ فرق نہ رکھے گا۔ عمدہ انسان وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق چلے۔ ایسا انسان ایک بھی ہو تو اس کی خاطر ضرورت پڑنے پر خدا تعالیٰ ساری دنیا کو بھی غرق کر دیتا ہے لیکن اگر ظاہر کچھ اور ہو اور باطن کچھ اور تو ایسا انسان منافق ہے اور منافق کافر سے بدتر ہے سب سے پہلے دلوں کی تطہیر کرو۔ مجھے سب سے زیادہ اس بات کا خوف ہے ہم نہ تلوار سے جیت سکتے ہیں اور نہ کسی اور قوت سے۔ ہمارا ہتھیار صرف دعا ہے اور دلوں کی پاکیزگی۔ اگر ہم اپنے آپ کو درست نہ کریں گے تو ہم سب سے پہلے ہلاک ہوں گے اگر خدا نہ چاہے تو جاپان میں کیا رکھا ہے؟ ہاں زبان سیکھنے میں کوئی حرج نہیں، واشتہ آید بکار اگر ہمیں خدا کا حکم ہو تو بغیر زبان سیکھنے کے آج ہی چل پڑیں۔ ہم ایسے معاملات میں کسی مشورہ پر نہیں چل سکتے خدا کے منشاء کے قدم بقدم چلنا ہمارا کام ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم ص 297)

عمدہ مذہب کی تلاش

26راگست 1905ء کی ڈائری میں ذکر ہے کہ

آج ذکر آیا کہ جاپان میں ......کی طرف رغبت معلوم ہوتی ہے اور بعض لوگوں نے وہاں جانے کا ارادہ کیا ہے۔ اس پر فرمایا:۔

جن کے اندر خود ہی ......کی روح نہیں وہ دوسروں کو کیا فائدہ پہنچائیں گے جب یہ قائل ہیں کہ اب ...... میں کوئی اس قابل نہیں ہوسکتا کہ خدا اس سے کلام کرے اور وحی کا سلسلہ بند ہے تو یہ ایک مردہ مذہب کے ساتھ دوسرے پر کیا اثر ڈالیں گے۔ یہ لوگ صرف اپنے پر ظلم نہیں کرتے بلکہ دوسروں پر بھی ظلم کرتے ہیں کہ ان کو اپنے بدعقائد اور خراب اعمال دکھا کر ...... میں داخل ہونے سے روکتے ہیں ان کے پاس کون سا ہتھیار ہے جس سے یہ غیر مذاہب کو فتح کرنا چاہتے ہیں۔ جاپانیوں کو عمدہ مذہب کی تلاش ہے ان کی بوسیدہ اور ردی متاع کو کون لے گا۔ چاہئے کہ اس جماعت میں سے چند آدمی اس کام کے واسطے تیار کئے جائیں جو لیاقت اور جرأت والے ہوں اور تقریر کرنے کا مادہ رکھتے ہوں۔

(ملفوظات جلد چہارم ص 351)

جامع کتاب

”مجھے معلوم ہوا ہے کہ جاپانیوں کو ......کی طرف توجہ ہوئی ہے اس لئے کوئی ایسی جامع کتاب ہو جس میں ......کی حقیقت پورے طور پر درج کر دی جاوے گویا ......کی پوری تصویر ہو جس طرح ہر انسان سراپا بیان کرتا ہے اور سر سے لے کر پاؤں تک کی تصویر کھینچ

دیتا ہے اسی طرح سے اس کتاب میں ...... کی خوبیاں دکھائی جاویں۔ اس کی تعلیم کے سارے پہلوؤں پر بحث ہو اور اس کے ثمرات اور نتائج بھی دکھائے جاویں۔ اخلاقی حصہ الگ ہو اور ساتھ ساتھ دوسرے مذاہب کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا جاوے‘‘۔

اسی سلسلہ میں مزید فرمایا:۔

’’میرے نزدیک تو یہ ضرورت ایسی ضرورت ہے کہ جس شخص پر حج فرض ہے اسے بھی چاہئے کہ وہ اپنا روپیہ اس دینی جہاد میں صرف کردے۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کو پانچوں نمازیں اکٹھی پڑھنی پڑی تھیں لیکن اب چونکہ تلوار کا جہاد نہیں بلکہ صرف قلم کا جہاد رہ گیا ہے۔ اس لئے اسی ذریعہ سے اس میں ہمت، وقت اور مال کو خرچ کرنا چاہئے‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم ص371)

مذکورہ بالا حوالہ میں حضور نے جس کتاب کی تجویز فرمائی ہے اس کے بارہ میں اخبار ’’بدر‘‘ میں یوں ذکر ہے۔

’’...... کا پورا نقشہ کھینچا جاوے کہ ...... کیا ہے صرف بعض مضامین مثلاً تعدد ازدواج وغیرہ پر چھوٹے مضامین لکھنا ایسا ہے جیسا کہ کسی کو سارا بدن نہ دکھایا جائے اور صرف ایک انگلی دکھادی جائے۔ یہ مفید نہیں ہوسکتا۔ پوری طرح دکھانا چاہئے کہ ...... میں کیا کیا خوبیاں ہیں اور پھر ساتھ ہی دیگر مذاہب کا حال بھی لکھ دینا چاہئے۔ وہ لوگ بالکل بے خبر ہیں کہ ...... کیا شے ہے تمام اصول فروع اور اخلاقی حالات کا ذکر کرنا چاہئے۔ اس کے واسطے ایک مستقل کتاب لکھنی چاہئے جس کو پڑھ کر وہ لوگ دوسری کتاب کے محتاج نہ رہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم ص371)

’’جیسا کہ ہم نے مثال کے طور پر بیان کیا ہے کہ جاپانیوں کے واسطے ایک کتاب لکھی جاوے اور کسی فصیح و بلیغ جاپانی کو ایک ہزار روپیہ دے کر ترجمہ کرایا جائے اور پھر اس کا دس ہزار نسخہ چھاپ کر جاپان میں شائع کردیا جائے‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم ص373)

’’میں دوسری کتابوں پر جو لوگ ...... پر لکھ کر پیش کریں بھروسہ نہیں کرتا کیونکہ ان میں خود غلطیاں پڑی ہوئی تھیں۔ ان غلطیوں کو ساتھ رکھ کر ...... کے مسائل جاپان یا دوسری قوموں کے سامنے پیش کرنا ...... پر ہنسی کرانا ہے۔ ...... وہی ہے جو ہم پیش کرتے ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم ص374)

جاپان میں مخالفت

’’انبیاء علیہم السلام کے حالات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ان کو مشکلات نظر آتی تھیں تو بجز اس کے اور کوئی صورت نہ ہوتی تھی کہ وہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں کرتے تھے۔ قوم تو صمٌّ بکمٌ ہوتی ہے وہ ان کی باتیں سنتی نہیں بلکہ تنگ کرتی اور دکھ دیتی ہے اس وقت راتوں کی دعائیں ہی کام کیا کرتی تھیں۔

اب بھی یہی صورت ہے باوجودیکہ ...... ضعف کی حالت میں ہے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کی بحالی کے لئے پوری کوشش کی جاوے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ہم جب اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ ہر طرح سے ہماری مخالفت کے لئے سعی کی جاتی ہے۔ یہ میری مخالفت نہیں خدا تعالیٰ سے جنگ ہے میں تو یہاں تک یقین رکھتا ہوں کہ اگر میری طرف سے کوئی کتاب ...... پر جاپان میں شائع ہو تو یہ لوگ میری مخالفت کے لئے جاپان بھی جا پہنچیں۔ لیکن ہوتا وہی ہے جو خدا تعالیٰ چاہتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم ص376)

جماعتی سرگرمیاں

جاپان میں ہر شہری اور غیر ملکی کو کوئی بھی مذہب اختیار کرنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی اشاعت کرنے کی مکمل آزادی ہے۔ احمدیہ سنٹر کے تحت ہونے والے اجلاسات اجتماعات اور تقسیم لٹریچر وغیرہ احمدی احباب بغیر کسی پابندی کے کرسکتے ہیں۔

مکرم میجر عبدالحمید صاحب کے دور میں مختلف ذرائع سے جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا جاتا رہا۔ آپ کے دور میں خاص طور پر لٹریچر کی فروخت کا کام ہوا۔ مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کے دور میں جاپان کے انگریزی اخبارات میں کثرت سے خطوط اور مضامین کا سلسلہ جاری رہا۔ اسی طرح دور دراز علاقوں میں مخصوص کار کے ذریعہ پیغام حق پہنچایا گیا۔ ٹوکیو میں پہلی جماعت قائم ہوئی اور ناگویا Nagoya میں احمدیہ سنٹر خریدا گیا۔ جاپان میں قومی طور پر جماعت احمدیہ آپ کے دور میں پہلی دفعہ متعارف ہوئی۔

خاکسار کے عرصہ قیام میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی دن رات تازہ بتازہ ہدایات کی روشنی اور نگرانی میں جاپانی، کورین اور ویتنامی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم اور ان کی طباعت کے ساتھ ساتھ ان تینوں زبانوں میں بنیادی اور ضروری دینی لٹریچر تیار کیا گیا اور طبع کروایا گیا۔ یہ کام مکمل ہوجانے پر حضور نے جماعت جاپان کو خوشنودی کا یہ پیغام بھجوایا کہ ع

یہ دن چڑھا مبارک مقصود جس میں پائے

اس عرصہ میں ہی جاپان میں احباب کا کثرت سے اضافہ ہوا۔ ناگویا Nagoya اور کوماکی Komaki میں جماعتیں قائم ہوئیں۔ نظام جماعت قائم ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع جاپان تشریف لائے۔ احباب جماعت کو تحریک جدید اور وقف جدید کی مالی قربانیوں میں اعلیٰ نمونہ قائم کرنے کی توفیق ملی اور کوبے Kobe کے زلزلہ کے بعد جاپانیوں کی خدمت کی توفیق ملی۔ خدام الاحمدیہ کے کام کا ٹی وی چینلز، ریڈیو اور جاپانی اخبارات میں خوب چرچا ہوا۔

صد سالہ احمدیہ جوبلی کی تقریبات 1989ء کے موقع پر

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا دورہ جاپان (غیر مطبوعہ رپورٹ)

مکرم مغفور احمد منیب صاحب

جاپان میں احمدیت

1902ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود کے سامنے جاپان میں دعوت احمدیت کا ذکر ہوا تو حضور نے فرمایا: ”اگر خدا چاہے گا تو اس ملک میں طالب (حق) پیدا کردے گا“۔

1935ء میں صوفی عبدالقدیر نیاز صاحب ابن حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحب اور 1937ء میں مولوی عبدالغفور صاحب بطور مربی Kobe پہنچے۔ جنگ عظیم دوم کی وجہ سے ہندوستانی باشندوں کا جاپان میں رہنا مشکل ہوگیا۔ 1954ء میں مکرم خلیل احمد صاحب ناصر Shimizu میں ایک کانفرنس میں شامل ہوئے۔ 1959ء میں محمد اویس کوبیاشی صاحب (Kobyashi) ربوہ آئے اور جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔

1960ء میں میرین انجینئر عبدالمنان خان صاحب اور ان کے دوست نور احمد تاکائی صاحب Takai کے جاپانی لٹریچر تقسیم کرنے کا ذکر ملتا ہے۔ 1964ء میں جاپانیوں کو حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب سے جماعت احمدیہ کی باتیں سننے کا موقع ملا۔ 1968ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے جاپان جاکر احمدیہ سنٹر کے قیام کا جائزہ لیا اور جاپان کے لئے مربی بھجوا کر ایک نئے دور کا آغاز فرمایا۔

8 ستمبر 1969ء کو میجر (ر) عبدالحمید صاحب ٹوکیو Tokyo کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ 1975ء تک وہاں قیام پذیر رہے۔ دیگر مربیان کا قیام اس طرح رہا۔

☆مکرم عطاء المجیب صاحب راشد (1975ء تا 1983ء)

☆ خاکسار مغفور احمد منیب (1979ء تا 1995ء)

☆مکرم فہیم احمد صاحب خالد (1987ء تا 1989ء)،

☆مکرم ضیاء اللہ صاحب مبشر (1989ء تا 1998ء)،

☆مکرم نصیر احمد صاحب بدر (2001ء میں چند ماہ کے لئے)

☆مکرم انیس احمد صاحب ندیم، ظہیر احمد صاحب ریحان (2005 تا حال)

مکرم میجر عبدالحمید صاحب کے بعد بالترتیب مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد، خاکسار مغفور احمد منیب، مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب، مکرم سید سجاد احمد صاحب اور مکرم سید طاہر احمد صاحب کو بطور امیر خدمت کا موقع ملا۔

1981ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب جاپان کے دورہ پر تشریف لے گئے۔ ناگویا Nagoya میں بنا بنایا مکان خریدا گیا جس کا نام احمدیہ سنٹر رکھا گیا۔

خلیفۃ المسیح کی پہلی دفعہ تشریف آوری

1989ء میں جماعت احمدیہ کے قیام کو ایک صدی مکمل ہوئی۔ اس سال حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے جن مختلف ممالک کا دورہ فرمایا۔ ان میں جاپان کو بھی حضور نے برکت وعزت عطا فرمائی۔ جولائی 1989ء میں جماعت احمدیہ جاپان 200 افراد سے زیادہ نہ تھی ان میں اکثریت پاکستان کے احمدیوں کی تھی۔ چند جاپانی احمدی بھی موجود تھے۔ حضور کی تشریف آوری کی اطلاع جاپان کے احمدیوں کے لئے ایک نئی زندگی کا پیام ثابت ہوئی۔

ٹوکیو اور ناگویا ہر دو حلقوں میں منتظمین مقرر کردیئے گئے۔ تیاریاں شروع ہوگئیں۔ حضور کے جاپانی اور انگریزی میں تعارف اور دعوت نامے شائع کئے گئے۔ اہم شخصیات سے مل کر دعوت نامے پہنچانے اور پریس سے رابطہ کا کام شروع ہوگیا۔ خاکسار کے علم کے مطابق حضور کے دورہ کی یہ رپورٹ پہلی بار شائع ہورہی ہے۔

حضور انور کا ورود مسعود

24 جولائی 1989ء کا دن جاپان کے ملک اور سرزمین اسی طرح جماعت احمدیہ جاپان کے لئے ایک تاریخ ساز اور بابرکت دن تھا۔ پہلی دفعہ حضرت مسیح موعود کے خلیفہ نے اس ملک کی سرزمین پر قدم رکھا۔ حضور قافلہ کے ممبران کے ہمراہ ٹوکیو کے ناریتا Narita ایئرپورٹ رات 9 بجے پہنچے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ہمراہ حضرت آصفہ بیگم صاحبہ دونوں چھوٹی صاحبزادیاں اور مکرم نصیر احمد صاحب قمر بطور پرائیویٹ سیکرٹری تھے۔ جبکہ سیکیورٹی کے فرائض میجر محمود احمد صاحب اور ملک اشفاق احمد صاحب ادا کر رہے تھے۔ علاوہ ازیں تین خدام بھی لندن سے ہمراہ آئے تھے جن میں سے ایک مکرم کریم خان صاحب تھے۔ جاپان میں قیام کے دوران ٹوکیو، ناگویا کے علاوہ حضور نے ہیروشیما کا سفر کیا اور ہاکونے Hakone کے اس حصہ میں سیر کے لئے تشریف لے گئے جو Tomei موٹروے کے قریب ترین ہے۔

Hakone کے علاقہ میں تھوڑی دیر کے لئے حضور رکے۔ باوجود کسی قدر دھند کے علاقہ کی خوبصورتی سے محظوظ ہوئے اور سوئٹزرلینڈ کی خوبصورتی سے تشبیہ دی۔

ناریتا ایئرپورٹ پر مجلس عاملہ جاپان کے اراکین اور ٹوکیو کے عہدیداران نے حضور کا استقبال کیا جبکہ اگلے روز 350 کلومیٹر کے سفر کے بعد جماعت جاپان کے مرکزی احمدیہ سنٹر ناگویا میں مکرم ضیاء اللہ صاحب مبشر کی سرکردگی میں ناگویا کے احباب نے حضور کا استقبال کیا۔

حضور کی احباب سے ملاقات

جاپان میں تجنید کم ہونے کی وجہ سے احباب جماعت نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے خوب برکات وفیوض حاصل کئے۔ حضور انور نہایت بے تکلفی سے مختلف موضوعات پر خدام سے گفتگو فرماتے رہے اور جائزہ لیتے رہے۔ ہر روز احمدی احباب کا ملاقات کا دن تھا۔ انفرادی حالات پوچھنے کے علاوہ حضور خدام کے مختلف سوالات کے جوابات عطا فرماتے اور قیمتی نصائح سے نوازتے رہے۔ خواتین اور بچوں نے بھی بے تکلفی سے حضور سے باتیں کیں اور پُرشفقت لمحات سے حصہ پایا۔ جاپان میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی شفقتوں سے حصہ پانے والے خدام مردوزن گو آج دنیا کے مختلف حصوں میں یعنی امریکہ، جرمنی، یوکے، پاکستان، آسٹریلیا وغیرہ اور خود جاپان میں جہاں بھی ہوں ان حسین لمحات کو بھلا نہ پائیں گے اور ان دنوں کی یادیں یقیناً ان کو حضور اور اس وقت کے ساتھیوں کے لئے دعا پر اکساتی رہتی ہوں گی۔

جماعتی میٹنگز

حضور کے ٹوکیو پہنچنے کے اگلے روز ہی حضور نے ٹوکیو کے احباب جماعت کو ملاقات کا شرف عطا فرمایا۔ اجتماعی مجلس فرمائی جس میں جماعت ٹوکیو کے عہدیداران کے کام کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ ہدایات سے نوازا۔ ناگویا میں بھی اجتماعی مجلس میں مختلف جماعتی جائزے لئے گئے مجلس عاملہ کے اراکین کو بلوا کر بعض ضروری فیصلہ جات فرمائے اور کام کے سلسلہ میں نصائح سے نوازا۔ احباب جماعت کے ساتھ مجالس عرفان کا انعقاد بھی عمل میں آیا۔ جن میں حضور نے نہایت بے تکلفی سے جوابات عنایت فرمائے۔

استقبالیہ وظہرانہ

احمدی دوست محمد اویس کوبیاشی صاحب کی خواہش پر جاپان ...... ایسوسی ایشن نے ٹوکیو میں حضور کو خوش آمدید کہا اور جاپان میں حضور کی تشریف آوری کو مبارک قرار دیا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد چیئرمین نے استقبالیہ پڑھا حضور نے خطاب فرمایا۔

حضور کا خطاب

حضور نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا جس کا جاپانی ترجمہ پیش کیا جاتا رہا۔ حضور نے استقبالیہ پر شکریہ ادا کرنے کے بعد فرمایا کہ حضرت آدم سے لے کر آج تک جتنے بھی مامور خدا کی طرف سے آئے ہیں کسی نے آکر یہ اعلان نہیں کیا کہ میرے پاس دنیا کے خزانے ہیں دولت ہے آؤ اور آکر لے لو۔ بلکہ ہر ایک نے آکر دینی ضروریات کے پیش نظر اہل ثروت لوگوں سے چندہ کی اپیل کی تاکہ جس مشن کو لے کر وہ آیا ہے اس کو مکمل کرنے میں جس مالی اعانت کی ضرورت ہے وہ پوری ہو۔ میں تمہیں بھی یہی پیغام دیتا ہوں تا آپ جاپان والوں کے جو مالی اخراجات ہیں وہ آپ خود پورا کرنے کے قابل ہوجائیں۔ آپ نے فرمایا جاپان ایسا ملک ہے کہ اقتصادی اعتبار سے بڑی بڑی طاقتیں حتیٰ کہ امریکہ بھی کانپتا ہے تو اگر آپ مالی قربانی کی طرف توجہ کریں تو اپنی ضروریات کو بآسانی پورا کرسکتے ہیں۔ اس تقریب کے بعد ظہرانہ میں حضور نے شرکت فرمائی جس میں عام جاپانی معززین بھی شریک ہوئے۔ حضور نے تازہ مچھلی سے بنا ہوا جاپانی روایتی کھانا سوشی Sushi کا ایک ٹکڑا بھی تناول فرمایا اور غیر جاپانی خدام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگوں کی خاطر میں نے یہ لیا ہے۔

مجلس شوریٰ

حضور نے مجلس شوریٰ طلب فرمائی۔ ازراہ شفقت عام قواعد سے ہٹ کر تمام مرد احباب کو اس میں شامل ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ نہایت بے تکلف شوریٰ تھی۔ مجلس میں ہی احباب سے تجاویز لیتے جاتے اور جو تجاویز اہم ہوتیں اس پر باری باری احباب کی رائے دریافت فرماتے جاتے۔ ارشادات بھی فرماتے جاتے اور فیصلے بھی عطا فرماتے جاتے اور قابل اصلاح امور کی موقع پر ہی اصلاح بھی فرماتے۔ حضور کی یہ خواہش تھی کہ جاپان میں بہت جلد ایسے چند ایک متمول جاپانی احمدی پیدا ہوجائیں جو باقاعدہ چندہ عام ادا کرنے والے ہوں۔ حضور نے جاپانیوں کے لئے انگریزی بول چال کے سکول کھولنے کے متعلق بھی مشورہ لیا۔ نیز جاپان میں جرأت مندی کے ساتھ

پیغام پہنچانے اور شیروں کی طرح زندگی گزارنے کی نصیحت فرمائی۔

مجالس سوال و جواب

جاپانیوں کے ساتھ دو بڑی مجالس سوال و جواب ہوئیں۔ ناگویا کے Yubin Chokin Kaikan ہال میں 200 کے قریب حاضری تھی۔ دوسری مجلس ٹوکیو میں Ginza کے علاقہ میں Chuo Kaikan ہال میں ہوئی۔ جس میں 100 کے قریب حاضری تھی۔ جاپانی مہمانوں سے حضور نے ہر دو جگہ مختصر خطاب فرمایا اور پھر جاپانیوں نے کھل کر ہر قسم کے سوالات پوچھے۔ حضور انگریزی میں جواب ارشاد فرماتے جبکہ جاپانی میں ترجمہ کا انتظام تھا۔ سوالوں کی نوعیت کی چند مثالیں اس طرح ہیں۔

کیا زمین سے باہر کی مخلوق کے دریافت ہو جانے پر قرآن مجید کی تعلیمات میں کوئی ترمیم کریں گے۔ حضور نے فرمایا جب ایسی مخلوق کا پتہ لگ جائے گا تو آپ کے سوال کا جواب بھی قرآن مجید سے مل جائے گا۔

ایک جاپانی نے جاپان کے مخصوص پس منظر میں جوہری توانائی کی مخالفت میں سوال کرتے ہوئے پوچھا کہ حضور اس کو کس طرح لیتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ جوہری توانائی کی اندھی مخالفت درست نہیں۔ توانائی کا ماخذ پہلے کوئلہ تھا پھر تیل نکل آیا اور تیل نے کوئلہ کی جگہ لے لی۔ اب آئندہ نسلوں کے لئے جوہری توانائی کو بطور توانائی اور بغرض علاج اہمیت حاصل ہے۔ ہاں جوہری توانائی کا غلط استعمال بھیانک چیز ہے۔ جاپانیوں کے اخلاق کی حضور نے تعریف فرمائی۔

احمدی احباب کی طرف سے مدعو کئے گئے مہمان حضور کی مجالس سے بے حد محظوظ ہوئے۔ جن میں عام نوجوانوں کے علاوہ بدھسٹ، منّاد، انجینئرز، ڈاکٹرز اور کاروباری حلقوں کے لوگ شامل تھے۔ ناگویا میں جاپانی مہمانوں نے حضور کے ساتھ یادگار اجتماعی تصویر بنوائی۔

ہیروشیما کا سفر

حضور ناگویا سے ہیروشیما بذریعہ بلٹ ٹرین تشریف لے گئے اور شام کو اسی بلٹ ٹرین کے ذریعہ ہیروشیما سے ناگویا واپسی ہوئی۔ ایک طرف کا فاصلہ 528 کلومیٹر ہے جو تقریباً دو گھنٹے میں طے ہوا۔ حضور کے اس سفر میں حضور کے اہل خانہ کے علاوہ مکرم میجر محمود احمد صاحب مکرم اشفاق احمد صاحب، مکرم سید سجاد احمد صاحب اور خاکسار کو ہمراہ جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔

حضور ہیروشیما Peace پارک پہنچے یہ پارک اس جگہ پر بنایا گیا ہے جہاں امریکہ کی افواج نے ایٹم بم گرایا تھا۔ اس میں ایٹم بم سے متاثر ہونے والے لوگوں کی تصویریں اور ماڈل رکھے گئے ہیں اور اصل متاثرہ اشیاء کو بھی رکھا گیا اور اس روز کے بھیانک پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ یہاں ایسی فلمیں دکھائی جاتی ہیں جس میں تباہ کاریوں کے علاوہ اس وقت کی سسکتی ہوئی انسانی آبادی اور ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جانے والی ''پانی پانی'' کی آواز کے مناظر دکھائے گئے ہیں۔ حضور میوزیم کی طرف سے دیئے گئے ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ ترتیب وار انگریزی زبان میں ان مناظر کے بارہ میں معلومات سنتے جاتے۔ آپ کے چہرہ مبارک پر ظاہر ہونے والی کیفیت سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ حضور کس قدر غم اور کرب محسوس فرما رہے ہیں۔ میوزیم سے باہر آکر حضور نے ایک ایسے معذور شخص کو دیکھا جو ایٹم بم گرانے کے سانحے کے دن رحم مادر میں تھا اور وہاں بھی ایٹم بم کے بداثرات سے محفوظ نہ رہ سکا اور معذور ہو گیا۔ حضور نے ازراہ شفقت اسے کچھ نقدی عطا فرمائی۔

حضور کے لباس اور شخصیت کو دیکھ کر وہاں پر موجود ریڈیو کا نمائندہ اپنے مائیک کے ساتھ حاضر ہوا اور حضور کا تعارف حاصل کرکے مختصر تبصرہ کی گزارش کی حضور نے ریڈیو پر پیغام دیا۔ میوزیم کے ساتھ غیر ملکی مہمانوں کے لئے بنی ہوئی ایک خوبصورت عمارت کے سادہ سے ریستوران میں حضور نے کھانا تناول فرمایا اور پھر ریستوران والوں کی باقاعدہ اجازت حاصل کرکے ایک حصہ میں ظہر و عصر کی نمازیں باجماعت ادا کیں۔

پریس کانفرنس

ناگویا کے ہلٹن ہوٹل میں پریس کانفرنس ہوئی جس میں ناگویا کے ٹی وی۔ ریڈیو اور اخبارات کے رپورٹرز نے شرکت کی۔ حضور نے مختصر خطاب انگریزی میں فرمایا جس میں جماعت کا تعارف کروایا۔ پریس کے نمائندگان نے حضور کی شخصیت اور جاپان میں احمدیہ سنٹر سے متعلق سوالات کئے۔ حضور نے خاص طور پر ہیروشیما میں دیکھے گئے مناظر کا ذکر کرکے عالمی امن کی طرف توجہ دلائی اور بطور خاص افریقہ کے ممالک میں اپنے کاروبار اور امداد کو وسیع کرنے کی اپیل کی۔

ٹی وی انٹرویو

پریس کانفرنس کے بعد ایک مشہور ٹی وی چینل کے نمائندہ نے جس نے حضور سے پہلے سے وقت لے رکھا تھا انٹرویو لیا جو اسی دن شام کو 10 منٹ کے لئے TV پر نشر ہوا۔

مہمانوں سے ملاقات

حضور نے ناگویا ہلٹن ہوٹل میں اور ٹوکیو میں Chuo Kaikan میں غیر از جماعت دوستوں سے ملاقات کی عام سادہ نوجوانوں سے لے کر دانشوروں سے ملاقات کی۔ ناگویا میں Kondo Sanko کے مینیجنگ ڈائریکٹر کوندو صاحب اور ٹوکیو میں تنزانیہ کے مسلمان سفیر موچو صاحب کے متعلق خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

احباب کے ساتھ شفقت

حضور محبت کا ایک بحر بیکراں تھے۔ احمدیہ سنٹر ناگویا میں حضور نے احباب جماعت کے ساتھ دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔ احمدیہ سنٹر کے باغیچہ میں نہایت سادہ کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ حضور نے خدام کو خود ہاتھ سے چاول ڈال کر دیئے اور تبرک عطا فرمایا۔

کئی ایک احباب و خواتین کو حضور کی طرف سے قلم، کپڑے، نقدی اور چھڑی وغیرہ عطا ہوئیں۔

Iroha پرنٹنگ پریس کے مینیجنگ ڈائریکٹر ہیروشی صاحب نے احمدیہ سنٹر حاضر ہو کر ''مکتوب جاپان'' کا تازہ شمارہ حضور کی خدمت میں پیش کیا اور بتایا کہ قرآن مجید کا جاپانی ترجمہ اور ویتنامی ترجمہ اس نے طبع کیا ہے۔ حضور نے نہایت خوشی سے مکتوب جاپان سینے سے لگا کر تصویر کھینچنے کو کہا اور فوراً کچن میں جا کر خود جوس کا ڈبہ کھول کر گلاس میں ڈال کر ہیروشی صاحب کو دیا۔ جس کا موصوف پر نہایت گہرا اثر ہوا۔

ناگویا سٹیشن پر ایک بچہ کھیل رہا تھا۔ حضور اس کے ساتھ کھیل میں شامل ہو گئے۔ بچہ حیران ہوا اور بہت خوش ہوا۔

ہیروشیما سٹیشن پر خدام کی موجودگی کے باوجود سکہ ڈال کر سٹیشن سے خود جوس لیا اور پھر خالی ڈبے رکھنے کی جگہ پوچھی اور خود وہاں تک چل کر گئے اور وہاں ڈبہ رکھا۔

حضور نے قرآن مجید اور لٹریچر کے مترجمین سے خصوصی شفقت فرمائی۔ کوبیاشی صاحب ککوچی Kikuchi صاحبہ اور آویا Ohya صاحبہ کی خدمت کو سراہا۔

جاپانی روایتی بازار کی سیر

حضور کی خواہش پر Asakusa بازار جانے کا پروگرام رکھا گیا۔ حضور نے زمین دوز ٹرین (Subway) پر جانا پسند فرمایا۔ کیونکہ اس ٹرین پر ٹریفک سگنل کی رکاوٹوں کے بغیر تیزی سے کم وقت میں منزل پر پہنچا جاسکتا ہے۔ حضور مشرقی دروازہ سے گزر کر بازار سے ہوتے ہوئے مغرب میں واقع بڑے مندر کے صحن تک گئے۔ اردگرد کی عمارتوں کو دور سے دیکھا۔ لکڑی کے 7 منزلہ مینار کو دیکھ کر اس کی منزلیں گنتی کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔

جاپان سے الوداع

28 جولائی کو ناگویا سے حضور کی روانگی کا دن تھا۔ خدام اداس تھے۔ حضور نے احمدیہ سنٹر کے باہر دروازہ پر لمبی پُرسوز دعا کروائی اور ٹوکیو کے لئے روانگی ہوئی۔ ٹوکیو سے حضور 30 جولائی کو الوداع ہوئے۔ ہر احمدی بے حد غمگین اور اداس تھا۔ حضور نے وقت سے پہلے ہی Narita ایئر پورٹ جانے کا فیصلہ فرمایا تا کہ احباب جماعت کو حضور کے ساتھ وقت گزارنے کا موقع میسر آجائے۔ حضور نے ایئر پورٹ پر الوداعی دعا کروائی اور حضور جاپان سے روانہ ہو گئے۔

یوم امن کے موقع پر جاپان کی ایک انجمن کی درخواست پر
امن عالم کے لئے حضرت مصلح موعود کی دعا

فرخ سلمانی

1952ء کی بات ہے انٹرنیشنل ورلڈ پیس ڈے (بین الاقوامی یوم امن) منانے کے لئے جاپان کی ایک انجمن نے حضرت مصلح موعود کی خدمت میں لکھا کہ جماعت احمدیہ بھی قیام امن کی کوشش میں شریک ہو اور اس اہم مقصد کے لئے ایک معین دن مقرر کر کے دعائیں کریں۔ حضور نے دنیا بھر کی جماعتوں کو ہدایت کی کہ وہ 2؍اگست 1952ء بروز جمعہ قیام امن کے لئے دعا کریں۔ عام رہنمائی کے لئے حضور نے ایک نہایت جامع دعا مندرجہ ذیل الفاظ میں تجویز فرمائی:۔

"اے خدا ہمیں سیدھا رستہ دکھا۔ ایسا رستہ جس پر مختلف اقوام کے چنیدہ لوگ جنہوں نے تیری رضامندی کو حاصل کرلیا تھا چلے تھے۔ ہمارے ارادے پاکیزہ ہوں۔ ہماری نیتیں درست ہوں۔ ہمارے خیالات ہر بدی سے پاک ہوں۔ ہمارے عمل ہر قسم کی کجی سے منزہ ہوں۔ سچائی اور صداقت کے لئے ہم اپنی ساری خواہشات اور رغبتیں قربان کر دیں۔ ایسا انصاف جس میں رحم ملا ہوا ہو ہمارے حصہ میں آئے اور ہم تیرے ہی فضل سے دنیا میں سچا امن قائم کرنے والے بن جائیں۔ جس طرح کہ تیرے برگزیدہ بندوں نے دنیا میں امن قائم کیا اور تو ہمیں ایسے کاموں سے محفوظ رکھ جن کی وجہ سے تیری ناراضگی حاصل ہوتی ہے اور تو ہمیں اس بات سے بچا کہ ہم جوش عمل سے اندھے ہو کر ان فرائض کو بھول جائیں جو تیری طرف سے عائد ہوتے ہیں اور ان طریقوں سے بے راہ ہو جائیں جو تیری طرف لے جاتے ہیں"۔

(الفضل 9 جولائی 1952ء)

مذکورہ بالا انجمن کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر الفریڈ ڈبلیو مارک نے حضور کی یہ دعا اپنے ہیڈ کوارٹر (جاپان) بھجوائی جہاں سے ان کے ماہنامہ میں تعریفی کلمات کے ساتھ شائع کی گئی اور حضور کی خدمت میں مذکورہ رسالہ اور کچھ اور لٹریچر بھی بھجوایا گیا۔ حضور نے ان کے لٹریچر کی رسیدگی سے مطلع کرتے ہوئے انہیں مندرجہ ذیل جواب دیا جس میں قیام امن کے سلسلہ میں دین فطرت کے اصولوں کا ذکر کرتے ہوئے انہیں اس بہترین طریق پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔

"......یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ امن عالم کے قیام کے لئے جو میری دعا کے متعلق تجویز تھی وہ آپ کے اخبار میں شائع ہوئی ہے۔ حقیقتاً دنیا اس بات کی محتاج ہے کہ اس کے اندر سچا امن پیدا کیا جائے لیکن سچا امن کبھی بھی روحانیت کے درست ہوئے بغیر قائم نہیں ہو سکتا۔ دنیا کوشش کر رہی ہے کہ ہتھیاروں کے ساتھ صلح کو قائم رکھے۔ قانون کے ساتھ صلح کو قائم رکھے یا عقل کے ساتھ صلح کو قائم رکھے لیکن یہ تینوں چیزیں ناقص ہیں گو اپنے اپنے دائرہ میں ضروری ہیں۔ یہ تینوں چیزیں جب تک روحانیت کے ساتھ نہ ملیں اس وقت تک امن قائم نہیں ہو سکتا۔ ہتھیاروں کے ساتھ اس لئے امن قائم نہیں رکھا جا سکتا کہ ہتھیاروں کی دوڑ شروع ہو جاتی ہے اور پھر یہ عادت ایسی پڑ جاتی ہے کہ صلح کے بعد صلح کرانے والی قومیں ہتھیار جمع کرتی چلی جاتی ہیں۔ کیونکہ انہیں ہمسایہ سے ڈرنے کی عادت پڑ جاتی ہے اور کافی ہتھیاروں کے بغیر ان کے دل اطمینان نہیں پاتے۔ قانون اس لئے امن قائم نہیں کر سکتا کیونکہ قانون ظاہر پر حکومت کرتا ہے۔ باطن پر نہیں اور عقل اس لئے امن قائم نہیں کر سکتی کہ عقل اخلاق کے تابع نہیں ہوتی وہ یہ دیکھتی ہے کہ میرا یا میرے دوست کا فائدہ کس میں ہے وہ یہ نہیں دیکھتی کہ بعض ظاہری فائدے باطنی نقصان کا موجب ہوتے ہیں اور قریب کی دوستی بعید کو خراب کر دیتی ہے لیکن روحانیت ہی ایک ایسی چیز ہے جو کہ انسان کو دائمی طور پر نیکی کی طرف مائل رکھتی ہے کیونکہ روحانیت نام ہے جذبات کے اخلاقی رنگ میں ڈھلنے کا اور جب جذبات اخلاقی رنگ میں ڈھل جائیں تو لازماً عقل بھی ان کے ساتھ ہوتی ہے اور ایک ایسا دوام پیدا ہو جاتا ہے جس کو کوئی لالچ یا کوئی حرص یا کوئی خوف اپنے مقام سے ہلا نہیں سکتا"۔ (الفضل 28 نومبر 1989ء)

جاپان میں احمدیت

جاپان میں احمدیہ مشن کا قیام حضرت مصلح موعود کے دور مبارک میں 1935ء میں عمل میں آیا جب مکرم صوفی عبدالقدیر صاحب پہلے مربی سلسلہ کی حیثیت میں 4 جون 1935ء کو جاپان پہنچے اور 10 جنوری 1937ء کو مکرم مولوی عبدالغفور ناصر صاحب دوسرے مربی سلسلہ کی حیثیت سے جاپان تشریف لے گئے اور وہاں احمدیت کے پیغام کو پہنچانے کا سلسلہ جاری رہا۔ آپ 1941ء کو واپس قادیان تشریف لے آئے۔ پھر جنگ عظیم دوم کے بعد 8 ستمبر 1969ء کو میجر عبدالحمید صاحب بطور مربی جاپان پہنچے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے جاپان میں ٹوکیو اور ناگویا شہروں میں جماعتیں قائم ہیں اور دونوں جگہ جماعت کے مشن ہاؤسز موجود ہیں بعض جاپانی احباب اور خواتین کو بھی اللہ تعالیٰ نے احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے جو اللہ کے فضل سے دن بدن اپنے ایمان میں مضبوط اور مستحکم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

دنیا کے کنارے اور
احمدیت کا پیغام

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

"حضرت مسیح موعود نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ جس طرح میرا نام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔ اسی طرح میرا بیٹا دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ دنیا کے کناروں کے لحاظ سے امریکہ ایک طرف ہے اور جاپان دوسری طرف، درمیان میں یورپ اور افریقہ کا علاقہ ہے۔ ہماری جماعت ایک غریب جماعت ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے مطابق مجھے توفیق عطا فرمائی کہ میں دنیا کے مختلف ممالک میں احمدیہ مشن قائم کروں۔ چنانچہ اس وقت امریکہ میں احمدیہ مشن قائم ہے۔ انگلستان میں احمدیہ مشن قائم ہے، شمالی اور جنوبی افریقہ میں احمدیہ مشن قائم ہے، چین اور جاپان میں بھی احمدیہ مشن قائم کئے گئے تھے مگر جنگ کی وجہ سے کچھ عرصہ کے لئے بند کر دیئے ہیں، سماٹرا اور جاوا میں احمدیہ مشن قائم ہیں، اسی طرح جرمنی میں اور ہنگری میں، ارجنٹائن میں، یوگوسلاویہ میں، البانیہ میں، پولینڈ میں، زیکوسلواکیہ میں، سیرالیون میں، گولڈ کوسٹ میں، نائیجیریا میں، مصر میں، فلسطین میں، ماریشس میں، شام میں، روس میں، سٹریٹ سیٹلمنٹس میں، ایران میں، کابل میں، ملایا میں اور دوسرے کئی ممالک میں اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے احمدیت کا پیغام پہنچایا اور پیشگوئی پوری ہوئی جو حضرت مسیح موعود نے اپنے بیٹے کے متعلق فرمائی تھی کہ دنیا کے کناروں تک وہ......احمدیت کا نام پہنچائے گا۔

(انوار العلوم جلد 17 ص 221)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا دورہ جاپان (8 تا 15 مئی 2006ء)

تاریخ وار مصروفیات

8 مئی 2006ء

☆حضور انور گیارہ گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد ساڑھے چار بجے شام جاپان کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ Narita ٹوکیو پر رونق افروز ہوئے۔ ایئرپورٹ سے باہر امیر جماعت، مربیان سلسلہ اور بعض جماعتی عہدیداران نے استقبال کیا۔ صدر صاحبہ لجنہ نے حضرت بیگم صاحبہ کو خوش آمدید کہا اور بچیوں نے پھول پیش کئے۔

☆پھر لاؤنج میں جمع احباب نے استقبال کیا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔ رہائش کا انتظام ملحقہ شہر Chiba کے ہلٹن ہوٹل میں کیا گیا تھا۔ نمازوں وغیرہ کے لئے 10 کلومیٹر کے فاصلے پر ایک کمیونٹی سنٹر لیا گیا تھا۔

☆سوا آٹھ بجے کمیونٹی سنٹر تشریف لے گئے جہاں خواتین نے خوش آمدید کہا، بچیوں نے دعائیہ نظمیں پڑھیں اور مغرب وعشاء کے بعد رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

9 مئی 2006ء

☆نماز فجر کمیونٹی سنٹر میں ادا کی۔ معمولات کے بعد ڈاک ملاحظہ فرمائی اور پھر ملاقاتوں کے لئے کمیونٹی سنٹر تشریف لے گئے۔

☆ٹوکیو کے 25 گھروں کے 83 افراد نے شرف ملاقات حاصل کیا اور تصاویر بنوائیں۔ ان میں امریکہ و پاکستان سے آئے احباب بھی شامل تھے۔

☆ظہر وعصر کے بعد قیام گاہ میں تشریف لے گئے۔ پانچ بجے ہلٹن ہوٹل میں استقبالیہ تقریب منعقد کی گئی۔ تقریب سے پہلے ایک پرانے ممبر پارلیمنٹ نے ملاقات کی اور نصف گھنٹہ مختلف دلچسپی کے امور پر بات کی۔ ممنونیت کا اظہار کیا اور شکریہ ادا کیا کہ زلزلوں کے دوران جماعت نے قابل قدر خدمت انجام دی ہے۔

☆ازاں بعد کروشیا کے ایمبیسیڈر نے ملاقات کی اور مختلف امور پر معلومات حاصل کیں۔

☆استقبالیہ تقریب میں 62 جاپانی مہمان شامل ہوئے جن میں ممبران پارلیمنٹ، غانا و کروشیا کے ایمبیسیڈر، سیاستدان، پروفیسر، افسران پولیس، وکلاء، ڈاکٹرز اور مختلف شعبہ ہائے زندگی کے معززین مدعو تھے۔

☆ایک ممبر پارلیمنٹ نے ایڈریس پیش کیا اور کہا کہ قیام امن کی جدوجہد میں آپ کے ساتھ ہوں۔

☆حضور انور نے اپنے خطاب میں سوسائٹی کے امن اور باہمی بھائی چارہ کی فضا پیدا کرنے کے سلسلہ میں دین حق کی تعلیم پیش فرمائی۔ مخالفین کے مظالم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ 1400 سال پہلے آنحضرتؐ نے جو نمونہ پیش فرمایا وہی آج دنیا کو مطلوب ہے۔ جبر کے خلاف اور دشمن سے بھی عفو ونرمی کا سلوک دین حق کی بنیادی تعلیم ہے۔

☆ایک اور ممبر پارلیمنٹ لیٹ پہنچے تھے اجازت لے کر انہوں نے بھی ایڈریس پیش کیا اور کہا کہ دل کی گہرائی سے جاپان آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں اور اس تقریب میں شمولیت پر خود کو خوش قسمت محسوس کرتا ہوں۔

☆ایک اور ممبر پارلیمنٹ کھانے کے دوران پہنچے۔ اجازت لے کر انہوں نے بھی خطاب کیا اور کہا کہ کاش پہلے آتا اور میں خود استقبال کرتا اور اپنی نیک تمنا کا اظہار کیا کہ احمدیت کا پودا جلد جلد ترقی کرے۔

☆تقریب کے آخر میں حضرت صاحب سب کے پاس گئے۔ گفتگو فرمائی، شرف مصافحہ بخشا اور تصاویر بنوائیں۔ خطاب ختم ہونے کے بعد کافی دیر تک حاضرین تالیاں بجاتے رہے۔

10 مئی 2006ء

☆معمولات کے بعد ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ آج 375 کلومیٹر دور ناگویا (Nagoya) جانے کا پروگرام تھا۔ دس بجے روانگی ہوئی۔ سارا راستہ نہایت سرسبز وشاداب پہاڑوں پر مشتمل تھا۔ سب سے مشہور پہاڑ Mt. Fuji بھی اسی راستے پر ہے جو کہ 3776 میٹر بلند ہے۔

☆اس سفر میں 275 کلومیٹر دور ایک نہایت خوبصورت Flower Park ہے جہاں رنگ برنگے پودوں کو تراش کر پرندوں اور جانوروں کی شکلیں بنائی گئی ہیں۔ وسط میں تالاب ہے اور میوزک کے ساتھ پانی متحرک ہوتا ہے۔

☆آپ کا قیام ناگویا کے ایک ہوٹل میں تھا جہاں سے مشن ہاؤس دس منٹ کی مسافت پر ہے۔ مشن ہاؤس میں احباب نے خوش آمدید کہا۔ بچوں اور بچیوں نے دعائیہ نظمیں پڑھیں اور خیرمقدمی گیت پیش کئے۔

☆ظہر وعصر کے بعد ہوٹل تشریف لے گئے۔ جہاں ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

☆ناگویا کے 19 گھرانوں کے 56 افراد نے شرف ملاقات حاصل کیا اور تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

☆مغرب وعشاء کے بعد رہائش گاہ تشریف لے گئے۔ مشن ہاؤس ناگویا دومنزلہ ہے اوپر رہائش اور نیچے دفتر کے علاوہ لائبریری اور نماز پڑھنے کے لئے محدود جگہ ہے۔

11 مئی 2006ء

☆معمولات کے بعد ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور سرانجام دیئے۔

☆ظہر وعصر کے بعد 9 گھرانوں نے شرف ملاقات حاصل کیا۔ اسی طرح انڈونیشیا سے آنے والے وفد کے اراکین نے ملاقات کی سعادت پائی اور تصاویر بنوانے کا شرف پایا۔

☆نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ جاپان سے میٹنگ ہوئی۔ لجنہ کی کارکردگی کا جائزہ لیا اور ضروری ہدایات سے نوازا اور رہنمائی فرمائی۔

☆لجنہ کے بعد نیشنل عاملہ خدام الاحمدیہ کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔ دعا کے بعد قیمتی ہدایات و نصائح سے نوازا۔

12 مئی 2006ء

☆معمولات کے بعد ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور سرانجام دیئے۔

☆جاپان کی احمدیہ تاریخ کا آج نہایت اہم اور تاریخ ساز دن تھا۔ یہاں سے پہلی دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح کا خطبہ جمعہ ساری دنیا کے لئے Live نشر کیا گیا۔ یہ جاپان کے چھبیسویں جلسہ سالانہ کا پہلا دن بھی تھا۔

☆جلسہ کے لئے ایک کمیونٹی سنٹر حاصل کیا گیا تھا۔ پرچم کشائی اور دعا کے بعد خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ جمعہ کے بعد دو احباب کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆آج 10 گھروں کے 16 افراد نے شرف ملاقات حاصل کیا۔ بعض جاپانی مہمانوں نے بھی ملاقات کی سعادت پائی۔

☆ملاقاتوں کے بعد چلڈرن کلاس کا آغاز ہوا۔ مختلف پروگراموں کے ساتھ ساتھ نصائح کا سلسلہ جاری رہا اور کلاس کے آخر میں بچوں اور بچیوں کو تحائف عطا فرمائے۔ مغرب وعشاء کے بعد رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

13 مئی 2006ء

☆معمولات کے بعد ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور سرانجام دیئے۔

☆ظہر وعصر کے بعد جلسہ سالانہ کے دوسرے اور آخری دن جلسے کا اختتامی اجلاس شروع ہوا۔

☆تلاوت ونظم کے بعد اختتامی خطاب میں جلسہ کے مقاصد، عہدیداران کی ذمہ داریاں اور جاپانی ماؤں کے ضروری کام بیان فرمائے۔ اس جلسہ میں امریکہ، کینیڈا، جرمنی، کوریا، چین، انڈیا، پاکستان، انڈونیشیا، انگلینڈ اور متحدہ عرب امارات سے وفود شامل ہوئے۔

☆جلسہ کے بعد دفتر میں مہمانوں نے بھی شرف ملاقات حاصل کیا۔

☆نیشنل مجلس عاملہ جاپان کے ساتھ میٹنگ فرمائی اور بڑی تفصیل کے ساتھ جاپان کے جماعتی حالات اور انتظامی امور نیز عہدیداران کی کارکردگی کا جائزہ لے کر موقع پر ہدایات دیں۔

☆ازاں بعد نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ کے ساتھ میٹنگ میں قائدین کی رہنمائی فرمائی اور آخر پر گروپ فوٹو کی سعادت بخشی۔

☆انصاراللہ کے بعد لجنہ اماء اللہ کے ساتھ میٹنگ کی۔ آج ہی حضرت بیگم صاحبہ نے صدر لجنہ کا انتخاب کرایا تھا۔ آپ نے اس کی منظوری دی۔ یہ نئی مجلس عاملہ لجنہ کی پہلی میٹنگ تھی۔ آپ نے تفصیلاً رہنمائی فرمائی۔

☆مغرب وعشاء کے بعد تین بچوں اور سات بچیوں کی تقریب آمین ہوئی۔

14 مئی 2006ء

☆آج جاپان میں قیام کا آخری دن تھا۔ بذریعہ بلٹ ٹرین 417 کلومیٹر سوا دو گھنٹے میں سفر طے کر کے ہیروشیما شہر پہنچے۔ وہاں استقبال کرنے کے لئے خدام کا ایک گروپ پہلے ہی پہنچ چکا تھا۔

☆اس شہر پر امریکہ نے 6 اگست 1945ء کو صبح سوا آٹھ بجے ایٹم بم گرایا تھا۔ یک لخت نہ مکان رہے نہ مکین رہے۔ ہر چیز ملیامیٹ ہوگئی شہر راکھ کا ڈھیر بن گیا۔ ایک لاکھ چالیس ہزار انسان لقمہ اجل ہوئے اور 80 ہزار زخمی۔

☆ایٹم بم کی تباہ کاریوں پر مشتمل ایک میوزیم بنایا گیا ہے۔ میوزیم کے پارک میں مختلف کانفرنس ہال، لائبریری اور ریسٹورنٹ ہیں۔ اسی پارک میں ظہر وعصر کے بعد کھانے سے فارغ ہو کر گئے تو میوزیم کا گائیڈ پہلے سے منتظر تھا۔

☆شاید خطہ ارض پر یہ واحد میوزیم ہے جسے دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انتہائی دردناک مناظر وہاں موجود ہیں۔ دردناکیوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے لکھا:

☆"I salute the people of Heroshima"

☆ہیروشیما سے ٹوکیو کا فاصلہ 850 کلومیٹر ہے۔ Nozomi سپر ایکسپریس پورے چار بجے روانہ ہوئی اور آٹھ سٹیشنوں پر رکتی ہوئی 8 بجے ٹوکیو سٹیشن پر پہنچ گئی۔ ناگویا سٹیشن پر مقامی جماعت نے سارے قافلے کے لئے چائے اور سنیک وغیرہ کا انتظام کیا ہوا تھا جو فور اً ٹرین میں وفد والی جگہ پہنچا دیا گیا۔

☆ہلٹن ہوٹل پہنچے۔ایک ہال میں مغرب وعشاء کی نمازیں ادا کیں اور رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

15 مئی 2006ء

☆صبح معمولات کے بعد ڈاک ملاحظہ فرمائی اور گیارہ بجے ہوٹل سے باہر تشریف لائے اور انٹرنیشنل ایئر پورٹ Narita پہنچے۔ دونوں جماعتوں کے احباب اور بچے جمع تھے۔سب کو شرف مصافحہ بخشا۔دعا کرائی ہاتھ ہلا کر السلام علیکم کہتے ہوئے اندر تشریف لے گئے۔ VIP لاؤنج میں کچھ دیر ٹھہرے۔ برٹش ایئرویز کے ایک سینئر ممبر ایئر پورٹ پر ساتھ ساتھ رہے اور جہاز کے دروازہ تک چھوڑ کر آئے۔ پرواز سوا ایک بجے چلی اور گیارہ گھنٹے چالیس منٹ بعد ہیتھرو ایئر پورٹ لندن پہنچ گئی۔الحمد للہ

خطبہ جمعہ

12 مئی 2006ء

جاپان سے کسی بھی خلیفۃ المسیح کے براہ راست دنیا میں نشر کئے گئے اولین خطبہ جمعہ کے اہم نکات:۔

☆ جائزہ لیں کہ کس حد تک ہم اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔خصوصاً اپنے اندر پاکیزہ تبدیلیاں پیدا کرنے اور پیغام حق دوسروں تک پہنچانے کا فریضہ ادا کرنے کے لحاظ سے۔

☆ جاپانی باہمت قوم ہے اقتصادی و مادی ترقی کے باوجود آج بھی ان میں مذہب کے بارے میں احترام ہے۔

☆ آپ احمدیت کے نمائندے ہیں۔آپ کا فرض ہے کہ اس قوم کو احمدیت کا پیغام پہنچائیں۔

☆ خدا تعالیٰ کا فضل حاصل کرنے کے لئے عبادتوں کی طرف توجہ اور نمازوں کی باقاعدہ ادائیگی ضروری ہے اسی سے دینی و دنیاوی حسنات ملتی ہیں ورنہ خدا کو تمہاری پرواہ ہی کیا ہے۔

☆دعاؤں سے بے رغبتی اور نمازوں سے لاپرواہی حضرت مسیح موعود کی دعاؤں کا وارث نہیں بنا سکتی۔

☆ تربیت اولاد کے لئے بچوں کو نمازوں کا عادی بنانا والدین کا فرض ہے۔

☆ پاکیزہ عملی نمونے بچوں کو دکھائیں، آپ کو بھی قرب الٰہی ملے گا۔ معاشرے میں بہتری آئے گی اور جماعت کا وقار بلند ہوگا۔

☆ مالی قربانیوں کے بھی جائزے لیں۔غلط آمد بتا کر چندہ دینا گناہ بھی ہے اور جھوٹ بھی۔

☆ نمازیں اور دوسری نیکیاں تب ہی فائدہ دیتی ہیں جب وہ رضاء الٰہی کے مطابق ہوں۔

☆ اللہ ہمیں اپنے نفسوں کو پاک کرنے کے ساتھ احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق دے۔

ہدایات ونصائح

تقریب استقبالیہ سے خطاب

9 مئی 2006ء

جاپان کی تقریب استقبالیہ میں 62 معزز جاپانی مہمانوں نے شرکت کی جن میں ممبران پارلیمنٹ کئی ملکوں کے ایمبیسیڈر اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے سرکردہ اصحاب شامل تھے۔ اپنے خطاب میں حضور نے فرمایا:۔

☆فرمایا کہ میں بیان کروں گا کہ سوسائٹی میں امن اور آپس میں بھائی چارہ کی فضا کس طرح قائم کرسکتے ہیں۔

☆پہلی بات یہ ہے کہ دین حق طاقت کے استعمال اور انتہا پسندی کی تعلیم ہرگز نہیں دیتا ایسا تأثر بالکل غلط ہے۔

☆ آج دوسرے مذاہب کے لوگ بھی ایسا ہی کر رہے ہیں۔ نہتے لوگوں پر میزائل پھینکے جاتے ہیں۔فائرنگ کی جاتی پھر یہ ظلم کی باتیں ان کے مذہب کی طرف کیوں منسوب نہیں کی جاتیں۔

☆مومن کا دل زخمی ہوتا ہے جب اس کے مذہب پر جھوٹے الزام لگائے جاتے ہیں اور دین حق کا چہرہ بگاڑا جاتا ہے۔

☆ایک موعود کی آمد کا سب کو انتظار تھا۔ ہمارا ایمان ہے کہ وہ آچکا ہے۔آپ نے امن کے قیام کے لئے قرآن کریم کی تعلیمات اور آنحضرت ﷺ کا عملی نمونہ پیش کیا ہے کہ بھائی چارہ، امن وآشتی اور الفت و رواداری ہی اصل مقصود ہے۔

☆ابتدائی مومنوں پر کیا کیا ظلم ہوئے۔ دہکتے انگاروں پر لٹانا، دھوپ میں کھڑا کرنا، تپتی ریت پر لٹا کے اوپر بھاری پتھر رکھ دیا۔ دو اونٹوں سے ایک ایک ٹانگ باندھ کے چیر دیا۔ظلم کی انتہاء تھی۔ آنحضرتؐ کو لہولہان کر دیا جاتا۔ آخر ہجرت کرنا پڑی۔

☆ مدینہ میں بھی دفاعی جنگیں لڑنا پڑیں۔سورۃ مائدہ:3 میں حکم ہے کہ اس وجہ سے کہ تمہیں مسجد حرام سے روکا گیا تم ظلم کرنے پر آمادہ مت ہو۔

☆ خدا کی رضا دوسروں سے نرمی کرکے ہی ملتی ہے۔دشمنوں سے بھی نیک سلوک کرنے سے ملتی ہے۔

☆ قرآن کریم کہتا ہے کہ مذہب میں کوئی جبر نہیں۔ سوسائٹی کا امن برداشت کے مادہ سے ہی قائم ہوسکتا ہے۔امانت داری نہیں تو بے آرامی اور بے چینی ہے۔

☆اسلامی تعلیم یہ ہے کہ کسی قوم سے دشمنی تمہیں ناانصافی پر آمادہ نہ کردے۔

☆ آنحضرت ﷺ نے مدینہ میں یہودیوں اور غیر مسلموں کو امن وسلامتی کی ضمانت دیتے ہوئے تاریخی معاہدہ اور نجران کے عیسائیوں کے ساتھ پیمان کیا۔

☆اس سارے پس منظر میں فتح مکہ پر عفو عام کا اعلان کہ تم سب آزاد ہو کوئی سزا نہیں۔ یہ اقدام ہیں سوسائٹی میں حوصلہ اور برداشت کے جن سے امن قائم ہوتا ہے۔

☆انصاف سے دیکھیں کیا آج جو قدم دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے اٹھائے جا رہے ہیں کیا اس سے امن قائم ہوسکتا ہے۔ کیا دہشت گردی کو بڑی دہشت گردی کیساتھ سزا دی جاسکتی ہے۔میزائل اٹیک کے ذریعہ امن قائم ہوگا یا مزید ظلم بڑھے گا۔

☆ کیا ان مظالم کے نتیجہ میں نئی نسل کے دلوں میں محبت پیدا ہوگی۔ Suicide Bombers جو عورتوں، بچوں اور معصوموں کو مار رہے ہیں کیا اس سے امن قائم ہوگا۔اگر امن کے لئے صرف یہی راستہ ہے تو پھر دنیا ہلاکت کے دروازہ پر، آگ کے کنارے پر تیسری عالمی جنگ کے دہانے پر کھڑی ہے۔

☆ آپ ایسی قوم ہیں جو دوسری جنگ عظیم سے سب سے زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔ اب تیسری جنگ عظیم کو روکنے کے لئے قدم اٹھائیں۔ خدا آپ کی مدد کرے۔

☆ ہم احمدی یہ دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس خوبصورت دنیا کو ہلاکت سے بچالے۔ لوگوں کو عقل دے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچان لیں۔

نیشنل عاملہ خدام الاحمدیہ کو ہدایات

11 مئی 2006ء

☆ دعا کے بعد میٹنگ شروع ہوئی تو حضور انور نے جائزہ لیتے ہوئے صدر مجلس اور معتمد کو فرمایا کہ آپ کی طرف سے رپورٹس نہیں آتیں۔ آپ خود کام نہیں کرتے تو آپ کی بات کون سنے گا۔اس لئے آپ کے کاموں میں بے برکتی ہوتی ہے۔

☆عہدوں کا خیال دل سے نکال دیں یہ عہدہ نہیں خدمت ہے۔

☆ ٹیم بنا کر یہاں کے ہسپتالوں اور بلڈ بینک میں احمدیہ یوتھ آرگنائزیشن کے نام سے رجسٹر کرائیں جو ضرورت پر بلڈ ڈونیشن کے لئے خدام کو بلائے۔

☆اس خدمت سے دعوت الی اللہ کے رستے بھی کھلتے ہیں اور آسانیاں پیدا ہوتی ہیں۔

☆ ہسپتالوں میں جائیں بوڑھوں، مریضوں سے ملیں۔ پھول پھل لے جائیں Old People's Home جائیں۔ لوگوں سے ملیں جذبات واحساسات کا خیال کریں باتیں کریں دعوت الی اللہ کے لئے راہیں کھلیں گی۔

☆ مہتمم اطفال سے فرمایا اطفال کا جائزہ ہونا چاہئے کہ کس جگہ کتنے اطفال میں سے کتنوں کو نماز آتی ہے۔ کتنے قرآن کریم ناظرہ جانتے ہیں۔ جو نہیں جانتے ان کو سکھانے کا انتظام ہونا چاہئے۔

☆اصلاح وارشاد، تربیت اور تعلیم کے شعبوں کا جائزہ لیا اور حسب موقع نصائح فرمائیں۔

☆دعوت الی اللہ کے لئے ذاتی رابطوں پر زور دیا۔ دعوت الی اللہ تو مسلسل رابطے اور ذاتی تعلق سے ہوتی ہے۔ پلان بنا کر پہلے ایک جگہ پھر دوسری پھر تیسری جگہ جائیں اور انتخاب کریں جہاں دلچسپی ہے وہاں باقاعدہ پروگرام بنا کر زور لگائیں۔

☆ ہر مہینے رپورٹ ضرور بھیجیں۔جس مہینے کام نہ ہوا ہو تو اپنی رپورٹ میں لکھیں کہ اس مہینہ میں کوئی کام نہیں ہوا۔

جلسہ سالانہ سے اختتامی خطاب

13 مئی 2006ء

☆حضور انور نے فرمایا خدا کے فضلوں کو مزید بڑھانے کے لئے ہمیں اس کے آگے جھکنا چاہئے۔ اس کی عبادت کرنی چاہئے۔ اس کا شکرگزار بندہ بننا چاہئے اور ہمیں پوری کوشش کرنی چاہئے کہ خدا کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں۔

☆ بندے کے بندے پر جو حقوق ہیں بہت اہم ہیں اور یہ جذبہ اس وقت حقیقت کا روپ دھارتا ہے کہ جب انسان کے دل میں دوسرے کے لئے جذبہ ہو اور وہ چاہتا ہو کہ محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں۔

☆ حضرت اقدس مسیح موعود نے جلسہ کے مقاصد میں یہ بیان فرمایا تھا کہ ایک مقصد یہ بھی ہے کہ آپس میں بھائی چارہ، محبت بڑھے۔ اگر یہ تعارف نفرتوں میں پڑنے کے لئے حاصل کرنا ہے تو پھر نہ ہی اس تعارف کی ضرورت ہے اور نہ ہی جلسوں کی ضرورت ہے۔

☆ میں عہدیداران کو یہ کہتا ہوں کہ آپ لوگوں کو ان لغو حرکات کو چھوڑنا ہوگا۔ اگر نہیں چھوڑیں گے تو جماعتی طور پر جو ایکشن ہوگا وہ تو ہوگا، خدا کی نظر میں بھی یہ سب کچھ ہے۔ خدا دیکھ رہا ہے کہ کس طرح کام کر رہے ہیں۔ پس خدا نے خدمت کا جو موقع دیا ہے اسے اللہ کا فضل سمجھیں۔

☆ حسد ایک ایسی بیماری ہے جو سارے معاشرے کو خراب کرتی ہے اس لئے جہاں اپنے آپ کو حاسد کے شر سے بچانے کی کوشش کریں اور دعا کریں اور خود بھی اپنے آپ کو حسد کرنے سے بچائیں۔

☆ معاشرہ کی برائیوں کا اثر اولاد پر ہوتا ہے۔ میاں بیوی کے حالات پر ہوتا ہے۔ رشتے ٹوٹتے ہیں۔

☆ جاپانی عورتوں سے میں کہتا ہوں کہ اپنے خاوندوں کی وجہ سے پیچھے نہ ہٹیں بلکہ خدا سے کئے گئے

وعدے کو پورا کریں اور خود دین سیکھیں، نمونہ بن جائیں اور عہد کریں کہ خاوند کی طرف سے رشتہ ٹوٹنے کی وجہ سے آپ کی احمدیت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

نیشنل مجلس عاملہ جاپان

کو ہدایات

13 مئی 2006ء

☆حضور انور نے بڑی تفصیل کے ساتھ جاپان کے جماعتی حالات اور انتظامی امور اور عہدیداران کی کارکردگی کا جائزہ لیا اور موقع پر ہدایات دیں اور بعض انتظامی فیصلے فرمائے۔

☆حضور انور نے میٹنگ کے دوران ہی بعض عہدیداران کا تقرر فرمایا اور مجلس عاملہ کی تشکیل کی ہدایت فرمائی۔

☆حضور انور نے مربی انچارج جاپان کو ہدایت فرمائی کہ پروگراموں کی پلاننگ آپ نے کرنی ہے۔

☆حضور انور نے فرمایا ذیلی تنظیمیں براہ راست خلیفۃ المسیح کے تحت ہیں۔ ان کے اپنے پروگرام ہوتے ہیں۔ لیکن جب جماعتی طور پر جلسے منعقد ہو رہے ہوں تو ذیلی تنظیمیں اپنے پروگرام نہیں رکھیں گی۔

☆دعوت الی اللہ کے ضمن میں فرمایا جاپانی لوگوں کے ساتھ دوستی پیدا کریں۔ جو غیر مذہب کے ہیں۔ عیسائی ہیں ان کو قریب لائیں، غیر مذہب والوں کو پہلے یہ بتائیں کہ خدا کیا ہے، خدا کے وجود کا اسے قائل کریں۔

☆یونیورسٹی میں جو احمدی لڑکے پڑھتے ہیں ان سے مدد لیں۔ یہ اپنی یونیورسٹیوں میں سیمینار منعقد کریں جہاں دین کی خوبیاں بیان ہوں۔

☆ساری عاملہ پہلے خود موصی بنے، نمازوں کی حفاظت کرنے والی ہو۔ قرآن کریم پڑھنے والی ہو اور وصیت کرنے والی ہو۔

☆اگر کوئی موصی اپنی انکم سے کم دیتا ہے تو وہ موصی نہیں رہ سکتا اسی طرح اگر کوئی موصی چھ ماہ سے زیادہ بقایادار ہو تو وہ موصی نہیں رہ سکتا اور اگر کسی کو تعزیر ہو وہ موصی نہیں رہ سکتا۔

☆آپ کے چندوں میں بے برکتی اس لئے پڑ رہی ہے کہ آپس میں اتفاق نہیں ہے، ایک دوسرے کا احترام نہیں ہے۔

☆حضور انور نے لٹریچر تیار کرنے اور شائع کرنے کے بارے میں بعض انتظامی فیصلے فرمائے اور ہدایات سے نوازا۔

☆عہدیداروں کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا دنیاداری کی طرف رجحان زیادہ ہے، جس کو خدا یاد نہیں اس نے کام کیا کرنا ہے۔

☆مربیان کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا آپ کا ہر چوتھا خطبہ تربیت پر ہونا چاہئے اور ہر چھٹا خطبہ مالی قربانی پر آنا چاہئے۔

نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ

کو ہدایات

13 مئی 2006ء

☆تمام قائدین کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی کہ سب اپنے اپنے شعبہ کی سکیم بنائیں، مجلس عاملہ میں رکھیں اور پھر اس پر عملدرآمد کریں۔

☆حضور انور نے فرمایا ہر ماہ مجھے رپورٹ آنی چاہئے کہ کیا کام کیا ہے اگر نہیں بھی کیا تب بھی رپورٹ آنی چاہئے اور لکھیں کہ اس ماہ کام نہیں ہوا۔

☆جاپان میں بدھسٹ ہیں یہ بہت سخت ہوں گے، ان پر بہت زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔ یہاں لامذہب اور عیسائیوں کی طرف توجہ دیں۔ غیر قوموں کے لوگ یہاں آئے ہوئے ہیں اور آباد ہیں ان کی پاکٹس تلاش کریں اور وہاں دعوت الی اللہ کے پروگرام بنائیں۔ ان سے رابطے کریں۔

☆نومبائعین کی تربیت کرکے ان کو جماعت کے نظام کا حصہ بنانے کی کوشش کریں۔ ان کو آپ نے نماز سکھانی ہے۔ قرآن کریم پڑھنا سکھانا ہے۔ آپ نے صرف انصار نومبائعین میں کام کرنا ہے۔

مجلس عاملہ لجنہ جاپان

کو ہدایات

13 مئی 2006ء

☆حضور انور نے صدر لجنہ جاپان اور ان کی نئی عاملہ کی منظوری عطا فرمائی۔

☆حضور انور نے تمام سیکرٹریان کو ان کے کام کے بارے میں سمجھایا اور بتایا کہ کس طرح آپ نے اپنے اپنے شعبہ کے پروگرام بنانے ہیں اور ان پر عملدرآمد کرنا ہے۔

☆حضور انور نے تمام سیکرٹریان کی رہنمائی فرمائی اور ہدایات دیں۔

☆اس میٹنگ سے قبل حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا نے صدر لجنہ جاپان کا انتخاب کروایا تھا۔